طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَةٍ (الحدیث)

علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے۔

طالبات تقریر کیسے کریں؟

جلد ششم

شیخ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی ایم ڈی چرتھاولی حفظہ اللہ

خلیفہ ومجاز حضرت حاذق الامتؒ پرنامبٹ (خلیفہ ومجاز حضرت مسیح الامتؒ جلال آبادی) مدیر دار العلوم محمدیہ بنگلور

کی مجالس سے ماخوذ

مرتب

ڈاکٹر حکیم محمد فاروق اعظم حبان قاسمی

نائب مہتمم دار العلوم محمدیہ بنگلور

مکتبہ طیبہ دیوبند ۲۴۷۵۵۴

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	:	طالبات تقریر کیسے کریں؟ (جلد ششم)
ماخوذ از خطبات	:	حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی
مرتب	:	ڈاکٹر حکیم محمد فاروق اعظم حبان قاسمی
کتابت وتزئین	:	مولانا عبید الرحمٰن قاسمی و مولانا فہیم احمد قاسمی، حبان گرافکس بنگلور
باہتمام	:	مولانا محمد طیب قاسمی
تعداد	:	تین ہزار (۳۰۰۰)
قیمت	:	
ناشر	:	مکتبہ طیبہ نزد سفید مسجد، دیوبند، سہارنپور- 247554 (یوپی)

مرتب کا مکمل پتہ

RAHEEMI SHIFA KHANA
#248, 6th Cross, Gangondanahalli Main Road,
Nayandhalli Post, Maysore Road
BANGALORE - 560039 (INDIA)
Ph.: 080-23180000, 23397836/72
www.raheemishifakhana.com
E-mail.: raheemishifakhana@yahoo.com

فہرست

صفحہ	مضامین	نمبر شمار
9	انتساب	1
10	تقریظ	2
12	حرف اول	3
13	حضور اکرم ﷺ کی نظر میں عورتوں کا اکرام	4
14	رحم دلی کی ایک اور تصویر، ۹ ہجری	
15	اپنا جائزہ	
15	ساری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے	
17	درخت اور پیڑ، پودے اللہ تعالی کی نعمت ہیں	5
20	ان تینوں کے بغیر حیوانات کی بقا نہیں	
22	پاکیزہ قلوب ہی قیامت کے دن کامیاب ہوں گے	6
23	ناکام کون اور بامراد کون	

7	مریض کی عیادت اور اس کی فضیلت واہمیت	25
	مسلمانوں کے آپسی حقوق بھی ہیں	26
	صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عشق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم	28
8	فخر انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم	29
	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل دنیا وجود میں آئی	31
9	علم نورِ الٰہی ہے جو تعظیم وتکریم سے حاصل ہوتا ہے	35
	علم حاصل کرنے کیلئے تقویٰ و پرہیز گاری	37
10	قرآن کریم کی تلاوت کے فضائل	38
	قرآن پاک پڑھنے والے کی مثال	39
	قرآن کی تلاوت کرنے اور نہ کرنے والوں کی مثال	40
	ایک حرف کی تلاوت پر ستر نیکیاں	41
	تلاوت کی ہوئی آیت قیامت میں نور ہوگی	42
	ایک آیت کی تلاوت عرش کے علاوہ ہر شئے سے افضل	43
	روزہ اور قرآن سفارشی ہوں گے	44
11	مسلم معاشرے میں مساجد کا کردار	45
	مسجد کا تعلق امت کی زندگی سے ہے	46
	مساجد اتحاد پیدا کرتی ہیں	48
12	علم سے درجات بلند ہوتے ہیں	49
	علم کی بھی مختلف قسمیں ہیں	50
	مجلس علم کی برکت	51
13	بیٹی کے متعلق معاشرے کے جاہلانہ تصورات	53

	بیٹی بھی نعمت بیٹا بھی نعمت	54
	بیٹیوں کی فضیلت	56
	بیٹیوں کی اچھی پرورش پر جہنم سے چھٹکارہ نصیب ہوگا	56
14	غیر مسلموں کے ساتھ اسلام کا عدل وانصاف	58
	ذمیوں کے ساتھ بھی حسن سلوک کیا جائیگا	59
	اسلامی عدالت کا حیرت انگیز واقعہ	60
15	بیٹے کو بیٹی پر ترجیح نہ دیں	62
	لڑکیوں کی شادی کیلئے انکی مرضی کا خیال رکھیں	63
	آج بھی لڑکیوں پر ظلم کیا جاتا ہے	65
16	اہل جنت خوبصورت اور حسین وجمیل ہوں گے	66
	اہل جنت ظاہری وباطنی نجاستوں سے پاک	67
	جنت میں ایک کوڑے کی جگہ دنیا ومافیہا سے بہتر	68
17	پڑوسی کے حقوق	70
	پڑوسی چالیس گھروں تک	71
	پڑوسی کو حق شفعہ	72
18	خون کا عطیہ	74
	بلڈ بینک کا قیام درست ہے	75
19	بزرگوں کی توہین کرنے والا منافق ہے	78
	صحابہ اسلام کا کامل نمونہ تھے	79
	مغربی ممالک کی حالت زار	81
20	پڑوسی کی اہمیت	83

	اچھے اور برے ہونے کا معیار	84
	ہمسایہ سے حسن سلوک	85
	پڑوسیوں کو ستانے والا مومن نہیں	86
21	ائمہ کرام کی ذمہ داریاں!	87
	امام کا اصل فریضہ	88
	خطبہ جمع کی اہمیت	89
	مساجد تحفظ دین کے قلعے	90
22	رشتہ داروں کیساتھ حسن معاشرت	91
	حضرت علی رضی اللہ عنہ کی قیمتی نصیحت	92
	حسن سلوک کی سب سے زیادہ حقدار ماں ہے	93
23	اصلاح وتربیت کی عظیم مثالیں	95
	صحابی رسول عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ	96
	حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی نصیحت اپنے لخت جگر کو	98
	غیبت زنا سے بڑھکر	99
24	دس قسم کے خوش نصیب لوگ	100
	سات خوش قسمت عرش کے سائے میں	101
	حامل قرآن کیلئے قرآن سفارش کریگا	102
25	بیٹیوں پر احسان کرنے کا اجر	104
	بیٹی رحمت کا خزانہ	105
	ماں کی ممتا	106
	صحابہ کے مزاج	107

26	جہیز مسلم سماج کے لئے داغ ہے	108
	جہیز بھی ایک کرپشن ہے	109
	خیر القرون کی شادیاں	111
27	بڑوں کا ادب صحابہ رضی اللہ عنہ نے کیسے کیا؟	113
	ہر موقع پر بڑوں کا خیال کریں	114
	بڑوں کی مجلس میں ادب سے بیٹھیں	117
28	جنت کی نورانیت کہاں ملتی ہے؟	118
	والدین کے حقوق	120
	ماں کے حقوق باپ سے زیادہ	121
29	بیٹیوں کے حقوق ادا کرنیوالا جنتی ہے	123
	بیٹیوں کے حقوق کی ادائیگی کرنیوالا جنت میں داخل ہوگا	124
	بیٹیوں کی اچھی پرورش جنت میں داخلہ کا سبب ہوگی	125
	دو بیٹیوں یا بہنوں پر بھی حسب کفایت خرچ جہنم سے بچاؤ کا سبب ہوگا	126
30	قیامت کے دن پہاڑ بھی ریزہ ریزہ ہو جائیں گے	127
	نفخۂ اولیٰ کے وقت دنیا کی حالت کیا ہوگی	128
	آسمان و زمین	129
31	پڑوسی کی ضروریات کا خیال لازم ہے	131
	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چار ارشاد	132
	ہمسایہ کو کھانے کا تحفہ	133
32	مرنیوالے سے قبر میں سوال و جواب	135
	مومن بندہ قبر میں مطمئن ہوتا ہے	136

	فرشتے کہیں گے تو دلہن کی طرح سوجا	137
	جو قبر میں کامیاب ہو گیا وہ بعد میں بھی کامیاب ہوگا	139
33	علماء کرام کی صحبت اور فضیلت	140
	علماء کی صحبت کے سات فوائد	141
	علماء کا مقام اور صحبت کا اثر	142
34	حجاب عورت کی ترقی میں کبھی رکاوٹ نہیں......!	144
35	علم دین سے فہم و بصیرت حاصل ہوتی ہے	148
	علم کی حقیقت	149
36	غیر مسلموں کے ساتھ حضور ﷺ کا حسن سلوک	153
	غیر مسلم کی عیادت	154
	تبلیغ اسلام طاقت کے زوروں پر نہیں	155
	نبی رحمت	156
37	اہل جنت کا سب سے پہلا کھانا	157
	زمین کی روٹی	158
	اللہ کا دیدار سب سے بڑی نعمت	159

☆☆☆

طالبات تقریر کیسے کریں؟ کی جلد ششم کا

ثواب اور ثواب

صاحبزادۂ رسولِ اکرمؐ حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام معنون کرنے کی سعادت حاصل کرر ہا ہوں جن کے القاب ''طیب'' و ''طاہر'' ہیں، جن کی عمر طفلی میں رحلت پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو کفارِ مکہ نے نعوذ باللہ ''ابتر'' کے نام سے پکارا، جس کا جواب اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں خود کفار کے ابتر ہونے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عبد اللہ کے بدلے ''حوضِ کوثر'' کی خوشخبری سنائی، گویا صاحبزادۂ محترم حضرت عبد اللہؓ ساری امت کے لئے ''آبِ کوثر وجامِ کوثر'' کے ذریعہ یومِ قیامت رحمت ہیں۔ آپؓ کی ذاتِ اطہر پر ہزاروں رحمتیں، برکتیں اور انوارات نازل ہوں۔

غلامِ غلامانِ صاحبزادۂ رسولِ اکرم

محمد ادریس حبان رحیمی چرتھاوَلی

خانقاہ رحیمی بنگلور

مورخہ: ۱۸؍جون ۲۰۱۳ھ بروز منگل

تقریظ

مولانا حکیم محمد عثمان حبان دلدارؔ قاسمی زید مجدہم
ناظم تعلیمات دار العلوم محمدیہ بنگلور

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم، اما بعد!

زمانۂ قدیم میں بچیوں اور لڑکیوں کی تعلیم وتربیت پر کوئی خاص توجہ نہیں دی جاتی تھی، بلکہ عورت کو انسان تصور کرنے والے بہت کم لوگ تھے، وہ صرف مرد کی ضرورت تھی لیکن اسلام نے عورت کو مقامِ اعلیٰ عطا کیا، اس کی تعلیم وتربیت کو لازمی اور اجر وثواب کا ذریعہ بتایا، سارے عالم میں پھیلی ہوئی خرافات جو عورت کو ذلیل ورسوا کرنے کیلئے ہوا کرتی تھیں ان کو اسلام نے مٹایا، اور ہر ماں، بیٹی، بہن اور بیوی کو اس کا جائز حق دلوایا تا کہ وہ بھی معاشرے میں سکون واطمینان کی زندگی گذار سکے۔

آج جب یوروپی تہذیب وتمدن کی بدولت رشتوں میں دراڑیں پڑتی جارہی ہیں اور عورتیں آزادی کے نام پر رسوائی وذلت کو فخر ومنزلت سمجھنے لگی ہیں تو ایسے موقع پر اسلام کے پیش کردہ نظامِ حیات کو دوہرانے کی اشد ضرورت ہے، یہ اسی وقت ممکن ہے جب عورت کو اس کا صحیح منصب ومقام یاد دلایا جائے، اس کی صحیح تربیت کی جائے۔

آج عورت کی تعلیم تو ہے لیکن اس کی صحیح تربیت نہیں، اس پر نکیر تو کی جاتی ہے لیکن مثبت پہلو کی طرف متوجہ نہیں کیا جاتا، جس کی ضرورت از حد ہے۔ اس ضرورت کو حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی مدظلہ العالی نے خوب سمجھا اور اپنی مجالس میں مسلم بچیوں کی اصلاح وتربیت کے متعلق خصوصی ارشادات وفرمودات کے ذریعہ یہ باور کرایا کہ عورت گھر کی ملکہ ہے، اسے بازار کی رونق نہیں بنایا جاسکتا، لہٰذا ہمیں اپنی بچیوں کی تعلیم وتربیت اسلامی رنگ میں بچپن سے ہی کرنی چاہیے، تاکہ ایک منظّم ومستحکم اور پاکیزہ معاشرہ میسر ہوسکے۔

برادرِ کبیر ڈاکٹر حکیم محمد فاروق اعظم حبان قاسمی زید مجدہم نے آپ کے ارشادات کو شروع میں خطبہ وتمہیدی کلمات کے ذریعہ ترتیب دے کر ایک چھوٹا سا کتابچہ بعنوان ''طالبات تقریر کیسے کریں؟'' ترتیب دیا تھا، جس کے موضوعات کو بے حد پسند کیا گیا، جس پر بہت سے افراد نے اس کی مزید جلدیں لانے پر اصرار کیا، حضرت حبیب الامت مدظلہ سے اجازت طلب کرنے کے بعد آپ کے دیگر خطبات اور مجالس سے مزید عناوین کو اخذ کر کے دس جلدوں پر مشتمل مناسب صفحات پر اس کتاب کی دوبارہ اشاعت کی گئی، ذاتِ باری تعالیٰ سے امید ہے کہ سابقہ کتابچہ کی طرح ''طالبات تقریر کیسے کریں؟'' کتاب بھی مدارس نسواں کی طالبات کیلئے اسی طرح نافع ثابت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اس سعی کو قبول فرمائے اور ناشر جناب مولانا محمد طیب صاحب قاسمی مالک مکتبہ طیبہ وجملہ معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے، آمین!

العارض

محمد عثمان حبان دلدار قاسمی
ناظم تعلیمات دار العلوم محمدیہ بنگلور
مورخہ: ۱۷ر جون ۲۰۱۳ء بروز پیر

حرفِ اول

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم، اما بعد!

الحمدللہ بعد نماز جمعہ احاطۂ دارالعلوم محمدیہ بنگلور میں مجلس رحیمی ہوتی ہے، ناچیز مجالس میں شریک رہتا ہے جس میں اصلاح وتربیت کے عنوان پر مختلف جواہر پاروں سے حاضرین دامن بھرتے ہیں، دل میں داعیہ پیدا ہوا کہ ان کو یکجا کیا جائے جس سے مدارس میں پڑھنے والی طالبات استفادہ کرسکیں، مجلس رحیمی میں حضرت قبلہ والد بزرگوار خواتین کے متعلق جو ارشاد فرماتے تھے راقم ان کو یکجا کرتا رہا اور تھوڑے عرصہ میں مختلف عنوانات سے مضامین تیار ہوگئے، عنوانات ترتیب دے کر قبلہ والد بزرگوار سے ان کو شائع کرنے کی اجازت طلب کی، حضرت نے چیدہ چیدہ مقامات سے دیکھ کر اجازت مرحمت فرمادی، ناچیز نے صرف تمہیدی کلمات کا اضافہ کیا ہے امید کہ تقریروں کا یہ مجموعہ مدارس نسواں کی طالبات کیلئے نافع ثابت ہوگا۔ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ناچیز کی اس سعی کو قبول فرمائے اور ناشر جناب مولانا محمد طیب صاحب قاسمی مالک مکتبہ طیبہ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

احقر

محمد فاروق اعظم قاسمی المعروف محمد حارث حبان

نائب مہتمم دارالعلوم محمدیہ بنگلور

مورخہ: ۱۸/جون ۲۰۱۳ھ بروز منگل

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں عورتوں کا اکرام

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَهٗ اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم. وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

مشفق ومہربان معلمات، ماؤں اور بہنو! قرآن کریم نے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سے مقامات پر تعریف فرمائی ہے جس آیت کو میں نے آپ کے سامنے پڑھا ہے اس میں اللہ رب العزت نے آپ علیہ السلام کے خلق عظیم کو ذکر فرمایا ہے۔ اے میرے حبیب قریش مکہ آپ کو مجنوں ساحر اور شاعر کہہ رہے ہیں یہ غلط کہہ رہے ہیں آپ تو اخلاق کے اعلیٰ معیار پر فائز ہیں ایک موقع پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ. اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ کو سارے جہاں والوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا مطالعہ کریں تو قدم قدم

پر آپ علیہ السلام کی امت پر شفقت و مہربانی اور رافت و رحمت کا پتہ چلے گا۔ چنانچہ ایک غزوہ میں ایک لڑکی قید ہو کر آئی اس کا واقعہ سماعت فرمائیں۔

"اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! میرے والد وفات پا چکے ہیں اور میرا سرپرست فرار ہو چکا ہے"۔ معلوم کر کے بتایا گیا کہ یہ حاتم طائی کی بیٹی ہے اور اس کا فرار ہونے والا سرپرست اس کا بھائی عدی ہے۔ اس لڑکی نے التجا کی "اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے رہا کر دو، میرے والد بڑے سخی، رحم دل اور غریب نواز تھے اور کبھی کوئی محتاج ان کے پاس سے خالی نہ پلٹتا تھا"۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رحم آیا لڑکی کے سر پر چادر اوڑھائی اور فرمایا، ان کے والد مکارم الاخلاق والے تھے یعنی اچھی عادت و اطوار، معاملات، سخی، غریب نواز اور رحم دل تھے۔ یہ شفقت دیکھ کر وہ لڑکی ایمان لے آئی۔ اپنے قبیلہ میں جا کر دین کی دعوت دینے لگی اور بھائی عدی کو بار بار سمجھاتی رہی۔ یہاں تک کہ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مشرف بہ اسلام ہو کر جلیل القدر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی صف میں شامل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو، اور وہ سب اللہ کی رضا پر راضی ہوئے۔

رحم دلی کی ایک اور تصویر، ۹ ہجری

ہجرت کا نواں سال ہے، مکہ فتح ہو چکا ہے، فوری غزوۂ حنین کا معرکہ واقع ہوتا ہے۔ مال غنیمت کے ڈھیر لگے ہیں۔ ہزاروں افراد قید میں ہیں۔ ایک خاتون قیدی پکارتی ہے: اے لوگو! میں تمہارے سردار کی دودھ شریک بہن ہوں۔ یہ الیشماء (بنت الحارث بن عبد الاخریٰ خاوند حلیمہ سعدیہ، دایہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو یقین نہ آیا فوراً رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معلوم کیا۔ اے عورت! تمہارے دعوے کی کیا دلیل ہے؟ خاتون نے

نشانی دکھائی۔ رسول اکرم ﷺ نے اس کی تصدیق فرمائی اور اس خاتون کی عزت واحترام میں اپنی چادر مبارک بچھادی، اور اس پر بٹھایا اور فرمایا میرے پاس قیام کرنا چاہو تو عزت سے رکھوں گا، اگر اپنے قبیلے میں جانا چاہتی ہو تو عزت واحترام سے روانہ کردوں گا۔ خاتون نے اپنے گھر والوں کو ترجیح دی۔ آپ ﷺ نے نہایت عزت واحترام اور تحائف کے ساتھ اپنی دودھ شریک بہن کو روانہ کیا۔

اپنا جائزہ

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے ذکر و بیان عید میلاد النبی ﷺ اور سیرت النبی ﷺ کی محفلوں کا انعقاد اور ان میں حاضری یا ان موضوعات پر تحریریں لکھنا پڑھنا اور شائع کرنا، فقط اجر و ثواب کیلئے ہونا اور یہ گمان کرنا کہ ہم نے محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان یا حب و عشق مصطفیٰ ﷺ کا حق ادا کردیا تو یہ ایک غلط فہمی ہوگی۔ در اصل مقصد یہ ہونا چاہئے کہ ہم ان سے سبق حاصل کریں۔ اور اپنی اصلاح کریں۔

لہٰذا خلق النبی ﷺ کی روشنی میں ہم اپنا جائزہ لیں کہ کیا حسن خلق کی صفات ہم میں پائی جاتی ہیں؟ اگر نہیں تو کس حد تک۔ اگر بعض اخلاقی خوبیاں پائی جاتی ہیں؟ تو ان پر مضبوطی سے قائم ہو جائیں۔ اور باقی کے حصول کی جدوجہد کریں۔

ساری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے

عَنْ اَنَسٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْخَلْقُ عِيَالُ اللّٰهِ فَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَى اللّٰهِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰى عِيَالِهٖ. حضرت انس اور حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کی عیال ہے یعنی سب مخلوق کی روزی اور ان کی ضروریات حیات کا

عقیقۃً اللہ تعالیٰ ہی کفیل ہے جس طرح کہ کوئی آدمی اپنے اہل وعیال کی روزی اور ان کی ضروریات کا مجازاً کفیل ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو اپنی ساری مخلوق میں زیادہ محبت ان بندوں سے ہے جو اس کی عیال (مخلوق) کے ساتھ احسان کریں، یہاں حدیث میں تو ساری مخلوق کو اللہ کا کنبہ کہا گیا اور ہر ایک کے ساتھ حسن سلوک کا برتاؤ کرنے کا حکم دیا گیا ہے اس میں اپنے تو اپنے غیر مسلم حتی کہ بے زبان جانور بھی شامل ہیں اور عورت کے ساتھ خاص طور پر حسن سلوک کا برتاؤ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَعَاشِرُوْ هُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ اور تم عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کیا کرو۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ علیہ السلام کی عادت کسی کو برا بھلا کہنے کی نہ تھی اور نہ ہی کبھی کسی عورت یا غلام باندی حتی کہ کسی جانور کو بھی نہیں مارا عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی تاکید فرماتے ہوئے خود اپنا عملی نمونہ بھی پیش فرمایا۔ خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ وَاَنَا خَيْرُكُمْ لِاَهْلِیْ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنی بیوی کے لئے سب سے بہتر ہو اور میں اپنی بیوی کے لئے تم سب سے بہتر ہوں۔ آپ علیہ السلام تو ساری مخلوق کے لئے رحمت بن کر آئے تھے ہر ایک پر احسان عظیم فرمایا مگر معاشرے میں کمزور سمجھے جانے والے طبقے پر بھی خصوصی رحمت رہی جیسے غلام اور باندیاں اور عورتیں۔ اب ہماری ذمہ داری بنتی ہے کہ عورتوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں اور آپ علیہ السلام کے ارشادات وفرمودات پر عمل کریں۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

درخت اور پیڑ پودے
اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلاً سُبْحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات! اللہ تعالیٰ نے بے شمار مخلوق پیدا فرمائیں جن کو ہم گن بھی نہیں سکتے اور ساری مخلوق اللہ نے انسانوں کے لئے پیدا کی ہیں، ہمیں اس کا فائدہ معلوم ہو، یا نہ ہو، سانپ بچھو اور دیگر زہریلے جانور سبھی انسانوں کی نفع رسانی کے لئے ہیں، ہوا کے اندر جو زہریلے اثرات ہوتے ہیں اور انسانوں کی صحت وتندرستی کے لئے مضر ہوتے ہیں زہریلے جانوران کو جذب کر لیتے ہیں اسی طرح پیڑ پودے، چاند سورج ستارے، پانی ہوا، دھوپ ساری ہی اشیاء ہمیں فائدہ پہونچا رہی ہیں۔

شیخ سوریؒ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ابرو باد و در خورشید فلک در کارند
تا تو نانے بکف آدمی و بغفلت نہ خوری
ہمہ از بہر نوسہ گشتہ و فرمانبردار
شرط انصاف نہ باشد کہ تو فرماں تیری

ترجمہ: بادل ہوا چاند سورج ستارے اور آسمان سب کام میں لگے ہیں تا کہ تم ایک روٹی حاصل کرو اور غفلت سے نہ کھاؤ، سب تمہارے واسطے کام میں لگے ہیں، انصاف کی بات یہ نہیں ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کا حکم پورا نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو محض اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا۔

ہندوستان کاشتکاری اور جنگلاتی علاقہ کے لحاظ سے بہت ہی مشہور ہے اور ہمارے اس ملک میں کم از کم انیس فیصد بڑے اور تقریباً پینتیس فیصد سے زائد چھوٹے جنگلات ہیں، جو کہ Forest Area کہلاتے ہیں۔ لیکن آج کل کے دنوں میں دیکھا گیا ہے کہ زیادہ تر جنگلات کو کاٹا گیا ہے اور کاٹا جا چکا ہے۔ انسان اپنی ضروریات اور اپنے مقصد کو پورا کرنے کے لئے قدرتی ماحول کو بھی بدل دیتا ہے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے سرسبز و شاداب پودوں کو اور درختوں کو روئے زمین کی زینت کا سبب بنایا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ”روئے زمین پر جو کچھ ہے ہم نے اسے زمین کی رونق کا باعث بنایا ہے۔ تا کہ ہم انہیں آزمالیں کہ ان میں سے کون نیک اعمال والا ہے“۔ (سورۃ الکہف:۱۸:۷) اسلام نے روز اول ہی سے زراعت اور باغبانی کی ترغیب دی ہے، چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کوئی مسلمان پودا لگائے اور اس سے انسان یا جانور کھائے، تو وہ اس کے لئے صدقہ ہو جاتا ہے“۔ (بخاری)

ہمارے ملک ہندوستان میں ۱۹۲۷ء میں ایک دستور بنایا گیا، جو Indian) Forest Service) IFS کے نام سے جانا جاتا ہے۔اور جس کو ۱۹۶۶ء میں ایک پختہ دستور قرار دیا گیا کہ ہر انسان کو چاہئے کہ اپنی زندگی میں کم از کم ایک درخت ضرور لگائے۔ درخت کے کاٹنے پر چاہے وہ خود کی جگہ پر ہی کیوں نہ ہو اس کو کم از کم تین ماہ جیل ہوسکتی ہے، بلکہ درخت کو کاٹنے سے پہلے اپنی ضلع کے ڈی سی (Deputy Commissioner) سے اجازت لینی ہوگی۔ اپنے مقصد کو پورا کرنے کے لئے جنگلات کو کاٹنا انسانیت کے خلاف ہے، ہر انسان کے لئے بلکہ ہر ایک جاندار کے لئے روشنی، ہوا، اور پانی کی ضرورت ہوتی ہے، پانی میں تھوڑی بہت ہوا کی مقدار ہوتی ہے اور ہوا میں بھی پانی کی تھوڑی مقدار ہوتی ہے اس لحاظ سے انسان کو سب سے زیادہ ضرورت ہوا کی ہوتی ہے۔ مانا کہ ہوا سمندر سے پیدا ہوتی ہے لیکن سمندری سطح پر صرف اٹھارہ فیصد یا ساڑھے انیس فیصد سے لے کر ساڑھے بیس فیصد تک تازہ ہوا کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے سمندر سے نکلنے والی اس ہوا کو تازہ کرنے کے لئے درختوں کا ہونا لازمی ہے۔

درخت ہمیں آکسیجن دیتے ہیں اور ہوا کو ہمیشہ تازہ رکھتے ہیں، وہ موسم کے بگاڑ کو قابو میں لاتے ہیں جیسا کہ درختوں کی زیادتی سیلاب کے آنے سے رکاوٹ بنتی ہے اور درختوں کی کثرت انسان کو زلزلوں سے محفوظ رکھتی ہے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ جن جگہوں پر درختوں کی کمی ہوتی ہے وہاں اکثر سیلاب اور زلزلے آتے رہتے ہیں درختوں کے نہ ہونے سے بہت سے نقصانات ہوتے ہیں اور درختوں کے ہونے سے بہت سے فائدے بھی ہوتے ہیں جیسا کہ:

● درختوں سے انسان غذا حاصل کرتا ہے۔ ● درختوں سے جانوروں کو غذا حاصل ہوتی ہے۔ ● درختوں سے دوائیاں بنائی جاتی ہیں۔ ● درختوں سے

دھاگہ نکالا جاتا ہے۔یعنی کپڑا بنایا جاتا ہے۔ ● درختوں سے ایندھن حاصل کیا جاتا ہے۔ ● درختوں سے جانور اور پرندے پناہ حاصل کرتے ہیں۔ ● درخت بڑی مقدار میں انسانوں، جانوروں، موٹر گاڑیوں اور کارخانوں سے نکلنے والے بخارات (کاربن ڈائی آکسائیڈ) کو جذب کر لینے کی صلاحیت رکھتے ہیں، جو بخارات انسانی صحت کے لئے نہایت مضر اور ماحولیاتی آلودگی کا سبب ہیں۔ سائنسداں کہتے ہیں کہ ایک درخت اپنی پوری زندگی میں اوسطاً ایک ٹن کاربن ڈائی آکسائیڈ کو جذب کرنے کی طاقت رکھتا ہے، اس حساب سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ درخت ہر جاندار کے لئے کتنے اہم ہیں۔ بہر حال درخت انسان کے بغیر رہ سکتے ہیں، لیکن انسان درختوں کے بغیر رہ نہیں سکتے۔

ان تینوں کے بغیر حیوانات کی بقا نہیں

انسان بلکہ سبھی حیوانات اپنی حیات کو باقی رکھنے اور زندگی گذارنے کے لئے آگ پانی اور ہوا کے شدید ترین محتاج ہیں چونکہ ان تینوں اشیاء کی سخت ضرورت ہے جن کے بغیر کوئی حیوان باقی نہیں رہ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت عام کر دیا ہے اور ہر کسی کو یہ سب آسانی سے مل جاتی ہیں۔ عادۃ اللہ یہی ہے کہ جس چیز کی زیادہ ضرورت پڑتی ہے اور لوگ اس کے محتاج ہوتے ہیں تو اس شئی کو ہر ایک کے لئے آسان کر دیتے ہیں اور جس چیز کی اشد ضرورت نہیں ہے زندگی گذارنے کے لئے اس کا اپنانا لازمی بھی نہیں ہوتا تو ہر ایک تک وہ شئی پہونچتی بھی نہیں۔ سونا چاندی، ہیرے جواہرات اور بہت سی قیمتی نایاب دھاتیں جن کو انسانی زندگی کا مدار نہیں ہے وہ ہر ایک کے لئے حاصل کرنا آسان ہے۔ آج کتنے لوگ ایسے ہوں گے جنہوں نے ابھی ہیرا نہ دیکھا ہو بہر حال جتنی اشیاء اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی ہیں وہ سب

ہماری ضرورت کے لئے پیدا فرمائی ہیں اب ہمارا کام ہے کہ ہم اللہ کی عبادت شوق کے ساتھ کریں، کبھی غیروں کی تقلید و پیروی کر کے آخرت کو تباہ نہ کریں۔ رسول اللہ ﷺ کی سنتوں کی اتباع، و پیروی کریں۔ صحابہ کرام کی زندگیوں کا مطالعہ کریں اور دوسروں کو بھی دین کی تعلیم دیں۔

وَ آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

پاکیزہ قلوب ہی قیامت کے دن کامیاب ہوں گے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَهُ اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ. يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ. اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ . صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! یہ دنیا دھوکہ کا گھر ہے جو جتنا دنیا سے لو لگاتا ہے وہ اتنا ہی پریشان رہتا ہے اور یہ دنیا کسی کے ساتھ وفا نہیں کرتی جو دنیوی زندگی میں مگن رہتا ہے اور آخرت کو بھول جاتا ہے اس کیلئے بہت برا انجام ہے اور جو دنیا میں رہ کر اللہ کی مرضیات پر زندگی گذارتا ہے اس کیلئے دنیا میں بھی سکون ہے اور آخرت میں بھی راحت وآرام ہے اور اصل زندگی تو آخرت ہی کی زندگی ہے جو کبھی ختم نہیں ہو سکتی اسی دنیا ہی میں رہ کر آخرت کی تیاری کرنی ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: اَلدُّنْیَا مَزْرَعَةُ وَالْآخِرَةِ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔قرآن مجید میں اس قلب کی تعریف کی گئی ہے، جس میں پاکیزہ جذبات پرورش پارہے ہیں اور جو روحِ اخلاص سے معمور ہو۔اسے 'قلب سلیم' کہا گیا ہے۔یہی قلب سلیم قیامت میں انسان کو کامیابی سے ہم کنار کرے گا۔حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایک دعا کے بعض کلمات یہ ہیں: وَلَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ. یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ. اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ. (الشعراء:۸۷-۸۹) اور مجھے اس دن رسوا نہ فرما جس دن سارے انسان اٹھائے جائیں گے، جس دن مال نفع دے گا اور نہ اولاد، صرف وہی کامیاب ہوگا جو اللہ کے پاس قلب سلیم لے کر حاضر ہو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اسی 'قلب سلیم' سے نوازا تھا۔ارشاد ہے: وَاِنَّ مِنْ شِیْعَتِهٖ لَاِبْرَاهِیْمَ. اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ. (الصفت:۸۳-۸۴)

''بے شک نوح ہی کی راہ پر چلنے والا ابراہیم تھا، جب وہ اپنے رب کے پاس 'قلب سلیم' لے کر حاضر ہوا''۔

'قلب سلیم' سے مراد وہ قلب ہے جو کفر وشرک کی آلائشوں سے پاک ہو، جس سے ایمان ویقین کے سوتے پھوٹ رہے ہوں، جس میں کسی طرح کے شک اور تردد کا گزر نہ ہو، جس میں اللہ سے محبت واخلاص، اس کی اطاعت اور اس کیلئے قربانی کا جذبہ موج زن ہو اور جو اس کے ہر حکم کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کیلئے آمادہ ہو، جو ان تمام جذبات واحساسات کو دبا دے جو معصیت کی طرف لے جاتے ہیں۔

(مولانا محمد سید جلال الدین عمری، سہ ماہی تحقیقات اسلامی علی گڑھ)

ناکام کون اور بامراد کون

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا. وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا. مراد کو پہونچا جس نے نفس کو سنوارا اور نامراد ہوا جس نے اس کو خاک میں

ملا چھوڑا یعنی نفس کی باگ یکسر شہوت وغضب کے ہاتھ میں دیدی عقل وشرع سے کچھ سروکار نہ رکھا۔ایک حدیث میں آتا ہے۔ اَلْکَیِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنِ اتَّبَعَ نَفْسَهُ هَوَاهَا وَتَمَنّٰى عَلَى اللّٰهِ. عقلمند شخص وہ ہے جس نے نفس کو اپنے تابع کرلیا اور وہ عمل کیا جو مرنے کے بعد کام آئے اور بیوقوف ونادان ہے وہ شخص جو اپنے خواہش نفس کے پیچھے چل پڑا اور اللہ تعالیٰ سے آرزوئیں قائم کی۔عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَبَّ دُنْيَاهُ اَضَرَّ بِاٰخِرَتِهٖ وَمَنْ اَحَبَّ اٰخِرَتَهٗ اَضَرَّ بِدُنْيَاهُ فَاٰثِرُوْا مَا يَبْقٰى عَلٰى مَا يَفْنٰى. حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دنیا کو اپنا محبوب ومطلوب بنائے گا وہ اپنی آخرت کا ضرور نقصان کرے گا اور جو کوئی آخرت کو محبوب بنائے گا وہ اپنی دنیا کا ضرور نقصان کرے گا جب دنیا وآخرت میں سے ایک کو محبوب بنانے سے دوسرے کا نقصان برداشت کرنا لازم اور ناگزیر ہے تو عقل ودانش کا تقاضہ یہی ہے کہ فنا ہونے والے دنیا کے مقابلہ میں باقی رہنے والی آخرت کو اختیار کرو۔ایک دوسری حدیث میں فرمایا گیا: ”خبردار دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اس پر خدا کی پھٹکار ہے اور اس کے لئے رحمت سے محرومی ہے سوائے خدا کی یاد کے اور ان چیزوں کے جن کا خدا سے کوئی تعلق اور واسطہ ہو اور سوائے عالم اور متعلم کے“۔ان سب احادیث کی روشنی میں یہ بات بخوبی سمجھ میں آجاتی ہے کہ دنیا جب فانی ہے اور آخرت ہمیشہ رہنے والی اور آخرت میں وہی سرخرو رہے گا جس سے دنیا میں نیک کام کیا ہو تو انسان کو اچھے عمل ہی کرنے چاہئے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

مریض کی عیادت
اور
اس کی فضیلت واہمیت

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ یَشْفِیْنَ. وَالَّذِیْ یُمِیْتُنِیْ ثُمَّ یُحْیِیْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! میں نے جو آیت پڑھی ہے اس کا ترجمہ ہے اور جب میں بیمار ہوجاتا ہوں تو وہ مجھے شفا دیتا ہے اور وہی مجھے موت دیگا پھر زندہ کریگا۔ اسلام ایک مکمل نظام حیات کا نام ہے اور یہ صرف اسلام ہی کی خصوصیات ہے۔ زندگی گذارنے کے سارے اصول وضوابط بیان کردیئے گئے ہیں اس کے برخلاف عیسائیت یہودیت یا دیگر آسمانی یا غیر آسمانی

مذاہب سب کے سب نامکمل اور ادھورے ہیں اگر کوئی شخص عیسائیت قبول کرتا یا کوئی اور مذہب قبول کرتا ہے تو اس کو تہذیب وتمدن مذہب میں تلاش کرنے سے نہیں مل سکتی بلکہ تہذیب وتمدن کے لئے یورپ وامریکہ کی تقلید کرنی پڑے گی جہاں کی تہذیب انتہائی گندی معاشرہ پراگندہ حیا و پاکدامنی نام کی کوئی شئی موجود نہیں، لیکن اگر کوئی شخص مذہب اسلام کو اپناتا ہے اور دائرہ اسلام میں داخل ہوتا ہے تو زندگی کے سارے شعبے بھی اس کو مل جائیں گے یہی وجہ ہے کہ آج غیر بھی اسلامی اصولوں کو اپنا رہے ہیں اور اگر نہیں اپناتے تو کم از کم تعریف کئے بغیر تو نہیں رہتے۔

مسلمانوں کے آپسی حقوق بھی ہیں

اسلام نے بیمار کی عیادت اور اس کے ساتھ خیر خواہی کو نہ صرف معاشرتی حق قرار دیا بلکہ اس پر کافی زور بھی دیا ہے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عُوْدُو الْمَرْضٰی وَاتَّبِعُوا الْجَنَائِزَ تُذَکِّرُکُمُ الْآخِرَۃَ. (سنن کبری رکتاب الجنائز) ''بیماروں کی عیادت کرو، جنازہ کے پیچھے چلو وہ تمہیں آخرت یاد دلائے گی''۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ خَمْسٌ، رَدُّ السَّلَامِ وَعِیَادَۃُ الْمَرِیْضِ وَاِتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ وَاَجَابَۃُ الدَّعْوَۃِ وَتُشْمِیْتُ الْعَاطِسِ. (باب حرمات المسلمین) ''ہر مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حقوق ہیں۔ سلام کا جواب دینا، بیمار کی عیادت کرنا، جنازے کے پیچھے چلنا، دعوت قبول کرنا اور چھینکنے والے کی چھینک کا جواب دینا''۔

عیادت کی اسی اہمیت کے پیش نظر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ جب زخمی ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا خیمہ مسجد میں لگانے کا حکم دیا تاکہ بار بار ان کی عیادت کر سکیں۔ (ابوداؤد رکتاب الجنائز)

عیادت کی اہمیت کے ساتھ ساتھ احادیث میں اس کی بڑی خیر وبرکت بھی بیان کی گئی ہے۔

● عیادت کرنے والے فرشتوں کی دعا کے مستحق ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مسلمان صبح کے وقت کسی مسلمان کی بیمار پرسی کرے، ستر ہزار فرشتے شام تک اس کیلئے دعائے خیر کرتے ہیں اور اگر شام کے وقت بیمار پرسی کرے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کے حق میں دعا کرتے ہیں اور جنت میں اس کیلئے چنندہ پھلوں کا حصہ ہے۔ (ترمذی، باب ماجاء فی عیادۃ المریض)

● عیادت کرنے والے جنت کے پھل چننے میں مصروف رہتے ہیں۔ حضرت ثوبان کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ الْمُسْلِمُ اِذَا عَادَ اَخَاہُ الْمُسلِمُ لَمْ یَزَلْ فِیْ خِرْفَۃِ الْجَنَّۃِ حَتّٰی یَرْجِعَ. (صحیح مسلم، باب فضل عیادۃ المریض)
''مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے تو واپس آنے تک وہ جنت کے تازہ پھلوں کے توڑنے میں مصروف رہتا ہے۔''

● عیادت دخول جنت کا ایک سبب ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کے عمل کا جائزہ لینے کیلئے پوچھا: آج تم میں سے کون روزے سے ہے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: آج تم میں سے کس نے بیمار کی عیادت کی ہے؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: آج تم میں سے کون جنازے میں شریک ہوا؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بات اور دریافت کی: آج تم میں سے کس نے مسکین کو کھلایا؟ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: میں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَا اجْتَمَعْنَ فِیْ رَجُلٍ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّۃَ ''یہ تمام اوصاف جس کسی میں پائے جائیں وہ جنت میں داخل ہوگا''۔ (مسلم، باب فی فضائل ابی بکر رضی اللہ عنہ)

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عشق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک ادا پر مر مٹنے والے تھے وہی اس لائق تھے کہ آپ کے رفیق اور ساتھی بن سکیں ایثار وقربانی کا ایسا جذبہ رکھنے والے کہ خود تو بھوکے رہ جاتے مگر مہمان کو شکم سیر کراتے اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے رضی اللہ عنہم ورضوعنہ کا مژدہ جانفزا سنایا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایسی تربیت کردی تھی کہ وہ لوگوں کے لئے ذریعہ ہدایت ورہنمائی بنے خود بھی آپ مریضوں کی عیادت کرتے اور دوسرے صحابہ کرام کو بھی ساتھ میں لے کر جاتے بلکہ اسلام نے تو غیروں کی بھی عیادت ومزاج پرسی کی تعلیم فرمائی ہے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ایک دفعہ سفر سے واپس تشریف لائے گھر میں گوشت پکا ہوا تھا پوچھا کیا ہمارے یہودی پڑوسی کو ہدیہ بھیجا گیا اور فرمایا جب تک پڑوسی کو نہیں دیا جائے گا اس وقت تک میں نہیں کھاؤں گا آج ہم اسلام کی تعلیم سے کوسوں دور ہیں اور غیروں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

فخر انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا سَیِّدُ وَلَدِ اٰدَمَ وَقَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِی، صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ۔

مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! اللہ تعالیٰ کے بعد تمام انسانوں میں سب سے بڑا مقام ومرتبہ نبی آخر الزماں احمد مجتبیٰ محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔آپ علیہ السلام ہی کیوجہ سے دنیا کو وجود بخشا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے انا سید ولد آدم میں تمام اولاد آدم کا سردار ہوں، مفکر اسلام حضرت مولانا علی میاں رحمۃ اللہ علیہ نبی ماۂ ناز کتاب کاروان زندگی تحریر فرماتے ہیں۔ ”دنیا کے ہر انسان کو فخر کرنا چاہیے کہ ہماری نوعِ انساں میں ایک ایسا انسان پیدا ہوا جس سے انسانیت کا سر اونچا اور نام روشن ہوا، اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ آتے تو دنیا کا نقشہ کیا ہوتا، اور ہم انسانیت کی شرافت وعظمت

کے لیے کس کو پیش کرتے؟ محمد رسول اللہ ﷺ ہر انسان کے ہیں، محمد رسول اللہ ﷺ سے اس دنیا کی رونق اور نوعِ انسانی کی عظمت ہے وہ کسی قوم کی ملک نہیں، ان پر کسی ملک کا اجارہ نہیں؛ وہ پوری انسانیت کا سرمایۂ فخر ہیں کیوں آج کسی ملک کا انسان فخر ومسرت کے ساتھ یہ نہیں کہتا کہ میرا اس نوع سے تعلق ہے جس میں محمد رسول اللہ ﷺ جیسا انسانِ کامل پیدا ہوا۔

آج انسانوں کا کون سا طبقہ ہے جس پر آپ کا براہ راست یا بالواسطہ احسان نہیں؟ کیا مردوں پر آپ ﷺ کا احسان نہیں کہ آپ نے ان کو مردانگی اور آدمیت کی تعلیم دی کیا عورتوں پر آپ ﷺ کا احسان نہیں کہ آپ نے ان کے حقوق بتلائے، ان کے لیے ہدایتیں اور وصیتیں فرمائیں کیا کمزوروں پر آپ ﷺ کا احسان نہیں کہ آپ نے ان کی حمایت کی اور فرمایا کہ مظلوم کی بددعا سے ڈرو کہ اس کے اور خدا کے درمیان کوئی پردہ نہیں؟ کیا طاقتوروں اور حکمرانوں پر آپ ﷺ کا احسان نہیں کہ آپ نے ان کے حقوق وفرائض بتلائے اور انصاف کرنے والوں اور خدا سے ڈرنے والوں کو بشارت سنائی۔ کیا تاجروں پر آپ ﷺ کا احسان نہیں کہ آپ نے تجارت کر کے اس گروہ کی عزت بڑھائی۔ کیا آپ ﷺ کا مزدوروں پر احسان نہیں کہ آپ نے تاکید فرمائی کہ مزدوروں کی مزدوری پسینہ خشک ہونے سے پہلے دے دو۔ کیا جانوروں تک پر آپ ﷺ کا احسان نہیں کہ آپ نے فرمایا ہر وہ مخلوق جس میں احساس وزندگی ہے اس کو آرام پہنچانا اور کھلانا پلانا بھی صدقہ ہے۔ کیا ساری انسانی برادری پر آپ کا احسان نہیں کہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر آپ شہادت دیتے تھے کہ خدا ہمارے سب بندے بھائی بھائی ہیں؟ کیا ساری دنیا پر آپ ﷺ کا احسان نہیں کہ سب سے پہلے دنیا نے آپ ہی کی زبانی سنا کہ خدا کسی ملک، قوم، نسل وبرادری کا نہیں سارے جہانوں اور سب انسانوں کا ہے؟

ہماری آپ کی دنیا میں حکماء وفلاسفہ بھی آئے، ادبا شعراء بھی، فاتح وکشور کشا بھی، سیاسی قائد اور قومی رہنما بھی، موجدین و مکتشفین (سائنٹسٹ) بھی، مگر کس کے آنے سے دنیا میں وہ بہار آئی جو پیغمبروں کے آنے سے، پھر سب سے آخر، سب سے بڑے پیغمبر محمد رسول اللہ ﷺ کے آنے سے آئی؟ کون اپنے ساتھ وہ شادابی، وہ برکتیں، وہ رحمتیں نوعِ انسانی کے لیے وہ دولتیں، اور انسانیت کے لئے نعمتیں لے کر آیا جو محمد رسول اللہ ﷺ لے کر آئے، تیرہ سو برس کی انسانی تاریخ پورے وثوق کے ساتھ آپ ﷺ کو خطاب کر کے کہتی ہے: ؎

سر سبز سبزہ ہو جو ترا پائمال ہو
ٹھہرے تو جس شجر کے تلے نہال ہو

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ (کاروانِ مدینہ/۷۶۔۷۷)

آپ ﷺ کے طفیل دنیا وجود میں آئی

ایک حدیث قدسی ہے لَوْ لَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ وَالْاَرْضِیْنَ اے نبی اگر آپ کو پیدا کرنا نہ ہوتا تو آسمان وزمین کو بھی میں پیدا نہ کرتا یہ حدیث الفاظ کے اعتبار سے تو موضوع ہے مگر معنی کے اعتبار سے صحیح ہے پوری کائنات کو آپ علیہ السلام کی وجہ سے ہی پیدا کیا گیا حضرت آدم علیہ السلام نے عرش پر لکھا ہوا دیکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ تو اللہ تعالی سے عرض کیا یا اللہ سب سے پہلا انسان تو میں ہوں پھر یہ محمد ﷺ کون ہیں جن کا نام تیرے نام کے ساتھ ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا اے آدم اگر مجھے انکو پیدا نہ کرنا ہوتا تو تم کو بھی پیدا نہ کرتا، آدم علیہ السلام نے جب وہ شجرہ ممنوعہ کھالیا تھا تو سالہا سال تک دربار خداوندی میں روتے رہے اور آپ ﷺ کے نام کا واسطہ دے کر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی تو اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا،

میں نے جو آیت کریمہ پڑھی ہے اس میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا اور ہم نے آپ کو سارے جہان والوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا، طائف کے لوگوں نے جب آپ علیہ السلام کو سخت تکلیفیں پہنچائیں اور لہولہان ہوگئے تو پہاڑوں کا فرشتہ حاضر ہوا اور کہا کہ اگر اجازت ہو تو اہل طائف کو پہاڑوں کے بیچ میں پیس دوں مگر قربان جایئے آپ علیہ السلام کی شان رحمت پر فرمایا کہ میں ساری دنیا کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں اگر یہ لوگ ایمان نہیں لا رہے ہیں تو ان کی نسلیں ایمان لائیں گی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ انکی نسلوں میں سے بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کیا اور محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے ہندوستان میں اسلام کا پرچم ہی کے باشندے تھے بہر حال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان ساری مخلوق ہے۔

يَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبداً، عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

علم نورِ الٰہی ہے
جو تعظیم وتکریم سے حاصل ہوتا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

محترمہ صدر سلمہ عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو! علم اللہ تعالیٰ کی عظیم دولت ہے جو اپنے مخصوص بندوں کو عطا کرتا ہے ایک حدیث میں ہے مَنْ یُّرِدُ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُّوَفِّقْہُ فِی الدِّیْنِ اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ خیر کا ارادہ کرتے ہیں اسکو دین کی سمجھ عطا کر دیتے ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا گذر دو مجلسوں پر ہوا جو مسجد نبوی میں قائم تھیں آپ ﷺ نے فرمایا دونوں

مجلسیں خیر کی اور نیکی کی مبارک مجلسیں ہیں۔ایک مجلس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ لوگ اللہ سے دعا اور مناجات میں مشغول ہیں اللہ چاہے تو عطا فرماوے اور چاہے تو عطا نہ فرماوے، وہ مالک مختار ہے اور دوسری مجلس کے بارے میں فرمایا کہ یہ لوگ علم دین حاصل کرنے میں اور نہ جاننے والوں کو سکھانے میں لگے ہوئے ہیں۔لہٰذا انکا درجہ بالاتر ہے اور میں تو معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں پھر آپ انھیں میں بیٹھ گئے۔مشہور تابعی حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس بندے کو اس حالت میں موت آجائے کہ وہ اس دن سے علم دین کی طلب و تحصیل میں لگا ہو کہ اس کے ذریعہ اسلام کو زندہ کرے تو جنت میں اس کے اور پیغمبروں کے درمیان بس ایک درجہ کا فرق ہوگا علم دین حاصل کرنیوالوں کا بہت بڑا درجہ اور مرتبہ ہے مگر یہ بھی ہے کہ بڑی محنت اور جد و جہد سے یہ علم حاصل ہوتا ہے عجز وانکساری تواضع خلوص رضائے الٰہی بہت ضروری ہے چنانچہ حضرت مولانا خالد فیصل ندوی لکھتے ہیں کہ ہر طالب علم اپنے اندر عجز وانکساری پیدا کرے اور علم دین، کتاب، استاذ، درس گاہ اور کاغذ وقلم کی عظمت و اہمیت اپنے دل میں جاگزیں رکھے، ان سب کے لئے تواضع وانکساری، تعظیم وتکریم اور ادب واحترام کا جذبہ اپنے اندر میں موجزن رکھے، اگر طالب علم نے علم اور علم سے وابستہ تمام وسائل وذرائع کی کماحقہ عزت واحترام کی تو ایسا طالب علم حقیقت میں علوم نبوت کے حصول کا اصل مستحق ہے اور یہی طالب علم علوم نبوت کا سچا امین ووارث ہے، اس سلسلہ میں وارد احادیث وآثار اور اقوال سلف ہم تمام کے لئے مشعل راہ ہیں، حقیقت میں علم دین اس زمین پر اللہ تعالیٰ کی روشنی ہے، استاذ، معلم ومربی اور شارح وترجمان ہے، کتاب علم وعرفان کا منبع ومخزن ہے، درس گاہ علم وعرفان کا مرکز ومحور ہے اور کاغذ وقلم علم وعرفان کے حقیقی ذریعہ اور وسیلہ ہیں، اسی لئے ان سب کا ادب واحترام حصول

علم کے لئے بہت ضروری ہے، علم نور الٰہی ہے اور بے ادبوں اور نافرمانوں کو علم دین سیکھنے کی توفیق نہیں ملے گی، یقیناً ادب واحترام سے ہی علم کی دولت نصیب ہوتی ہے، حضرت یوسف بن حسین رحمۃ اللہ علیہ نے بالکل بجا فرمایا ہے کہ: ''ہم نے اس علم کو تعظیم کے ذریعہ حاصل کیا، سادہ کاغذ بھی بغیر وضو کے ہاتھوں میں نہیں لیا''۔ کتاب کی عظمت واحترام کے سلسلہ میں امام مذکور کا قول وعمل بھی قابل اتباع اور لائق تقلید ہے، انہوں نے فرمایا ہے کہ: ''ہم کو علم جو حاصل ہوا اس میں علم کی عظمت کو بڑا دخل ہے، میرا یہ حال تھا کہ کبھی کسی کتاب کو بلاوضو نہیں چھوتا تھا'' اساتذہ روحانی باپ کی حیثیت رکھتے ہیں، نہایت ہی تعظیم وتکریم اور بڑی عزت واحترام کے حق دار ہیں، اس سلسلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہم تمام کے لئے مینارۂ نور وہدایت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''میں تمہارے لئے باپ کے درجہ میں ہوں، میں تمہیں تعلیم دیتا ہوں''۔ (ابوداؤد) اور اس سلسلہ میں اسلاف کرام رحمۃ اللہ علیہ اور اکابرین عظام رحمۃ اللہ علیہ کا عمل ہم تمام کے لئے قابل تقلید نمونہ ہے، یہ واقعہ کس قدر سبق آموز ہے کہ کتاب وسنت کے بہت بڑے عالم حضرت سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ جنازہ کی نماز پڑھائی، واپسی کے وقت سواری لائی گئی تو کتاب وسنت کے حافظ وترجمان حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور سواری کی رکاب تھام لی، اس پر حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت رسول اکرام صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی! آپ ایسا نہ کریں تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ جی نہیں! میں یہ رکاب ضرور پکڑوں گا کیوں کہ حضرات علماء اور اکابرین امت کا یہ حق ہے کہ ان کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کیا جائے۔ (جامع بیان العلم) اسی طرح حضرت امام شعبہ رضی اللہ عنہ کا قول کس قدر نصیحت آمیز ہے، انہوں نے فرمایا کہ ''جس سے میں نے ایک حدیث بھی پڑھی ہے وہ میرے آقا ہیں اور میں ان کا ادنیٰ غلام ہوں''۔

(حوالہ سابق) حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے عمل میں ہمارے لئے کیا خوب رہنمائی ہے، یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ''حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ جس کی وجہ سے اپنے استاد (محترم) کا نام نہ لیتے تھے، بلکہ ان کا ذکر ان کی کنیت کے ساتھ کیا کرتے تھے''۔ اسی طرح ہر درسگاہ کی نسبت مسجد نبوی، صفہ نبوی اور دار ارقم سے ہے، تعلیم وتعلم کی بناء پر ہر درسگاہ ایک حدیث کی روشنی میں برکت ورحمت کی جگہ ہے، جہاں فرشتے نازل ہوتے ہیں اور سکینت کا نزول ہوتا ہے۔ (مسلم) اسلئے ہر درسگاہ ہماری طرف سے عظمت واحترام کے قابل ہے، بہر حال علم اور علم سے وابستہ سارے عناصر کی عزت وعظمت اور قدر ومنزلت ضروری ہے؛ لیکن علم اور استاد کے بارے میں امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فرمان پیروی وبجا آوری کے لائق ہے اور آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہے، انہوں نے ہم طالب علموں کو یہ حکم دیا کہ ''اچھی طرح علم حاصل کرو، اس کیلئے سکینت اور وقار بھی سیکھو، جن سے علم حاصل کرتے ہو اور جنہیں علم سکھاتے ہو، ان کیلئے تواضع اور عاجزی اختیار کرو'' (دیکھئے جامع بیان العلم)

مذکورہ بالا تین ذمہ داریوں کے علاوہ اور بھی بہت سی ذمہ داریاں طالب علموں پر عائد ہوتی ہے؛ لیکن سورہ توبہ ۱۲۲/ میں انذار وتبشیر پر مشتمل دعوت وتبلیغ طالب علم کی اہم ترین ذمہ داری بتلائی گئی ہے، اسی طرح ایک حدیث میں دین کو اس کی صحیح صورت میں لوگوں کے سامنے پیش کرنا، دین کے نام سے دین میں جاری رسم ورواج کا خاتمہ کرنا اور دین کے تعلق سے لوگوں کے اندر غلط خیالات وافکار کی بیخ کنی کرنا ہم طالب علموں کی بڑی ذمہ داریاں بتائی گئی ہیں، چنانچہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر دور میں علم دین کی صحیح معرفت حاصل کرنے والوں کی پیشین گوئی فرماتے ہوئے یہ اہم ترین ذمہ داریاں ان پر عائد کی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''آئندہ آنے والے ہر گروہ میں سے اچھے اور نیک لوگ اس علم (کتاب

وسنت کے علم) کوحاصل کریں گے (اور پھر) اس علم کے ذریعہ غلو کرنے والوں کی تحریف کومٹائیں گے، غلط کاروں کی غلطیوں کو رفع کریں گے اور (آیات قرآنی اوراحادیث نبوی کی روشنی میں) جاہلوں کی تاویلوں کا رد کریں گے"۔(بیہقی)

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم تمام طالب علموں کو اپنا مقام ومرتبہ پہچاننے والا، علم دین کی صحیح قدر وقیمت جاننے والا اور طالب علمانہ تمام واجبات وذمہ داریوں کو انجام دینے والا بنادے، آمین۔ اس سلسلے میں ہم تمام آپ ﷺ کی جامع ترین دعاء کو اپنا معمول بنالیں اور ہمیشہ اور ہمہ وقت اس کا ورد کریں وہ مبارک ومسنون دعاء یہ ہے

"اَللّٰھُمَّ انْفَعْنِیْ بِمَا عَلَّمْتَنِیْ وَعَلِّمْنِیْ مَا یَنْفَعُنِیْ وَزِدْنِیْ عِلْمًا وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ"۔(ابن ماجہ)

علم حاصل کرنے کیلئے تقویٰ وپرہیزگاری

علم دین حاصل کرتے وقت گناہوں سے احتیاط بھی بہت ضروری ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنے استاد امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ کو لکھتے ہیں کہ جو کچھ میں یاد کرتا ہوں محفوظ نہیں رہتا تھوڑا بہت بھول جاتا ہوں امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ نے یہ نہیں فرمایا کہ فلاں معجون کھاؤ، فلاں ٹانک استعمال کرو بلکہ فرمایا کہ گناہوں کو ترک کردو یہ علم صرف محنت سے حاصل نہیں ہوتا اور اگر صرف محنت ہی کے ذریعہ حاصل کیا جائے اور گناہوں کو ترک نہ کیا جائے اساتذہ کا ادب واحترام نہ کیا جائے تو علم حاصل ہوجائیگا مگر اس علم کے ذریعہ قوم وملت کو جو فائدہ پہونچنا چاہئے تھا وہ نہ پہونچے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو علم نافع عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

قرآن کریم کی تلاوت کے فضائل

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِىْ لِلَّتِىْ هِىَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

محترمہ صدر، معلّمہ عزیز طالبات، ماؤں اور بہنو! قرآن کریم اللہ رب العزت کی آخری کتاب ہے جو حضور نبی کریم ﷺ پر تیئس سال کے عرصہ میں نازل ہوا، قیامت تک یہی کتاب انسانوں کو ہدایت ورہنمائی کرتی رہے گی۔ الٓمّٓ. ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَارَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ یہ ایسی کتاب ہے جس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں اللہ سے ڈرنے والوں کو ہدایت کرنیوالی ہے جو بھی تعصب کی عینک نکال کر اسکا مطالعہ کریگا وہ یقیناً اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا نزول کے جو اس سخت مخلف اور دشمن تھے وہ بڑی دلچسپی قرآن کریم کو سنتے، حتی کہ اپنی زبانوں کو قربان کر دیا کرتے ابو جہل اخنس بن شریک اور ابوسفیان یہ بڑے بڑے کافر

ومشرک کی جو اسلام کو ہر وقت نقصان پہونچانے میں لگے رہتے تھے۔ اور یہ نہیں چاہتے تھے کہ اسلام ترقی کر سکے مگر یہ لوگ بھی قرآن کریم کی شیرینی اور لذت وحلاوت کیوجہ سے سننے کیلئے بے تاب رہتے تھے۔ دوسروں کو منع کرتے تھے کہ قرآن ہرگز نہ سنو مگر خود انکا حال یہ تھا کہ راتوں رات چھپ کر سنا کرتے۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ تینوں آپ ﷺ کی تلاوت قرآن سننے کیلئے الگ الگ طور پر گئے واپسی میں سب کی ملاقات ہوگئی شرمندہ ہوتے کہ دوسروں کو منع کرتے ہیں نیز خود جا کر سنتے ہیں تینوں نے عہد کیا کہ آئندہ کبھی سننے نہیں جائیں گے اتفاق ایسا کہ دوسری رات یہ سوچ کر کہ آج تو عہد وپیاں کی وجہ سے کوئی نہیں آئیگا ہر ایک پہونچ گئے پھر واپسی میں ملاقات ہوئی پھر عہد کیا کہ اب نہیں جائیں گے مگر تیسری رات پھر یہی سوچ کر پہونچ گئے کہ آج تو کوئی نہیں گیا ہوگا اور تینوں ہی پہونچ گئے پھر راستے میں ملاقات ہوئی اور شرمندہ ہوئے غرضیکہ قران کریم کی تلاوت وشیرینی ایسی ہے جو متاثر کئے بغیر نہیں رہتی۔ قرآن مجید فرقان حمید اللہ تعالی کی کتاب اور اللہ رب العزت کا کلام ہے جو اللہ کا آخری اور عالمی پیغام ہے جو سب کیلئے ہدایت کا سامان ہے جو کلام بے مثال ہے، لازوال ہے، بے نظیر ہے، عالمگیر ہے، جس کے عجائبات بے شمار'' فضائل بے حساب، جس کا پڑھنا، تلاوت کرنا باعث اجر وثواب، جس کا سننا باعث اجر وثواب۔

قرآن پاک پڑھنے والے کی مثال

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا قرآن کی تعلیم حاصل کرو اس کی تلاوت کرو اور آرام کرو (سو جاؤ) بے شک قرآن کی مثال اس آدمی کیلئے جس نے اس کی تعلیم حاصل کی، اس برتن کی مانند ہے جو کستوری سے

بھرا ہوا اور اس سے ہر مکان میں خوشبو مہکتی ہو اور جس نے اس کی تعلیم حاصل کی پھر آرام کیا اور اس پر عمل نہ کیا جبکہ قرآن اس کے اندر دل میں موجود ہو اس کی مثال چمڑے کے اس برتن کی طرح ہے جس میں کستوری تو موجود ہے مگر اس کے سر کو باندھ دیا گیا ہو جس سے خوشبو باہر نہ آتی ہو۔ (ترمذی)

قرآن مجید کو سیکھنا اور حفظ قرآن مجید کرنا یہ تو ہر حال میں مبارک وسعود ہے لیکن اس کی تلاوت نہ کرنے سے اس پر عمل نہ کرنے سے فضائل میں کمی آجاتی ہے اور بعض اوقات آدمی ایسے اعمال کا مرتکب ہوتا ہے کہ سب کے سب فضائل وبرکات انوار واثرات سلب کر لئے جاتے ہیں۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد ذکریا صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ جس شخص نے قرآن پاک سیکھا، پڑھا اور اس کی خبر گیری کی، راتوں کی نماز میں اس کی تلاوت کی اس کی مثال اس مشک دان کی ہے جو کھلا ہوا ہے اور اس کی خوشبو سے تمام مکان انوار وبرکات سے معمور رہتا ہے اور گر وہ حافظ سو جائے یا غفلت کی وجہ سے نہ پڑھ سکے تب بھی اس کے قلب میں جو کلام پاک ہے وہ تو بہر حال مشک ہی ہے اس سے غفلت کا یہ نقصان ہوا دوسرے لوگ اس کے برکات سے محروم رہے لیکن اس کا قلب تو اس مشک کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ (فضائل قرآن)

قرآن کی تلاوت کرنے اور نہ کرنے والوں کی مثال

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”قرآن کریم پڑھنے والے مومن کی مثال ترنج (ایک عمدہ اور کثیر الفوائد پھل) کی طرح ہے جس کا ذائقہ اور خوشبو پاکیزہ اور عمدہ ہے اور قرآن کریم نہ پڑھنے والے مومن کی مثال کھجور کی طرح ہے جس کا ذائقہ تو عمدہ ہے مگر اس میں خوشبو نہیں

اور منافق کی مثال جو قرآن کریم پڑھتا ہے پھولوں کے گلدستہ کی مانند ہے جس کی خوشبو تو عمدہ ہے لیکن ذائقہ کڑوا ہے اور قرآن کریم نہ پڑھنے والے منافق کی مثال شنظل پھل کی طرح ہے جس میں نہ تو خوشبو ہے اور ذائقہ بھی انتہائی کڑوا ہے۔ (بخاری)

حضرت شیخ الحدیث اس حدیث کے فائدے میں لکھتے ہیں، مقصود اس حدیث سے غیر محسوس شئے کو محسوس شئے کے ساتھ تشبیہ دینا ہے تا کہ ذہن میں فرق کلام پاک کے پڑھنے اور نہ پڑھنے میں سہولت سے آجائے ورنہ ظاہر ہے کہ کلام پاک کی حلاوت ومہک سے کیا نسبت ترنج و کھجور کو اگر چہ ان اشیاء کے ساتھ تشبیہ میں خاص نکات بھی ہیں۔ جو علوم نبویہ کی وسعت کی طرف مشیر ہیں۔ مثلاً ترنج کو ہی لیجئے منہ میں خوشبو پیدا کرتا ہے، معدہ صاف کرتا ہے، ہضم میں قوت دیتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ ایسے منافع ہیں کہ قرآت قرآن شریف کے ساتھ خاص مناسبت رکھتے ہیں، مثلاً منہ کا خوشبو دار ہونا، باطن کا صاف ہونا، روحانیت میں قوت پیدا ہونا، یہ منافع تلاوت میں ہیں جو پہلے منافع کر کے ساتھ خاص مشابہت رکھتے ہیں۔ ایک خاص اثر ترنج میں یہ بھی بتلایا جاتا ہے کہ جس گھر میں ترنج ہو وہاں جن نہیں جاسکتا اگر یہ صحیح ہے تو پھر کلام پاک کیساتھ خاص مشابہت ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس گھر میں قرآن پاک کی تلاوت کی جاتی ہے وہاں جنات نہیں آسکتے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک روایت منقول ہے تین چیزیں حافظہ کو بڑھاتی ہیں۔ مسواک، روزہ، تلاوت کلام اللہ شریف۔ (فضائل قرآن)

ایک حرف کی تلاوت پر ستر نیکیاں

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا! جس نے قرآن مجید بلا اعراب (تجوید کی صفات محسنہ کے بغیر) پڑھا اس کو ایک

فرشتہ کے سپرد کر دیا جاتا ہے جو قرآن پاک کو اسی طرح لکھتا ہے جیسے نازل کیا گیا اور ہر حرف کے بدلے میں دس نیکیاں لکھتا ہے۔ پس اگر قرآن کے کچھ حصہ کو اعراب کے ساتھ پڑھا (کچھ صفات محسنہ کے ساتھ اور کچھ صفات لازمہ کے ساتھ) اس کو دو فرشتوں کے سپرد کر دیا جاتا ہے جو اس کیلئے ہر حرف کے بدلے میں بیس نیکیاں لکھتے ہیں پس اگر کوئی قرآن پاک کو مکمل اعراب کے ساتھ (یعنی مکمل تجوید کے ساتھ) پڑھتا ہے اور اس کیلئے چار فرشتے مقرر کر دیے جاتے ہیں جو اس کیلئے ہر حرف کے بدلے ستر نیکیاں لکھتے۔ (مجمع الزوائد)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ستر نیکیوں کا اتنا عظیم ثواب ملتا ہے جس کو چار فرشتے نامہ اعمال میں لکھتے ہیں اور جو ایک حرف اور آیت نہیں بلکہ بہت سی آیات تلاوت کرتا ہے اس کے اجر و ثواب اور نیکیوں کا اندازہ آپ خود ہی کر لیں۔

تلاوت کی ہوئی آیت قیامت میں نور ہوگی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا! جس نے قرآن سے کوئی آیت تلاوت کی تو وہ آیت روز قیامت اس کیلئے نور ہوگی اور جو کتاب اللہ کی کسی آیت کو سننے کیلئے متوجہ ہوا اس کیلئے نیکی لکھی جاتی رہتی ہے۔ اس حدیث مبارکہ میں دو فضیلتیں بیان کی گئی ہیں ایک اس آیت کا قیامت میں تلاوت کرنیوالے کیلئے نور ہونا اور دوسرا سننے والے کیلئے اجر کا دہرانا اور جو قرآن مجید کی آیات پڑھنے، سننے اور عمل کرنے پر پوری زندگی صرف کر دیتا ہے اس کیلئے نورانیت اور حسنات کا حساب لگانا بہت مشکل ہے۔ حدیث شریف میں جو دوہرا اجر کا لفظ آیا ہے اس کا معنی دو چند اور اس سے زائد اور ہمیشہ بڑھنے کا بھی آتا ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ ایک لحاظ سے ایک آیت کا بغور سننا اتنا اجر دلانا ہے کہ قیامت تک اجر لکھا جائے گا۔ (جامع الصغیر)

ایک آیت کی تلاوت عرش کے علاوہ ہر شئے سے افضل

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا! قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ بیشک کتاب اللہ کی کسی آیت کا سننا بہت بڑی روٹی صدقہ کرنے سے زیادہ اجر رکھتا ہے اور کتاب اللہ کی کسی آیت کی تلاوت کرنا عرش کے علاوہ وہ ہر شئے سے افضل ہے۔ (کنزالعمال)

آیت قرآنی کا سننا اس حدیث میں صدقہ کرنے سے افضل معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ قرآن خدا تعالیٰ کی صفت کلام ہے اور اسی طرح برتر ہے جیسے خود اللہ تعالیٰ مخلوق سے برتر ہیں اس لئے اس کا سماع بھی صدقہ سے افضل ہوا۔ اسی طرح تلاوت قرآن کا عرش کے علاوہ ہر شئے سے افضل ہونا بھی اس سے واضح ہوتا ہے اور عرش کا تلاوت سے افضل ہونا اس لئے ہے کہ یہاں خدا تعالیٰ کے کلام کی تلاوت کرنے والا بندہ ہے اور عرش پر خود صاحب کلام اللہ رب العزت اپنی شان جل جلالہ کے مطابق مستوی ہے۔ تلاوت کی نسبت بندہ کی طرف ہے اور عرش کی نسبت خود اللہ تعالیٰ کی طرف ہے اس لئے عرش اور بندہ کی تلاوت میں بھی اتنا ہی فرق اور تناسب ہے اگرچہ صفت کلام باری تعالیٰ عرش سے افضل ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

ایک آیت کی تلاوت سے جنت میں درجہ بلند اور نور کا چراغ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جس نے قرآن کریم کی ایک آیت تلاوت کی اس کیلئے جنت میں درجہ بلند ہوگا اور نور کا چراغ ہوگا۔ (کنزالعمال) اس حدیث میں حافظ یا ناظرہ خواں کی کوئی قید نہیں ہے پس جب بھی کوئی قرآن کی ایک آیت کی تلاوت کرے گا اس کیلئے جنت میں ایک درجہ بلند ہو جائے گا اور ایک نور کا چراغ روشن ہو جائے گا۔ پس کتنے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو آیت

قرآنی کو بار بار تلاوت کر کے اپنے لئے جنت میں درجات اور چراغ بڑھاتے رہتے ہیں ہمیں بھی چاہئے کہ قرآن کریم سے شغف ووابستگی پیدا کر کے یہ سب سعادتیں حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

روزہ اور قرآن سفارشی ہوں گے

رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: اَلصِّیَامُ وَالْقُرْآنَ یَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ یَقُوْلُ الصِّیَامُ اَیُّ رَبِّ اِنِّیْ مَنَعْتُہٗ الطَّعَامَ وَالشَّھوٰاتِ بِالنَّھَارِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْہِ وَیَقُوْلُ الْقُرْاٰنَ مَنَعْتُہٗ النَّوْمِ بِاللَّیْلِ فَیُشَفَّعْنِیْ فِیْہِ فَیُشَفَّعَانِ اَوْ کَمَا قَالَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ روزہ اور قرآن بندے کیلئے سفارش کریں گے یعنی اس بندے کیلئے جو دن بھر روزہ رکھے اور رات میں اللہ کے دربار میں کھڑے ہو کر قرآن کریم کو پڑھے یا سنے۔ روزہ عرض کریگا یا اللہ میں نے اس بندے کو کھانے پینے اور خواہش نفس کے پورا کرنے سے روکے رکھا آج میری سفارش اس کے حق میں قبول فرما اور قرآن کہے گا میں نے اسکو رات کے سونے اور آرام کرنے سے روکے رکھا خداوند آج اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما اور اس کے ساتھ اور رحمت کا معاملہ فرما، چنانچہ روزہ دار اور قرآن کی سفارش اس بندے کے حق میں قبول کی جائیگی اور اس کے لئے جنت اور مغفرت کا وعدہ کیا جائیگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن کریم سے گہرا شغف نصیب فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

مسلم معاشرے میں مساجد کا کردار

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَلَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّ مَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

صدر معلّمہ، مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! مسجد اللہ تعالیٰ کا گھر ہے اسکی بڑی اہمیت ہے نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: مَنْ بَنٰى لِلّٰهِ مَسْجِدًا بُنِيَ اللّٰهُ لَهٗ فِي الْجَنَّةِ اَوْسَعَ مِنْهُ جس نے اللہ کیلئے کوئی مسجد تعمیر کی اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت میں اس سے کشادہ گھر تعمیر کریں گے، مسجد مرکز کی جگہ ہے مسجد کے قیام کا مقصد صرف ایک فریضہ کی ادائیگی ہی نہیں بلکہ اسکے علاوہ بھی بہت امور کی انجام دہی مسجدوں سے ہی ہوتی ہے سارے مسلمان ایک ساتھ مل کر نماز

پڑھتے ہیں پانچ اوقات ان سب کی ملاقات ہوتی ہے ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہو آپسی محبت اور اتحاد پیدا ہو۔

مسجد کا تعلق امت کی زندگی سے ہے

رسول اللہ ﷺ نے مدینہ تشریف لانے کے بعد پہلا کام یہ کیا کہ مسجد کی تعمیر کی۔ اس بات سے ہی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اسلام میں مسجد کا کیا مقام اور کتنی اہمیت ہے۔ اس مسجد کی تعمیر میں آپ ﷺ خود شریک ہوئے اور اپنے ہاتھوں سے پتھر اٹھائے۔ اگرچہ مسجد نبوی ﷺ اپنی عمارت اور زیبائش کے لحاظ سے ایک عام سی مسجد تھی لیکن یہ مسجد دراصل ان تمام عالی شان مساجد کے قیام کی بنیاد بنی، جو بعد میں دہلی، قرطبہ، اصفہان، تاشقند اور لاہور میں نظر آتی ہیں۔ مسجد کا تعلق امت کی زندگی سے اسی وقت قائم ہوگیا تھا۔ مسجد دعوت، عدالت اور سیاست کا مرکز بن چکی تھی۔ مقدمات کا فیصلہ یہاں کیا جاتا تھا، جہاد کے لیے پکار کر لوگوں کو جمع یہاں کیا جاتا تھا اور لشکر کی روانگی یہیں سے ہوا کرتی تھی، مجلس شوریٰ کا اجلاس بھی یہیں ہوا کرتا تھا۔ پنج وقتہ نماز مسجد میں ہوتی تھی حتی کہ منافق بھی مسجد میں حاضر ہوتے تھے۔ یہ تصور نہیں تھا کہ کوئی فرد جس کا تعلق امت مسلمہ سے ہو اور وہ مسجد میں حاضر نہ ہو۔ فجر کی نماز کی خصوصیت سے اہمیت تھی۔

خلیفۂ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب نماز کیلئے مسجد جایا کرتے تھے تو لوگوں کو نماز کے لیے جگایا کرتے تھے۔ صفیں درست اور سیدھی رکھنے کا مکمل اہتمام کرتے تھے۔ گویا مسلمان معاشرے میں مسجد، امت کی پوری زندگی کا مرکز تھی۔ سیاست، عدالت اور اجتماعی زندگی کا مرکز بھی مسجد تھی اور تعلیم و تربیت کا مرکز بھی۔ اسلام کی تاریخ میں مساجد سے بڑے بڑے مدارس ملحق رہے۔ وہ مدارس ہماری بڑی

جامعات تھیں، ملت مسلمہ کی کیمبرج اور آکسفورڈ تھیں۔ ان مساجد سے متصل طلبہ کے قیام کے لئے حجرے تعمیر کیے گئے تھے اور نظام تعلیم مساجد کے گرد قائم تھا۔ یہ ہمارا عروج کا دور تھا۔ لیکن بعد میں جیسے جیسے امت کا زوال زور پکڑتا گیا، اس کے ہاتھ سے دنیا کی قیادت و رہنمائی کا منصب بھی نکلتا گیا اور ساتھ ہی مسجد کے ہاتھ سے بھی امت کی قیادت و رہنمائی بھی چلی گئی۔

ضروری ہے کہ مسجد کے ائمہ کو وہی مقام حاصل ہو جو انکا حق ہے۔ لیکن اس کیلئے ناگزیر ہے کہ مسجد کے ائمہ اپنے آپ کو منصب اور مقام کو سنبھالنے کا اہل بنائیں۔ اس کے بغیر امت کی اجتماعی زندگی کا احیا اور اس کو درپیش چیلنج کا مقابلہ ممکن نہیں ہے۔ اس وقت امت کے اتنی بڑی تعداد میں ہونے کے باوجود ذات و مسکنت ہمارا مقدر ہے، ہم پر غیر اقوام کا غلبہ ہے۔ دنیا کی قومیں مسلمانوں پر ٹوٹ پڑی ہیں۔ اس وقت مسلمان اپنی زندگی کے ایک انتہائی خطرناک دور سے گزر رہے ہیں۔ لیکن جہاں خطرات ہیں وہیں امکانات بھی موجود ہیں۔

آج امت کو اتنا بڑا خطرہ درپیش ہے کہ تاریخ میں کبھی اس کی مثال نہیں ملتی۔ غالب تہذیب نے جس طرح مسلمانوں کو اپنا حریف اور نشانہ بنالیا ہے، اس کیلئے بہت کچھ کرنے کی ضرورت ہے۔ صرف تقاریر، قرار دادوں اور ان کی سازشوں کو بے نقاب کرنے سے بات نہیں بنے گی۔ ان خطرات کا مقابلہ کرنے کیلئے ائمہ کرام کو اپنا حقیقی کردار ادا کرنا ہوگا۔ اپنا مقام و منصب پہنچانا ہوگا۔ یہ ناگزیر ہے کہ مسجد کے ائمہ اس بات کے اہل ہوں کہ وہ وہی مقام سنبھال سکیں، امت کی رہنمائی کرسکیں اور مسجد کا امت کی زندگی میں وہی مقام ہو، جو نبی اکرم ﷺ نے اس کو مدینہ کی اجتماعی زندگی میں دیا تھا۔

مساجد اتحاد پیدا کرتی ہیں

آپسی اختلافات کو دور کرنے کی ضرورت ہے معمولی معمولی باتوں کیوجہ سے مسلمان ٹکڑیوں میں بٹ گئے ہیں دشمنان اسلام سیکڑوں اختلافات کے باوجود مسلمانوں کے خلاف متحد ہوجاتے ہیں اور ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوجاتے ہیں، اور مسلمان ایک دوسرے کی ٹانگ کھینچنے میں لگے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃ سارے مسلمان بھائی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سارے مسلمان شخص واحد کی طرح ہیں اگر سر میں تکلیف ہوتی ہے تو پورا جسم تکلیف محسوس کرتا ہے یہی مثال سارے مسلمانوں کی ہے اگر ایک مسلمان کو کوئی تکلیف پہونچے تو سارے مسلمانوں کو اسکا احساس ہونا چاہئے اتحاد بہت بڑی نعمت ہے جب تک آپس میں اتحاد نہیں ہوگا اس وقت تک ہماری کوئی طاقت واہمیت نہیں ہوگی کسی شاعر نے کتنی اچھی بات کہی ہے

متحد ہوگے تو کہلاؤ گے غازی ومومن
منتشر ہوگے تو قسطوں میں صفایا ہوگا

اتحاد وقت کی بہت بڑی ضرورت ہے مساجد کے ذریعہ لوگوں میں اس دعوت کو پہونچایا جاسکتا ہے اور لوگوں کو ایمان کی بنیاد پر اکٹھا کیا جاسکتا ہے اللہ ہمارے اندر اتحاد کی طاقت پیدا فرمائے۔آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

علم سے درجات بلند ہوتے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

قابلِ صد احترام معلمات، ماؤں اور بہنو!

مسلم اور اہل علم کی بڑی فضیلتیں قرآن وحدیث میں وارد ہوئی ہیں۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی رحمت نازل فرماتا ہے اور اس کے فرشتے اور آسمان وزمین میں رہنے والی ساری مخلوقات یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنے سوراخوں میں اور پانی میں رہنے والی مچھلیاں بھی اس بندے کیلئے دعائے خیر کرتی ہیں جو لوگوں کو بھلائی کی اور دین کی تعلیم دیتا ہے، کتنا برا مرتبہ ہے طلبا اور علماء کا اور کتنے خوش نصیب ہیں یہ لوگ کہ مچھلیاں بھی دعائیں کرتی ہیں

ایک حدیث میں وارد ہے کہ جو شخص علم کی تحصیل میں گھر سے یا وطن سے نکلتا ہے وہ اس وقت تک اللہ کے راستے میں ہے جب تک واپس آئے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ کیا جاننے والا اور نہ جاننے والے دونوں برابر ہو سکتے ہیں یعنی یہ دونوں کبھی بھی برابر نہیں ہو سکتے پڑھے لکھے لوگوں کا مقام و مرتبہ بہت بلند ہے۔

علم کی بھی مختلف قسمیں ہیں

کچھ اشخاص و افراد کو کچھ چیزوں کا خصوصی علم عطا فرمایا گیا اور ان کا یہ علم ان کے لیے مزید حصول درجات کا سبب بنا۔ چنانچہ سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کو علم الاسماء دیا گیا کہ کس چیز کا کیا نام ہے اور اس میں کیا کیا فوائد و حکمت مستور و پوشیدہ ہیں۔ اور بقول مفسرین یہی علم ان کے مسجود ملائک ہونے کا ذریعہ بنا کہ اس علم کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے تمام فرشتوں سے ان کو سجدہ کرایا۔ (البقرہ:۳۱)

حضرت خضر علیہ السلام کو علم الفراست عطا کیا گیا۔ (الکہف: ۶۵) اور اس علم کی برکت سے ان کو یوشع بن نون اور حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے شاگرد ملے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کو خواب کی تعبیر کا علم عطا کیا گیا۔ (یوسف:۱۰۱) اور ان کو اس علم کی برکت سے سلطنت حاصل ہوئی۔

اور حضرت داؤد علیہ السلام کو زرہ بنانے کا علم عطا کیا گیا۔ (انبیاء:۱۰۸) اس علم کی برکت سے ان کو سرداری حاصل ہوئی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کو پرندوں کی زبان اور ان کی گفتگو کا فہم عطا کیا گیا۔ (النمل:۱۶) اس علم کی برکت سے ان کو بلقیس جیسی ملکہ اور اس کے ملک پر غلبہ نصیب ہوا۔

اے ابن آدم! اگر مخلوقات کے نام محفوظ کرنے پر آدم علیہ السلام کو تحیہ وسلام حاصل ہو سکتا ہے تو کیا ذات خالق اور اس کی صفات کا علم حاصل کرنے پر فرشتوں کا تحیہ وسلام حاصل نہیں ہوگا؟ ضرور حاصل ہوگا، بلکہ خود رب کا سلام حاصل ہوگا۔ سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ۔ (یس:۵۸)

مجلس علم کی برکت

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بسا اوقات آدمی اپنے گھر سے اس حالت میں نکلتا ہے کہ اس پر تہامہ کے پہاڑوں جتنا (گناہوں کا) بوجھ ہوتا ہے اور جب وہ کسی علم کی مجلس میں پہنچتا ہے اور وہاں علم کی بات سنتا ہے تو اپنے گھر اس حالت میں واپس آتا ہے کہ اس کے تمام گناہ معاف ہو چکے ہوتے ہیں، اسلئے لوگو! علماء کی مجالس کو لازم پکڑلو کیونکہ زمین کا کوئی حصہ ان کی مجلس سے افضل نہیں ہے۔

علماء کی مجلسوں میں بیٹھنے والا کبھی بھی محروم نہیں رہتا جس طرح عطر فروش کی دکان پر بیٹھنے والا ہمیشہ فائدہ میں رہتا ہے یا تو اسکو عطر ہی مل جائیگی یا تو خرید لے گا یا صاحب دکان اس کو بھی تھوڑی سی عطر لگا دے گا اور نہیں تو کم از کم خوشبو سے ذہن ودماغ کو معطر ہی کرے گا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ کُوْنُوْ مَعَ الصّٰدِقِیْنَ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ رہو دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اِنَّمَا یَخْشَ اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمَآءُ اللہ سے اس کے بندوں میں علماء ہی ڈرتے ہیں وجہ اسکی یہ ہے کہ علماء ہی معرفت خداوندی سے واقف ہوتے ہیں اور عوام الناس کو علم نہ ہونے کی وجہ سے معرفت خداوندی سے بھی وقفیت نہیں ہوتی اس لئے ان کے اندر اللہ کا خوف اور تقویٰ اس درجہ کا نہیں ہوتا جس درجہ علماءئے کرام کے اندر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے ایسے ہی

لوگوں کی صحبت اور ہم نشینی اختیار کرنیکا حکم دیا ہے جس کے اندر تقویٰ و پرہیزگاری اور خشیت الٰہی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہو، تا کہ اس کے اثرات پاس بیٹھنے والوں میں بھی منتقل ہوتی ہے بہر حال علماء کی مجلس بڑی برکت والی مجلس ہے صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ کچھ وقت اولیاء اللہ کی صحبت میں گذار دینا سو سال کی خالص نفلی عبادت سے بہتر ہے بہت بڑی دولت ہے صحبت علماء اللہ تعالیٰ ہم سب کو علماء کرام سے عقیدت و محبت نصیب فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

بیٹی کے متعلق معاشرے کے جاہلانہ تصورات

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. یَھَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ اِنَاثًا وَّیَھَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ الذُّکُوْرَا اَوْیُزَوِّجُھُمْ ذُکْرَا نًا وَّاِنَاثًاوَّیَجْعَلُ مَنْ یَّشَآءُ عَقِیْمًا اِنَّہٗ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

میری مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات! آج میری تقریر کا موضوع ہے بیٹی کے متعلق معاشر کے جاہلانہ تصورات۔ اسی تعلق سے چند باتیں قرآن وحدیث کی روشنی میں پیش کرنی ہے قرآن وحدیث کے مطالعہ سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوجاتی ہے کہ لڑکے یا لڑکی پیدائش میں انسان کا کوئی اختیار نہیں یہ اللہ کی مرضی ہے جسے جو چاہتا ہے عطا کرتا ہے ایک شخص زندگی بھر حسرت کرتا رہتا ہے کہ کوئی لڑکا پیدا ہوجائے یا لڑکی پیدا ہوجائے تا کہ گھر سونا سونا رہے مگر اسکی

یہ حسرت دل میں ہی رہ جاتی ہے اور اسی حال میں وہ دنیا سے چلا جاتا ہے اور ایک شخص کی اولاد بڑی کثرت سے ہوتی ہے وہ چاہتا ہے کہ اب اولاد نہ ہو مگر اس کو پھر بھی اولاد مل ہی جاتی ہے یہ تو ہماری نظروں کیسامنے ہے، ہم دیکھتے ہیں کہ معاشرے میں بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ لڑکیوں کے متعلق سے اچھا تصور نہیں رکھتے جبکہ لڑکی پیدائش مایوسی نہیں بلکہ باعث رحمت ہے جو بھی دنیا میں آتا ہے خواہ انسان ہو یا اور کوئی مخلوق ہر ایک اپنی روزی اللہ کے پاس سے لے کر آتا ہے، زمین پر جتنے بھی چلنے والے ہیں ہر ایک کی روزی اللہ ہی کے ذمہ ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: لَاتَقْتُلُوْا اَوْلَادَکُمْ خَشْیَۃَ اِمْلَاقٍ اپنی اولاد کو تنگدستی کے خوف سے قتل نہ کرو، اولاد تو بہر حال اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے خواہ لڑکا ہو یا لڑکی۔

بیٹی بھی نعمت بیٹا بھی نعمت

بیٹا اگر اللہ تبارک وتعالیٰ کی نعمت ہے تو بیٹی بھی اس کی رحمت ہے۔ نہ بیٹے کی پیدائش پر مارے خوشی کے آپے سے باہر ہونا چاہئے اور نہ بیٹی کی پیدائش پر افسردگی اور مایوسی میں ڈوبنا چاہئے۔ ہمارے معاشرے میں بچیوں کی پیدائش کے سلسلہ میں بعض جاہلانہ تصورات پائے جاتے ہیں، مثلاً شادی کے بعد اگر پہلے بیٹی پیدا ہو تو اسے نحوست کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ خاتم النبیین ﷺ کے ہاں پہلے بیٹی ہی پیدا ہوئی تھی۔ اگر نحوست کی علامت ہوتی تو کم از کم نبیوں کے سردار ﷺ کے ہاں یہ معاملہ پیش نہ آتا۔

اس واقعہ کا پیش آنا گویا اس بات کی دلیل ہے بچی کی پیدائش علامتِ نحوست نہیں۔ لڑکا پیدا نہ ہو تو خرابی مرد میں ہے عورت میں نہیں: اس طرح ہمارے یہاں ایک جاہلانہ تصور یہ ہے کہ جس عورت کے ہاں صرف بچیاں پیدا ہوں اسے قصوروار ٹھہرایا

جاتا ہے۔ اس کے ساتھ خاوند سے لے کر سسرال کے ایک چھوٹے فرد تک سبھی ظالمانہ رویہ اختیار کرتے ہیں۔ حالانکہ بچیاں پیدا ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ عورت کا کوئی قصور ہے بلکہ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے طے کی ہوئی قسمت کا فیصلہ ہے۔ جسے کوئی انسان اپنی مرضی سے بدل نہیں سکتا۔ علاوہ ازیں جدید سائنسی تحقیقات سے معلوم ہوا ہے اگر کسی عورت کے ہاں صرف بیٹیاں ہی پیدا ہوں تو یہ اس کی علامت ہے کہ عورت کا نظام ولادت ٹھیک ہے مگر مرد میں کمزوری ہے عورت کے زنانہ جراثیم (انڈے) تو اپنا کام کر رہے ہیں مگر مرد کے مردانہ جراثیم (سپرمز) میں کوئی خرابی یا کمزوری ہے۔

دراصل مرد کے مادہ تولید میں ایکس وائی (x,y) دوقسم کے جرثومے ہوتے ہیں جبکہ عورت کے مادہ تولید میں صرف ایکس ایکس (x.x) جراثیم ہوتے ہیں۔ اگر عورت کا ایکس (x) مرد کے ایکس سے (x) سے ملاپ کرے تو لڑکی کا جنین بنتا ہے بصورت دیگر اگر مرد کا وائی (y) عورت کے ایکس (x) سے ملاپ کرے تو لڑکے کا جنین بنتا ہے۔ اور اگر مرد کے مادہ تولید میں صرف ایکس (x) جراثیم ہوں اور وائی (y) موجود نہ ہوں یا کمزور ہوں یا مرد کے وائی (y) جرثومے عورت کے ایکس (x) جرثوموں سے ملاپ نہ کرسکیں تو ایسا مرد عورت سے ملاپ کے باوجود لڑکا پیدا نہ کرسکے گا۔

معلوم ہوا کہ لڑکا پیدا نہ ہونے میں عورت بیچاری کا کوئی قصور نہیں بلکہ خرابی مرد میں ہے۔ کہ اس کے جراثیم مردہ یا کمزور ہیں جو لڑکی کی پیدائش کا ذریعہ بنتے ہیں۔ یا تو یہ کسی بیماری کی وجہ سے ہوتا ہے یا پھر فطری طور پر اللہ تعالیٰ کے حکم سے۔ جب تک یہ خرابی دور نہ ہو تب تک ایسا مرد جتنی چاہے شادیاں کرلے اس کے ہاں لڑکا پیدا نہ ہوگا۔

بیٹیوں کی فضیلت

بیٹیوں کی اچھی پرورش پر جنت میں رسول اللہ ﷺ کا ساتھ نصیب ہوگا۔
سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتّٰى تَبْلُغَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَنَا وَهُوَ وَضَمَّ اَصَابِعَهُ'' (مسلم)(۲۶۳۱) کتاب البر والصلۃ والآداب، بیہقی فی شعب الایمان (۸۶۷۶) شرح السنہ (۱۸۸/۶) ''جس نے دو لڑکیوں کی پرورش کی حتی کہ وہ بالغ ہوگئیں تو وہ اور میں روز قیامت (اس طرح) آئیں گے اور آپ ﷺ نے اپنی دونوں انگلیوں کے ساتھ اشارہ کیا۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مَنْ عَالَ بِنْتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا حَتّٰى بَيْنَ اَوْ يَمُوْتُ عَنْهُنَّ كُنْتُ اَنَا وَهُوَ فِى الْجَنَّةِ كَهَاتَيْنِ ، وَاَشَارَ بِاَصْبَعَيْهِ السَّبَابَةِ وَالَّتِىْ تَلِيْهَا '' (صحیح ابن حبان: ۴۴۸، صحیح الترغیب والترہیب: ۱۹۷۰، کتاب النکاح وما یتعلق بہ) ''جس نے دو یا تین بیٹیوں کی یا دو اور تین بہنوں کی پرورش کی حتی کہ وہ (وفات یا شادی وغیرہ کے ذریعے اس سے) جدا ہوگئی یا وہ انہیں چھوڑ کر فوت ہوگیا تو وہ اور میں جنت میں ان دونوں (انگلیوں) کی طرح ہوں گے اور آپ ﷺ نے اپنی انگشتِ شہادت اور اس کے قریب والی انگلی کی طرف اشارہ کیا''۔

بیٹیوں کی اچھی پرورش پر جہنم سے چھٹکارہ نصیب ہوگا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک عورت اپنی دو بچیوں کو لئے ہوئے مانگتی ہوئی آئی۔ میرے پاس ایک کھجور کے سوا اس وقت اور کچھ نہ تھا، میں نے وہی دے دی۔ وہ ایک کھجور اس نے اپنی دو بچیوں میں تقسیم کردی اور خود نہیں کھائی پر وہ اٹھی اور چلی گئی اس کے بعد نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ سے اس کا حال

بیان کیا آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ان بچیوں کی وجہ سے اپنے آپ کو معمولی سے تکلیف میں ڈالا تو بچیاں اس کیلئے دوزخ سے بچاؤ کیلئے آڑ بنجائیں گی''۔

(بخاری:۱۴۱۸، کتاب الزکاۃ، باب اتقوا النار ولو بشق تمرۃ، مسلم:۲۶۲۹، کتاب البر والصلۃ والآداب:۲۴۶۲۶، ترمذی:۱۹۱۳، شرح السنۃ للبغوی:۱۶۸۱، بیہقی:۷/۴۷۸)

ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں:''من ابتلی بشیء من البنات فصبر علیھن کنالہ حجابا من النار'' (الترمذی:۱۹۱۳، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی النفقۃ علی البنات والاخوات)۔

جو شخص بیٹیوں کی وجہ سے کسی چیز کے ساتھ آزمایا گیا اور پھر اس نے ان پر صبر کیا تو وہ اس کے لئے دوزخ سے بچاؤ کے لئے رکاوٹ بن جائیں گی۔

اس سے بڑھ کر اور کیا چاہئے کہ لڑکیوں کی تعلیم وتربیت اور پرورش پر جنت کی خوشخبری اور بشارت سنائی جارہی ہے اللہ تعالیٰ لڑکیوں کیوجہ سے گھروں میں خیر و برکت نازل فرماتے ہیں اور خوشحالی پیدا ہوتی ہے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی پرورش پر سبقت لے جاتے تھے اور ہر کوئی یہ چاہتا ہے کہ غریب ویتیم بچی کی پروش میں کروں گا یہ آپ ﷺ کی صحبت بابرکت کا نتیجہ تھا کہ جس نے عربوں کو ہر چیز کا سلیقہ عطا کیا اور تعلیم وتربیت کر کے اس بلندی پر پہونچا دیا کہ دنیا کی امامت وقیادت انکے سپرد کردی اور انہوں نے ظلمت وتاریکی میں پھنسی ہوئی انسانیت کی رہنمائی کی کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

جو نہ تھے خود راہ اوروں کے رہبر بن گے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کردیا

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

غیر مسلموں کے ساتھ اسلام کا عدل وانصاف

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلاَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا وَاِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

محترم صدر معلّمہ بزرگ، ماؤں اور بہنو! اسلام امن وشانتی کا مذہب ہے اپنوں اور غیروں کیساتھ عدل وانصاف کا حکم کرتا ہے تاریخ اسلام میں ایسی بہت سے مثالیں مل سکتی ہیں، عادل ومنصف جج نے ذرا بھی خوف نہیں اور اپنے امیر المومنین کے خلاف ہی فیصلہ کردیا اور غیروں کے حق میں فیصلہ سنادیا اور اس طرح اسلام کو سر بلندی عطا کی اور یہ ثابت کردیا کہ اسلام عدل وانصاف کا پیکر مذہب ہے۔

ذمیوں کے ساتھ بھی حسن سلوک کیا جائیگا

حضرت محمد ﷺ مسلمان اور غیر مسلم سبھوں کے ساتھ عدل برتنے کا حکم فرمایا ہے: ''اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ'' (نساء:۵۸) اللہ تعالیٰ تمہیں امانتیں حقدار کے حوالہ کر دینے کا حکم فرماتا ہے اور یہ کہ جب تم لوگوں میں فیصلہ کرو تو انصاف کیساتھ کرو۔

چنانچہ نبی کریم ﷺ نے ان آیتوں (کے معنی و مفہوم) کو کما حقہ سمجھا اور ان پر عمل بھی کیا۔ اس طرح سے لوگوں کی ذات یا جنس یا دین یا حسب و نسب دیکھے بغیر عدل کا حکم سب کے درمیان کرنے کا حکم ہے۔ سب برابر ہیں، حتی کہ کوئی صاحبِ حق رحقدار مسلمانوں کا مخالف ہی کیوں نہ ہو مگر اس غیر مسلم حقدار کو اس کا حق دینا ضروری ہے۔ قرآن نے حضرت محمد ﷺ کو یہ حکم دیا ہے کہ اہل کتاب اپنے درمیان فیصلہ کرانے کیلئے اگر آپ کے پاس آئیں تو آپ انصاف کے ساتھ فیصلہ کریں۔ وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ، اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ۔ (مائدہ:۴۲) اگر آپ فیصلہ کریں تو آپ ان کے درمیان فیصلہ کریں انصاف کیساتھ، اللہ انصاف کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔ تیس سے زیادہ حدیثوں میں، ذمیوں کے حق سے متعلق حضرت محمد ﷺ نے اپنے اصحاب کو سختی کے ساتھ تلقین فرمائی ہے۔ جو مسلمانوں کے ساتھ ایک معاہدہ کے تحت مرتبط ہو، وہ ذمی ہے جیسے حدیث میں ہے: ''مَنْ قَتَلَ نَفْسًا مُعَاهِدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَاِنَّ رِيْحَهَا لَيُوْجَدُ مِنْ مَّسِيْرَةِ اَرْبَعِيْنَ عَامًا'' (بخاری) جس نے کسی ذمی کو مار ڈالا وہ جنت کی خوشبو نہیں پائے گا، جبکہ اس کی خوشبو چالیس سال تک کی مسافت پر بھی محسوس کی جائے گی اور فرمایا سنو! جس نے کسی ذمی پر ظلم کیا یا اس کا حق مارا۔ نبی کریم

ﷺ نے بلا شرط اسلام کسی بھی جان کو عذاب دینے سے منع فرمایا ہے، جیسا کہ ارشاد ہوا: ''اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ یُعَذِّبُ الَّذِیْنَ یُعَذِّبُوْنَ النَّاسَ فِی الدُّنْیَا'' جو دنیا میں لوگوں کو عذاب دیتے ہیں، ان کو اللہ تعالیٰ عذاب سے دوچار کرے گا۔ (مسلم) حضرت محمد ﷺ نے اسلامی معاشرہ کے اندر غیر مسلموں کی ضمانت لی ہے۔ انکی جان و مال اور عزت وآبرو کو مامون قرار دیا ہے۔ چنانچہ وہ جب تک سرزمین اسلام پر رہیں گے مسلمان یا غیر مسلم کسی کی بھی طرف سے انکو نقصان پہنچانے کی اجازت نہیں ہوگی۔

اسلامی عدالت کا حیرت انگیز واقعہ

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں انہیں کا ایک یہودی کے ساتھ مقدمہ آیا وقت کے سب سے بڑے قاضی قاضی شریح کے دربار میں واقعہ کچھ اس طرح تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہے اپنی زرہ یہودی کے پاس دیکھی تو کہنے لگے کہ یہ زرہ میری ہے یہودی نے کہا کہ یہ زرہ میری ہے مقدمہ عدالت میں گیا، امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کہ یہ زرہ میری ہے۔ قاضی شریح نے کہا آپ کے پاس کیا ثبوت ہے کہ زرہ آپ ہی کی ہے۔ گواہ پیش کیجئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے اور ایک غلام کو پیش کیا قاضی شریح نے فرمایا: **یا امیر المومنین شهادة الابن للاب لایجوز** بیٹے کی شہادت باپ کے حق میں قبول نہیں کی جاتی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ **رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ لَایَجُوْزُ شَهَادَتِهٖ سَمِعْتُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلَ الْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ** حیرت کی بات ہے ایک جنتی شخص کی گواہی قبول نہیں کی جاسکتی جبکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے حسن اور حسین جنت کے نوجوانوں کے سردار ہونگے قاضی شریح نے فرمایا امیر المومنین بیٹے کی گواہی باپ کے حق میں قبول

نہیں کی جاسکتی۔حضرت علی رضی اللہ عنہ خاموشی کے ساتھ اس فیصلہ پر راضی ہوگئے، پھر یہودی نے اسلامی عدالت کے حیرت انگیز عدل وانصاف کو دیکھ کرفرمایا امیر المومنین **فدمنی الی قاضیہ وقاضیہ یقضی علیہ اشھد ان الدین علی الحق واشھد ان لاالہ الااللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ وان الدرع درعک یا امیر المومنین سفطت معک لیلا** امیر المومنین میرا مقدمہ لیکر اپنے قاضی کے پاس گئے اوران کا قاضی انہیں کے خلاف فیصلہ کرر ہا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ دین حق پر ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں اور یہ زرہ آپ ہی کی ہے۔رات میں گرگئی تھی میں نے اٹھالیا۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب تو مسلمان ہوگیا تو یہ زرہ بھی تیری ہے یہ ہے اسلامی عدل وانصاف کہ جس کی دشمن بھی شہادت دے۔تاریخ میں ایسے بہت سے واقعات ہیں جن میں قاضیوں نے بلاکسی خوف وخطر کے حکام وقت کے خلاف فیصلہ صادر فرمایا۔

وَمَاعَلَيْنَا اِلَّاالْبَلَاغُ

☆☆☆

بیٹے کو بیٹی پر ترجیح نہ دیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یَھَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ اِنَاثًا وَّیَھَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ الذُّکُوْرَا اَوْیُزَوِّجُھُمْ ذُکْرَانًا وَّاِنَاثًا وَّیَجْعَلُ مَنْ یَّشَآءُ عَقِیْمًا اِنَّہٗ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

میری مشفق ومہربان معلمات عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو! میری تقریر کا موضوع ہے بیٹے کو بیٹی پر ترجیح نہ دیں، بیٹے بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں بیٹیاں بھی اللہ کی عظیم ہیں اس لئے دونوں پر ہی خصوصی توجہ دینی چاہیۓ عام طور پر دیکھنے میں یہ آتا ہے کہ والدین بیٹوں پر توجہ زیادہ کرتے ہیں اور بیٹیوں پر توجہ کم کرتے ہیں جبکہ حضور ﷺ فرماتے ہیں: سَوُّوْا بَیْنَ اَوْلَادِکُمْ فَلَوْ کُنْتُ مُفَضِّلاً لَفَضَّلْتُ النِّسَآءَ اپنی اولاد کے درمیان عطیات میں برابری کرو اگر میں کسی کو ترجیح دیتا تو عورتوں یعنی لڑکیوں کو ترجیح دیتا والدین اپنی زندگی میں اولاد پر جو کچھ خرچ کریں تو ایسا نہ ہو کہ کسی اولاد کو کم اور کسی اولاد کو زیادہ دیں بلکہ ساری اولاد کے درمیان برابری کے ساتھ تقسیم

کریں ہاں میراث کا مسئلہ کچھ الگ ہے کہ لڑکیوں کو لڑکوں کا نصف ملے گا۔ اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس صورت میں بھی شریعت نے لڑکوں کے لئے کوئی زیادہ دینے کا فیصلہ نہیں کیا ہے کیونکہ لڑکوں کے اوپر ذمہ داریاں بہت ہیں اسکے بیوی بچے اگر کوئی بہن بیوہ یا مطلقہ ہوگئی ہے تو اسکا خرچ اسکی دوبارہ شادی بیاہ کا نظم وانتظام اور لڑکیوں کے اوپر کوئی ذمہ داری نہیں تو نصف حصہ شریعت نے جو مقرر کیا ہے وہ بہت زیادہ ہے کہ لوگ اس کا خیال کرتے صحیح طور پر اسکو حق میراث دیدیں تو لڑکیا بہت خوشحال ہوجائیں گی کیونکہ بسا اوقات لڑکیاں بیچاری غربت و افلاس میں زندگی گذارتی ہے اور بھائی اچھی پوزیشن میں ہوتے ہیں اور باپ کی ساری میراث ہڑپ کر کے رکھ لیتے ہیں اس سلسلہ میں بڑی کوتاہیاں ہوتی جارہی ہیں والدین کی بڑی ذمہ داری ہوتی ہے کہ بیٹیوں پر زیادہ توجہ کریں تاکہ ان کو کمتری کا احساس نہ ہو۔

لڑکیوں کی شادی کیلئے انکی مرضی کا خیال رکھیں

حدیث شریف میں آتا ہے جس کے ہاں بیٹی پیدا ہو اس نے بیٹی کو اذیت نہ پہونچائی اسے اچھائی سے نہ روکا اور بیٹے کو بیٹی پر ترجیح نہ دی اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائیں گے۔ (احمد)

تم میں سے کوئی شخص اپنی بیٹی کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور ایک بدصورت گھٹیا شخص سے اس کی شادی کرادیتا ہے حالانکہ عورتیں بھی وہی کچھ چاہتی ہیں جو تم چاہتے ہو۔ (رواہ ابونعیم عن الزبیر)

جس شخص کے ہاں دو بیٹیاں جوان ہوجائیں اور اس نے بیٹیوں کیساتھ اچھا برتاؤ کیا ہم اسے جنت میں داخل کریں گے۔ (طبرانی) میری امت میں جس شخص کے ہاں تین بیٹیاں ہوں یا تین بہنیں ہوں وہ اچھی طرح سے ان کی پرورش کرے حتی کہ

انہیں بیاہ دے یا وہ مرجائیں وہ شخص جنت میں میرے ساتھ یوں ہوگا جیسے یہ دو انگلیاں سبابہ اور وسطی جمع کر کے اشارہ کیا۔ (طبرانی)

تم ان پر خرچ کرتی رہو ان پر جو تم خرچ کرو گی اسکے بدلہ میں تمہارے لئے اجر وثواب ہے۔ (بخاری، مسلم) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں ابوسلمہ رضی اللہ عنہا کے بیٹوں پر خرچ کروں تو کیا میرے لئے اجر وثواب ہوگا؟ جبکہ وہ تو میرے بھی بیٹے ہیں اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ حدیث ارشاد فرمائی۔ (احمد)

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اس کیلئے جنت واجب کردی ہے اور اس کھجور کے بدلہ میں اسے دوزخ کی آگ سے آزاد کردیا ہے۔ (رواہ احمد بن حنبل ومسلم عن عائشہ)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میرے پاس ایک مسکین عورت آئی اس نے اپنے پاس اپنی دو بیٹیاں اٹھا رکھی تھیں میں نے اسے تین کھجوریں دیں اس نے ہر بچی کو ایک ایک کھجور دی اور ایک کھجور اپنے منہ کی طرف لے گئی تاکہ وہ بھی کھائے لیکن بچیوں نے اس کھجور کا بھی مطالبہ کردیا عورت نے کھجور دو حصوں میں تقسیم کی اور ایک ایک حصہ دونوں کو دے دیا۔ میں نے یہ واقعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا اس پر آپ نے یہ ارشاد فرمایا۔ اس نے جو اپنے دو بیٹیوں پر رحم کیا ہے اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے بھی اس پر رحم کردیا ہے۔ (وراہ الطبرانی)

کہتے ہیں ایک عورت نبی کریم کی خدمت میں حاضر ہوئی اس کے پاس دو بیٹے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تین کھجوریں دیں عورت نے اپنے دونوں بیٹوں کو ایک ایک کھجور دی، جب بچوں نے اپنے حصہ کی کھجوریں کھالیں ماں کی طرف دیکھنا شروع کردیا ماں نے اپنے حصہ کی کھجور دو حصوں میں تقسیم کی اور بچوں کو دے دی اس پر یہ حدیث ارشاد فرمائی۔

(ماخوذ از کنز العمال ۱۶/۵۹۵)

آج بھی لڑکیوں پر ظلم کیا جاتا ہے

لڑکیاں رحمت اور برکت کا ذریعہ ہیں اور دخول جنت کا ذریعہ ہیں مگر بڑے افسوس کی بات ہے کہ لڑکیوں کو وہ مقام نہیں دیا جاتا ہے جو انکو ملنا چاہیئے زمانہ جاہلیت میں جس طرح لڑکیوں پر ظلم ڈھایا جاتا تھا آج بھی بڑے پیمانے پر لڑکیوں کو ظلم وستم کی چکی میں پیسا جاتا ہے پہلے لڑکیوں کو زندہ درگور کیا جاتا تھا اور آج رحم مادر ہی میں مار دیا جاتا ہے اخباروں میں آئے دن افسوسنا کی خبریں آتی رہتی ہیں کہ میڈیکل چیک اپ کے ذریعہ معلوم کراکے بچی ہونے کی صورت میں جنین کو نکال کر کوڑے دان میں ڈالدیا گیا آخر لڑکیوں کی پیدائش کو اس قدر ناگوار کیوں محسوس کیا جارہا ہے کیا لڑکی اللہ کی مخلوق نہیں ہے کیا وہ والدین سے محبت نہیں رکھتی کیا وہ اللہ کے یہاں سے اپنا رزق لے کرنہیں آتی ؟ آخر آج لوگوں کا مزاج کتنا بدل گیا ہے کہ حدیث میں اتنی ساری بشارتیں لڑکیوں کی پرورش پر آنے کے باوجود ہماری رگ حمیت نہیں بھڑکتی اور ہم کو لڑکیوں کی پیدائش پر خوشی نہیں ہوتی۔ اللہ ہم کو صحیح سمجھ عطا فرمائے اور لڑکیوں کے حقوق ادا کرنیکی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

اہلِ جنت
خوبصورت اور حسین وجمیل ہوں گے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ، مُتَّكِئِيْنَ عَلٰى رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّعَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

محترمہ صدر معلّمہ، مشفق ومہربان معلمات، ماؤں اور بہنو! یہ دنیا دار الامتحان اور دار العمل ہے جو یہاں عمل صالح کریگا آخرت میں وہ چین وسکون سے زندگی بسر کریگا۔ مومنین کو آخرت میں ملنے والی نعمتیں ایسی ہیں جنکا انسان وہم وگمان بھی نہیں کرسکتا۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اُعِدَّتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِيْنَ مَالاَعِيْنٍ رأت وَلاَ اُذُن سَمِعْتُ وَلاَ خَطَرٍ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ وَّاَقْرَئُوْا اِنْ شِئْتُمْ فَلاَ تَعْلَمُ نَفْسٍ مَا اَخْفَى لَهُمْ مِنْ قُرَّةَ اَعِيْنٍ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کیلئے وہ چیزیں تیار کی ہیں جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی بشر کے دل میں کبھی انکا خطرہ یا خیل ہی گذرا ہے اور اگر تم چاہو تو قرآن کریم کی یہ آیت پڑھ لو جس کا مطلب یہ ہے کوئی آدمی بھی ان نعمتوں کو نہیں جانتا جو ان بندوں کیلئے چھپا کے اور محفوظ کر کے رکھی گئی ہیں جن میں انکی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

اہل جنت ظاہری و باطنی نجاستوں سے پاک

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا ان کی صورتیں چودھویں رات کے چاند کی طرح (چمکتی دمکتی) ہوں گی، اور جو لوگ ان کے بعد (دوسرے نمبر پر) داخل ہونگے ان کی صورتیں بہت زیادہ روشن ستارہ کی طرح سے (منور) ہونگی، سب جنتیوں کے دل ایک ہی دل پر ہونگے (یعنی ان کے آپس میں ایسی محبت ہوگی جیسے قالب بہت ہوں اور قلب ایک ہو) ان میں آپس میں نہ اختلاف ہوگا نہ بغض ہوگا، ہر ایک کے لئے (حورعین میں سے کم از کم) دو بیویاں ہونگی ان میں سے ہر بیوی کی پنڈلی کا گودا حسن کی وجہ سے (ہڈی اور) گوشت کے باہر سے نظر آئیگا، یہ لوگ صبح شام اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کریں گے، نہ بیمار ہوں گے نہ ناک سے رینٹ آئیگا اور نہ تھوکیں گے، ان کے برتن سونے چاندی کے ہوں گے اور ان کی کنگھیاں سونے کی ہونگی، ان کی انگیٹھیوں میں خوشبو پھیلنے کے لئے جو چیز جلے گی وہ عود ہوگی اور ان کا پسینہ مشک (کی طرح خوشبودار) ہوگا۔ (بخاری شریف)

اس حدیث سے اہل جنت کے حسن و جمال اور ان کی بیویوں کی خوبصورتی کا حال معلوم ہوا، نیز ان کی صفائی ستھرائی کا بھی پتہ چلا کہ ان کو نہ ناک صاف کرنیکی

ضرورت ہوگی اور نہ تھوکنے کی حاجت ہوگی، دوسری روایات میں یہ بھی ہے کہ لایبولون ولایتغوطون (یعنی اہلِ جنت نہ پیشاب کریں گے نہ پاخانہ کی حاجت ہوگی) پسینہ جو آئے گا وہ گرمی کی وجہ سے نہ ہوگا بلکہ کھانا ہضم ہوجانے کا ذریعہ ہوگا (جس کا بیان آگے آئیگا) اور وہ پسینہ خوشبودار اور خوشگوار ہوگا۔

حدیثِ بالا میں ہے کہ اہل جنت کی انگیٹھیوں میں جلنے والی چیز عود ہوگی ذہن میں لانے کے لئے ''عود'' کو اگر لکڑی سمجھ لیجئے جس کے برادہ سے اگر بتیاں بنتی ہیں، چونکہ اگر قیمتی چیز ہے اس لئے دوسری لکڑی کی باریک باریک سلائیوں پر اس کا برادہ لپیٹ کر اگربتی بنائی جاتی ہے جنت میں کسی چیز کی کمی نہ ہوگی، لہٰذا خوشبو کے لئے عود ہی لگ رہا ہوگا (اس کے برادہ کی بتیاں بنانیکی حاجت نہ ہوگی) اور یہ وہاں کا عود ہوگا یہاں کے عود پر قیاس نہ کریں یہ انگیٹھیاں آگ سے جل رہی ہونگی یا کسی دوسری چیز سے؟ اس کے متعلق کوئی تصریح نہیں دیکھی۔

فائدہ: بخاری شریف میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ان کا قد ساٹھ ہاتھ کا تھا، اور جنت میں جو بھی داخل ہوگا آدم علیہ السلام کی صورت پر ساٹھ ہاتھ کا ہوگا۔

جنت میں ایک کوڑے کی جگہ دنیا و مافیہا سے بہتر

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا راہ خدا میں ایک دفعہ صبح نکلنا یا شام نکلنا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اور اگر اہل جنت کی بیویوں میں سے کوئی عورت زمین کیطرف جھانکے تو ان دونوں کے درمیان یعنی جنت سے لے کر زمین تک روشنی ہی روشنی ہوجائے اور مہک اور خوشبو سے بھر جائے اور اسکے سر کی صرف اوڑھنی بھی دنیا و مافیہا سے بہتر ہے، اہل جنت کیلئے بڑی فضیلتیں وارد ہوئی ہیں حضور

نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: **موضع سوط فی الجنة خیر من الدنیا وما فیھا** جنت میں ایک کوڑے کی جگہ دنیا وما فیہا سے بہتر ہے عرب کا یہ رواج تھا کہ جب چند سوار ایک ساتھ سفر کرنے اور جو سوار جہاں قیام کرنا چاہتا اپنا کوڑا وہاں رکھدیتا پھر وہ جگہ اسی کی سمجھی جاتی اور دوسرا اس پر قبضہ نہیں کرتا تو اس حدیث میں کوڑے سے اتنی مختصر سی جگہ ہے جو کوڑا ڈالدینے کی وجہ سے کوڑے والے کیلئے مختص ہوجاتی ہے ظاہر ہے کہ دنیا کے اندر جتنی بھی نعمتیں ہیں چھوٹی یا بڑی سب ایک نہ ایک دن فنا ہوجائیں گی مگر آخرت کی تھوڑی نعمت بھی بہت ہے اس کیلئے زوال نہیں وہ ہمیشہ رہے گی اس لئے عقلمندی کی بات یہی ہے کہ مرنے کے بعد کام آنے والے عمل کریں تاکہ ہمیشگی دولت اور عیش وآرام حاصل ہو لیکن جنت میں سب سے بڑی جو نعمت ہوگی وہ اللہ کا دیدار ہوگا اس سے بڑی کوئی نعمت نہ ہوگی اہل سنت والجماعت کا یہی مسلک ہے کہ آخرت میں دیدار خداوندی ہوگا۔ اللہ ہم سب کو اپنی رضاء اور اپنا دیدار نصیب فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

پڑوسی کے حقوق

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَاعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا وَّبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِیْلِ وَمَامَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ اِنَّ اللّٰہَ لَایُحِبُّ مَنْ کَانَ مُخْتَالاً فَخُوْرًا. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

قابل صد احترام معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! معاشرے کے اندر انسان کو والدین کے ساتھ دوسرے رشتہ داروں کیساتھ زندگی گذارنے کا واسطہ پڑتا ہے بیوی بچے بہن بھائی خالہ پھوپھی وغیرہ ایک اور قسم ہے پڑوسیوں کی بھی شریعت میں پڑوسیوں کے بہت حقوق بیان کیے ہیں پڑوسی بھی مختلف مزاج اور مختلف اخلاق

کے ہوتے ہیں بعض دفعہ تکلیف دہ چیز واقعات رونما ہوتے ہیں اور لڑائی جھگڑے تک کی نوبت آجاتی ہے اور طویل عرصہ تک قطع تعلق رہتا ہے اور دشمنیاں چلتی رہتی ہیں۔ حدیث شریف میں پڑوسیوں کے حقوق بہت بیان کئے گئے ہیں اسلئے پڑوسیوں کی طرف پیش آنے والی باتوں پر صبر کرنا چاہیئے اور حتی الامکان خوش کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کے یہاں اسکا بہت بڑا ثواب ہے۔ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جبرئیل علیہ السلام مجھے بار بار پڑوسیوں کے حقوق سے متعلق فرماتے رہے مجھے اندیشہ ہونے لگا کہیں پڑوسیوں کو وارث ہی نہ بنادیں۔

پڑوسی چالیس گھروں تک

اسلامی معاشرہ میں ہمسایہ کی تعریف کیا ہے؟ پہلے اس پر توجہ دیجئے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث ہے: اَلْجِیْرَانُ ثَلَاثَۃٌ پڑوسی تین ہیں۔ ایک وہ ہے جس کا صرف ایک حق ہے اور حق کے اعتبار سے اس کا کم از کم حصہ ہے۔ ایک پڑوس وہ ہے جس کے دو حق ہیں، ایک کے تین ہیں۔

وہ ہمسایہ جس کا صرف ایک حق ہے وہ مشرک ہمسایہ ہے اسے صرف حق ہمسائیگی حاصل ہے، وہ ہمسایہ جس کے دو حق ہیں وہ مسلمان ہمسایہ ہے اسے ایک حق اسلام اور دوسرے ہمسائیگی کا حق حاصل ہے۔

وہ ہمسایہ جسے تین حق حاصل ہیں وہ قرابت دار مسلمان ہمسایہ ہیں اسے حق اسلام، حقِ قرابت اور حق ہمسائیگی حاصل ہے''۔ (حلیہ ابونعیم، مسند بزاز)

ایک دوسری حدیث سے ہمسائیگی کی وسعت کا اندازہ ہوتا ہے ارشاد نبوی ﷺ ہے: اَلْجِوَارُ اَرْبَعُوْنَ دَاراً ہمسائیگی کا حق چالیس گھروں تک ہے۔'' سنن ابوداؤد میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حَقُّ الْجِوَارِ اَرْبَعُوْنَ دَاراً فرما کر سامنے

دائیں اور پیچھے کی طرف اشارہ کر کے بتلایا حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا پڑوسی کا حق یہ ہے اگر بیمار پڑ جائے تو اس کی عیادت کرے، فوت ہو جائے تو جنازہ کے ساتھ جائے، اسے قرض کی ضرورت پڑ جائے تو قرض دیدے۔ برہنہ ہو تو پہننے کو کپڑے دے، اگر اسے کوئی بھلائی پہنچے تو مبارک باد دے، مصیبت پہنچے تو تعزیت کرے، اپنے مکان کی دیواریں اس قدر بلند نہ کرے کہ اس کی ہوا رُک جائے، اپنی ہانڈی کی بو سے اسے اذیت نہ پہنچائے الا یہ کہ اسے بھی اس میں کچھ بھیج دے۔ (معجم کبیر، جبران)

نیز فرمایا: اَلْجَارُ اَحَقُّ بِشُفْعَتِہٖ ''ہمسایہ حق شفعہ کا سب سے زیادہ حقدار ہے، جبکہ دونوں کا راستہ ایک ہو، اگر وہ موجود نہ ہو تو اس کا انتظار کرے''۔

(مسند احمد، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، دارمی)

پڑوسی کو حق شفعہ

اگر کوئی شخص گھر فروخت کرنا چاہے تو اسکا پڑوسی سب سے بڑا حقدار ہوگا اگر وہ نہ لے تب کسی دوسرے کو فروخت کر سکتا ہے اور اگر بغیر اسکی اجازت کے کسی کو فروخت کر دیا تو پڑوسی کو حق ہے کہ عدالت کا دروازہ کھٹکھٹائے اور مقدمہ کر کے اسکو حاصل کر لے یہی زمین کا بھی ہے اگر اپنی زمین بیچنا چاہتے ہیں تو سب سے پہلا حقدار پڑوسی ہوگا اگر وہ دست بردار ہو جائے تو کسی دوسرے کو فروخت کر سکتے ہیں شریعت مطہرہ نے پڑوسی کو بہت حقوق عطا کئے ہیں خواہ مسلم ہو یا غیر مسلم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے غیر مسلم پڑوسیوں کا بھی خیال کیا اور جو حقوق شریعت نے ان کے لئے بیان کئے ہیں۔ ان حقوق کا ہمیشہ پاس ولحاظ رکھا پڑوسیوں کی طرف سے پیش آنے والی تکلیفوں کو برداشت کر لیا کرتے تھے، مگر ان کو ستاتے نہیں تھے، یہی وجہ تھی کہ غیر

مسلم بھی مسلمانوں کو اپنا پڑوسی بتانا پسند کرتے تھے۔عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی یہودی پڑوسی تھا وہ اپنا گھر فروخت کرنا چاہتا تھا اس نے اپنے گھر کی قیمت دو ہزار دینار بتایا جبکہ اس طرح کے مکان ایک ہزار دینار میں بکتے تھے۔لوگوں نے کہا کہ اتنا مہنگا کیوں بیچتے ہو۔اس طرح کے مکان تو ایک ہزار دینار میں بکتے ہیں تو اس یہودی نے کہا کہ صحیح کہہ رہے ہو اس طرح کا مکان ایک ہزار میں ہی بکتے ہیں مگر میں دو ہزار اس لئے کہہ رہا ہوں کہ ایک ہزار گھر کی قیمت اور ایک ہزار عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ جیسے بزرگ کا پڑوسی ہونے کیوجہ سے، وہ بھی ایک مسلمان تھے کہ ان کے اخلاق سے یہودی کے گھر کا قدر و قیمت اتنا بڑھ گئی اور ایک، ہمارا اخلاق ہے پڑوسیوں کے ساتھ خواہ مسلمان ہو غیر مسلم کوئی بھی ہمارے اخلاق کیوجہ سے قریب آنے کے بجائے دور ہی بھاگتا ہے اسلئے ہم کو اپنے اخلاق درست کرنے چاہئے اور پڑوسیوں کے حقوق کا خیال کرنا چاہئے۔اللہ ہم سب کو اسلام کے احکام پر عمل کرنیکی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

خون کا عطیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

میری مشفق و مہربان معلمات، خواتین اسلام، ماؤں اور بہنو!

اسلام امن و شانتی کا مذہب ہے مواسات و غمخواری اور اخوت و بھائی چارگی کی تعلیم دیتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ حقیقی مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں معاملات کی صفائی و ستھرائی کے تعلق سے اسلام اپنے پیروکاروں کو تعلیم دیتا ہے۔ مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنَّا جو دھوکہ دے وہ ہم مسلمانوں میں سے نہیں اسلام اعلیٰ اخلاق اور بہتر کردار کی تعلیم کرتا ہے اور اخلاق رزیلہ سے

دور رہنے کو ضروری قرار دیتا ہے اسلامی تاریخ ایثار وقربانی کی مثالوں سے بھری پڑی ہے ایک غزہ کے اندر تین زخمی صحابیوں نے مباشرت پیاس سے دم توڑ دیا مگر دوسرے زخمی سے پہلے پانی پینا گوارا نہ کیا، ایک صاحبی بکری کا سرا اپنے غریب پڑوسی کو تحفہ میں پیش کیا انہوں نے یہ سوچ کر کہ میرا پڑوسی مجھ سے زیادہ حاجت مند ہے اسکو دیدیا پڑوسی نے دوسرے پڑوسی کو دیدیا اسی طرح کئی گھروں سے واپس ہوکر آخر بکری کا سرا پہلے آدمی کے گھر پہونچا صحابہ کرام خود بھوکے رہنے کئی کئی وقتوں سے فاقہ رہتا تھا مگر مہمانوں اور دوسرے بھائیوں کا بہت خیال کرتے قرآن کریم میں صحابہٗ کرام کی شان میں فرمایا **يُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ** وہ لوگ اپنے اوپر دوسروں کو فوقیت دیتے ہیں اگر چہ ان کو فقر وفاقہ ہی کیوں نہ پیش آئے، اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمادیا کہ اللہ ان سے راضی وہ اللہ سے ارضی، ایثار وقربانی بہت عظیم صفت ہے۔

بلڈ بینک کا قیام درست ہے

حادثات بہت زیادہ بڑھ گئے ہیں اس لئے یہ ضرور ہوگیا ہے کہ ہسپتالوں میں ہر وقت خون مہیا رہے تاکہ بوقت ضرورت مریضوں کے جسم میں داخل کیا جاسکے اور ان کی زندگی بچائی جاسکے، آپریشن کے وقت ہسپتالوں میں خون کا انتظام رکھا جاتا ہے تاکہ اگر مریض کے جسم سے زیادہ خون بہہ جائے تو محفوظ خون سے اس کے جسم سے یہ جانے والے خون کی کمی پوری کی جائے، اس مقصد کے لیے آج کل بلڈ بینک قائم کئے جاتے ہیں مختلف لوگ رضا کارانہ طور پر بلڈ بینکوں میں جاکر یا اس مقصد کے لئے لگائے گئے خصوصی کیمپوں میں شریک ہوکر خون عطیہ کرتے ہیں، یہ خون بلڈ بینک میں محفوظ کرلیا جاتا ہے، یہ اس لئے بھی ضروری ہے تاکہ بلڈ گروپ ملاکر

ضرورت مند کو بلاتاخیر خون دے دیا جائے، بعض اوقات مریض کے خون کا گروپ عطیہ دینے والے شخص کے گروپ سے مختلف ہوتا ہے، اس صورت میں دشواری پیش آتی ہے اور تاخیر سے مریض کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ رہتا ہے، اگر پہلے سے ہسپتالوں میں بلڈ بینکوں میں خون محفوظ ہو عطیہ دینے والے کے خون کے تبادلے میں مرض کے گروپ کے مطابق خون حاصل کیا جاسکتا ہے، ہمارے مفتیان کرام نے یہ پہلو بھی نظرانداز نہیں کیا، حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا کہ:

''دوسروں کا خون استعمال کرنا ظاہر ہے کہ اضطراری حالت میں جائز ہے جب خون کا استعمال جائز ہے تو خون کا ہبہ کرنا بھی جائز ہے، ہبہ (دان) کرنے کیلئے حالت اضطراری کا انتظار ضروری نہیں، اگر بروقت خون نہیں ملایا خون ایک دوسرے کے موافق ثابت نہیں ہوا تو جب تک گروپ ملایا جائے گا اور گروپ والے آدمی کو تلاش کیا جائے گا مریض کی جان چلی جائے گی، لہٰذا خون کا عطیہ دینا اس کا بینک قائم کرنا اور اچھے کام کیلئے کیمپ لگانا جائز اور درست ہے''۔ (فتاویٰ قاضی: صفحہ ۲۱۰)

یہ بھی ایثار قربانی کی ایک قسم ہے البتہ خون نکلوا کر فروخت کرنا اسکی اسلام اجازت نہیں دیتا انسانی اعضاء کی شرافت کیوجہ سے اس کے کسی عضو اور حصہ کی خرید وفروخت باطل اور حرام ہے، خون کے عطیہ کو بدرجۂ مجبوری جائز اور مباح قرار دیا گیا ہے اگر کوئی شخص اپنے جسم کا خون یا گردہ وغیرہ اس لئے نکلوا کر دوسروں کو دیتا ہے کہ اس سے پیسے حاصل کرے تو شخاوت کی اصطلاح میں وہ جائز نہیں ہے کیونکہ خون تو مال ہی نہیں ہے، پہلے زمانہ میں اس طرح کے حادثات رونما نہیں ہوا کرتے تھے اور وہ لوگوں کو خون وغیرہ دینے کی ضرورت نہیں پڑتی تھی اور علاج وغیرہ کی اتنی سہولیات نہیں تھیں اس لئے لوگوں کو خون کے عطیہ کے سلسلہ میں غور وفکر کرنے کی ضرورت ہی نہیں تھی مگر اب حالات ویسے نہیں رہے دنیا جیسی جیسی ترقی کر رہی ہے

اور ہواؤں پر اڑ کر چاند کی سیر کرنے اور سورج کی شعاعوں کو گرفتار کرنے میں لگے ہیں اس طرح اسباب موت بھی بڑھتے جا رہے ہیں اور کبھی کبھی حادثے میں سیکڑوں اور ہزاروں کی موت ہو جاتی ہے، اور بہت سے لوگ زخمی ہو جاتے ہیں ایسے وقت میں خون کی سخت ضرورت پڑتی ہے بہر حال خون کا عطیہ جائز اور درست ہے اس میں کوئی قباحت نہیں بلکہ ایک کار ثواب ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

بزرگوں کی توہین کرنے والا منافق ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِینُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

محترمہ صدر معلّمہ، مشفق ومہربان معلمات، ماؤں اور بہنو! اسلام نے ہم کو بزرگوں کی تعظیم کرنیکا حکم دیا ہے نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: مَنْ لَّمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا وَلَمْ یُوَقِّرْ کَبِیْرَنَا فَلَیْسَ مِنَّا، جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کی عزت نہ کرے وہ ہم مسلمانوں میں سے نہیں جو اپنے بڑھاپے کو پہونچ جائے خواہ مرد ہو یا عورت ہر ایک کی عزت وتوقیر کرنا ہمارا اخلاقی فریضہ ہے۔ حدیث قدسی ہے مَنْ اٰذٰی وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ جس نے میرے دوست کو تکلیف پہونچائی اس سے میرا اعلان جنگ ہے دو

ہی قسم کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اتنی سخت وارنگ دی ہے ایک سود کھانیوالا، دوسرا اللہ کے برگزیدہ بندوں کو ستانے والا، اسلئے کبھی کسی کو ستانا نہیں چاہئے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب آدمی کی داڑھی پک جاتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس سے شرم کرتے ہیں۔ سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی داڑھی سفید ہوئی تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا یا اللہ یہ کیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ وقار ہے۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا میرے وقار کو بڑھا دیجئے، داڑھی کا سفید ہونا جہاں وقار کو بڑھاتا ہے وہیں موت کو بھی یاد دلاتا ہے کہ اب موت کو کثرت سے یاد کرو۔ عمر کا ایک طویل حصہ سستی اور غفلت میں گذار دیا۔

صحابہ اسلام کا کامل نمونہ تھے

بہر حال اسلام نے بڑوں کی بے حرمتی کرنے، مذاق اڑانے، برا بھلا کہنے اور ان پر ہنسنے سے منع کیا ہے اور بڑوں کی توہین کرنے والوں کو منافق قرار دیا ہے۔ طبرانی اپنی کتاب معجم کبیر میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ثَلاثٌ لا يَسْتَخِفُّ بِهِمْ اِلَّا مُنَافِقٌ : اَلشَّيْبَةُ فِي الْاِسْلامِ وَذُو الْعِلْمِ وَإِمَامٌ مُقْسِطٌ۔''

ترجمہ: ''تین آدمیوں کی توہین منافق ہی کر سکتا ہے، ایک وہ شخص جو حالتِ اسلام میں بڑھاپے کو پہنچا ہو اور عالم اور عادل امام و بادشاہ۔''

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام کی اس طرح تربیت فرمائی کہ قرآن وحدیث کی مکمل تعلیمات ان کے اعمال واقوال سے ظاہر ہوتی تھیں گویا کہ وہ قرآن وحدیث کے سانچے میں ڈھلے ہوئے تھے۔ حکیم بن قیس بن عاصم فرماتے ہیں کہ ان کے والد نے موت کے وقت اپنے بیٹوں کو یوں نصیحت کی:

''عَنْ قَتَادَةَ سَمِعْتُ مُطَرِّفًا عَنْ حَكِيْمِ بْنِ قَيْسِ بْنِ عَاصِمٍ أَنَّ أَبَاهُ أَوْصى عِنْدَ مَوْتِهِ بَنِيْهِ فَقَالَ اِتَّقُوا اللّٰهَ وَسَوِّدُوْا أَكْبَرَهُمْ فَإِنَ الْقُوْمُ إِذَا سَوَّدُوْا أَكْبَرَهُمْ خَلَفُوْا أَبَاهُمْ وَإِذَا سَوَّدُوْا أَصْغَرَهُمْ آزْرَى بِهِمْ ذٰلِكَ فِي أَكْفَائِهِمْ وَعَلَيْكُمْ بِالْمَالِ وَاصْطِنَاعِهِ فَإِنَّهُ مَنْبَهَةٌ لِكَرِيْمِ وَيَسْتَغْنِى بِهِ عَنِ اللَّئِيْمِ وَإِيَّاكُمْ وَمَسْأَلَةَ النَّاسِ، فَإِنَّهُمَا مِنْ آخِرِ كَسْبِ الرَّجُلِ وَإِذَا مِتَّ فَلاَ تَنُوْحُوْا فَإِنَّهُ لم ينح على رسول الله ﷺ وإذا مت فادفنوني بأرض لاتسعير بدفني بكربن وائل فإني كنت أغافلهم في الجاهلية''۔ (الادب المفرد)

ترجمہ: حضرت قتادہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے مطرف سے سنا وہ حکیم بن قیس بن عاصم سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد نے اپنی موت کے وقت اپنے بیٹوں کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا، اللہ سے ڈرو اور اپنے بڑوں کو سردار بناؤ، جب قوم اپنے بڑوں کو سردار بناتی ہے تو اپنے آباء واجداد سے آگے نکل جاتی ہے اور جب اپنے چھوٹے کو سردار بناتی ہے وہ اپنے ہمعصروں میں ذلیل ورسوا ہوتی ہے۔ تم پر مال حاصل کرنا اور اس کی حفاظت کرنا لازم ہے۔ مال شریعت کے لئے زینت ہے اور وہ اس کے ذریعہ سے کمینہ سے بے نیاز ہوجاتا ہے۔ لوگوں کے سامنے دست سوال دراز کرنے سے بچو۔''

ایک بوڑھا شخص چاہے اس کا تعلق کسی بھی قوم وطن سے ہو، کسی بھی مذہب کا ماننے والا ہو اس کے ادب واحترام کرنیکا اسلام حکم دیتا ہے۔ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''إِذَا أَتَاكُمْ كَبِيْرُ قَوْمٍ فَأَكْرِمُوْهُ'' (رواہ الطبرانی) یعنی جب تمہارے پاس کسی قوم کا بڑا آدمی آئے تو تم انکا اکرام کرو)

قاضی ابو یوسف نے ''کتاب الخراج'' میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا ایک بوڑھا جو اندھا بھی تھا ایک دروازے پر کھڑا بھیک مانگ رہا تھا۔

حضرت عمرؓ نے پیچھے سے اس کے بازو پر ہاتھ مارا اور پوچھا تم کو بھیک مانگنے کی ضرورت کیوں پڑی؟ اس نے کہا جزیہ ادا کرنے، اپنی ضرورت پوری کرنے اور اپنی عمر کے سبب بھیک مانگ رہا ہوں۔ حضرت عمرؓ اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لائے اور اپنے گھر سے کچھ دیا، پھر اس کو بیت المال کے خزانچی کے پاس بھیجا اور کہلوایا کہ اس کو اور اس جیسے لوگوں کو دیکھو! خدا کی قسم ہم انصاف نہیں کریں گے، اگر ہم اس کی جوانی کی کمائی کھائیں اور اس کے بوڑھے ہونے پر اس کی مدد چھوڑ دیں۔ قرآن میں صدقہ کی اجازت فقراء اور مساکین کیلئے ہے۔ فقراء تو وہی لوگ ہیں جو مسلمان ہیں اور یہ لوگ مساکین اہلِ کتاب میں ہیں۔ ان سے جزیہ نہ لیا جائے۔ (سیرۃ النبیؐ)

عمر رسیدہ و بوڑھوں کی قدر و منزلت اور عزت و احترام اس سے بڑھ کر کیا ہوگی کہ اللہ ان کو آخرت میں ایک نور عطا فرمائے گا جس کی وجہ سے وہ اور لوگوں میں ممتاز ہوگا، یہ ان کی بڑائی اور عظمت کی نشانی ہوگی۔ اللہ ان کو قدر کی نگاہ سے دیکھے گا۔ دنیاوی معاشرہ میں بھی ان کی موجودگی خیر و برکت کا بہترین ذریعہ ہے لہٰذا ان کے ادب و احترام، سکون و اطمینان اور ان کے حقوق کی ادائیگی کے لیے عمومی تحریک چلانے کی ضرورت ہے۔

مغربی ممالک کی حالت زار

مغربی ممالک میں تو بوڑھے اور ضعیف لوگوں کیلئے الگ مکان بنے ہوتے ہیں۔ جیسے والدین بڑھاپے کی عمر کو پہونچتے ہیں ان کو ان مکانوں میں پہونچا دیا جاتا ہے اور بھول کر اولاد اپنے بوڑھے والدین کی خبر تک نہیں لیتے اور اس طرح بزرگ ماں اور باپ سسک کر جاں بلب ہوتے ہیں۔ ایک مضمون نگار نے بڑا ہی عبرت انگیز واقعہ مغربی ملک کا لکھا ہے ایک شخص نے اپنے بوڑھے باپ کو لے جا کر اسی گھر

میں ڈالدیا جو حکومت کی طرف سے بنے ہوتے ہیں خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ اسکی زندگی طویل ہوگئی اور اسکو لانے والا بیٹا بوڑھا ہوگیا تو اسکے بیٹوں نے لاکر اسی گھر میں ڈالدیا یہ آنا نہیں چاہ رہا تھا بیٹے زبردستی ڈھکیل رہے ہیں تو اندر سے آواز آئی کہ آجا اندر آجا جب بادلِ ناخواستہ اندر گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ میرا باپ ہی ہے یہ بڑے ہی افسوس کا مقام ہے بزرگوں کی عزت وتوقیر نہیں کی جارہی ہے اور ان کو وہ مقام نہیں دیا جارہا ہے جوان کو ملنا چاہیے تھا اگر ہم اپنے بزرگوں کی عزت نہیں کریں گے تو ہماری بھی کوئی عزت نہیں کریگا اس لئے ہم اپنے بزرگوں کی عزت کریں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

پڑوسی کی اہمیت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِى الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ۔

محترمہ صدر معلّمہ، خواتین اسلام، ماؤں اور بہنو! میری تقریر کا موضوع ہے ''پڑوسی کی اہمیت'' اسی عنوان سے چند باتیں قرآن وحدیث کی روشنی میں آپ کے سامنے پیش کرنی ہے پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی بڑی تاکید آئی ہے۔

عن ابی شریح العدوی قال سمعت اذنای وابصرت عینای حین تکلم النبی ﷺ فقال من کان یومن باللہ والیوم الآخر فلیکرم جارہ ومن کان یومن باللہ والیوم الآخر فلیکرم ضیفہ ومن کان یومن باللہ

والیوم الآخر فلیقل خیرا اولیصمت. حضرت ابوشریح عدوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے کانوں سے سنا اور جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرما رہے تھے اس وقت میری آنکھیں آپ کو دیکھ رہی تھیں آپ نے ارشاد فرمایا جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اس کیلئے لازم ہے کہ اپنے پڑوسی کے ساتھ اکرام کا معاملہ کرے اور جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے لازم ہے کہ اپنے مہمان کا اکرام کرے اور جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے لازم ہے کہ اچھی بات بولے یا پھر چپ رہے، گویا پڑوسیوں کا اکرام کرنا ایمان کیلئے لازم ہے، کامل مومن وہ شخص نہیں ہوسکتا جو پڑوسیوں کا اعزاز نہ کرے۔

اچھے اور برے ہونے کا معیار

حضرت عائشہ صدیقہ مطہرہ رضی اللہ عنہا سے ان کے علاوہ یہی حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی نے روایت کی ہے کہ فرمایا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے: مَازَالَ جِبْرَئِیْلُ یُوْصِیْنِی بِالْجَارِ حَتّٰی ظَنَنْتُ اِنَّهُ سَیُوْرِثُهٗ، جبرئیل امین ؑ مجھے حقوق ہمسایہ کی اس قدر مسلسل وصیت فرماتے کہ میں نے گمان کیا کہ وہ جلد ہمسایوں کو وارثت میں شریک کردیں گے۔" (بخاری و مسلم)

اس بارہ میں ایک حدیث اور پڑھ لیجیے۔ اس کے راوی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں، وہ بیان کرتے ہیں۔

ایک شخص نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا مجھے کیسے معلوم ہو کہ میں نے اچھے کام کئے ہیں یا برے؟ فرمایا: جب تم سنو کہ تمہارے ہمسائے تمہیں اچھا کہتے ہیں تو سمجھ لو کہ تم نے اچھے عمل کئے ہیں۔ اور جب تم سنو کہ ہمسائے تمہیں برا کہتے ہیں تو (اس کا مطلب یہ ہے) کہ تم نے برے عمل کئے ہیں۔" (ابن ماجہ)

گویا ہر شخص کی درست کردار اور غلط کار ہونے کا معیار اس کے اپنے ہمسایوں میں اس کی اچھی اور بری شہرت ہے۔

ہمسایہ سے حسن سلوک

اللہ رب العزت نے اپنے آخری کلام میں بار بار اپنی عبادت کے بعد حسن سلوک کے مستحق افراد میں ہمسایوں کو شامل کیا ہے۔ ایک آیت ملاحظہ ہو۔

الف: وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ اور تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کیساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور حسن سلوک کرو، ماں باپ کے ساتھ، قرابت داروں کیساتھ، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ اور رشتہ دار ہمسایوں، اجنبی ہمسایوں اور رفقائے پہلو کے ساتھ۔ (النساء۴:۳۶)

ب: حضرت عبدالرحمٰن بن ابی قراء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يُّحِبَّ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَوْ يُحِبَّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُه ''جس شخص کو یہ بات بھلی لگتی ہو کہ وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرے یا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس سے محبت کریں اسے چاہئے کہ اپنے پڑوس سے حسن سلوک کرے۔'' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: احسن الی جارک تکن مومنا ''اپنے ہمسایہ سے حسنِ سلوک کرو مومن کامل ہو جاؤ گے۔ (مسند احمد، ترمذی)

د: ایک دوسرے ارشاد نبوی کا یہ حصہ بھی خرزِ جان بنانے والا ہے، خیر الجیران عند الله خیر لجاری ''اللہ کے نزدیک بہترین ہمسایہ وہ ہے جو اپنے ہمسایوں کے لئے بہتر ہے''۔ (ترمذی، دارمی)

پڑوسیوں کوستانے والا مومن نہیں

حضور نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: وَاللّٰہُ لَا یُوْمِنُ وَاللّٰہُ لَا یُوْمِنُ وَاللّٰہُ یُوْمِنُ قَبْلَ مَنْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ الَّذِیْ لَایَامَنُ جَارُہٗ بِوَائِقِہٖ خدا کی قسم وہ شخص مومن نہیں، خدا کی قسم وہ شخص مومن نہیں، خدا کی قسم وہ شخص مومن نہیں، عرض کیا گیا یارسول اللہ کون شخص، آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ وہ آدمی جس کے پڑوسی اسکی شرارتوں اور مفسدہ پردازیوں سے مامون اور بے خوف نہ ہوں، یعنی ایسا آدمی ایمان سے محروم رہتا ہے اس لئے پڑوسیوں کی کبھی تکلیف نہیں پہونچانی چاہیے اور اگر کوئی تکلیف پہونچے تو اس پر صبر کرنا چاہیے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

ائمہ کرام کی ذمہ داریاں!

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْکُمْ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

صدر معلّمہ، مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! میری تقریر کا موضوع ہے ''ائمہ کرام کی ذمہ داریاں'' مسجد کے امام پر صرف نماز پڑھانے کی ہی نہیں بلکہ پورے محلّہ کے سدھارنے اور دینی رخ پر لانے کی بھی اہم ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ امام کا بڑا وقار رہتا ہے لوگ اسکی باتوں کو بڑی اہمیت دیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ امام صاحب ہی ہمیں دنیا کی باتیں بتاتے ہیں اور ہماری اصلاح کی فکر کرتے ہیں اسلئے امام صاحب کو بھی صرف اپنے مقتدیوں ہی کی نہیں بلکہ سبھی لوگوں کی خواہ بڑے ہوں یا چھوٹے ہر ایک کو دینی تعلیم کی فکر کرنی چاہیے اور معاشرے و سوسائٹی

میں جو برائیاں پھیل رہی ہیں ان کے دفع کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اور قوم کے جو بچے اور بچیاں صبح و شام کے مکتب میں نہیں آ رہے ہیں ان کے بارے میں فکر ہونی چاہئے کہ محلے کا کوئی بچہ بھی دینی تعلیم سے محروم نہ رہے اور عوام کو بھرپور تعاون کرنا چاہیے تاکہ امام صاحب فارغ البالی کے ساتھ دینی خدمات انجام دے سکیں۔

امام کا اصل فریضہ

مسجد کا معاشرے سے تعلق قائم کرنے اور قائم رکھنے میں بھی فیصلہ کن کردار امام کا ہی ہوگا۔ مسجد کو صاف رکھنا چاہیے۔ نظافت و طہارت کو دین میں بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اس کا اہتمام مسجد میں نظر آنا چاہیے۔ مسجد لوگوں کا مرکز ہو، لوگ وہاں بیٹھیں اور اپنے مسائل پر بات کریں۔ مسجد تو وہ جگہ ہے جہاں ہم سجدہ کرتے ہیں، لیکن نبی اکرم ﷺ کے اپنے خصائص نبوت میں سے یہ ہے کہ پوری زمین کو آپ ﷺ کیلئے سجدہ گاہ بنادیا گیا مسلمان کسی بھی جگہ خاک پر سر رکھ کر سجدہ کر سکتا ہے۔

اس کے ایک معنی یہ ہیں کہ مسلمان جہاں چاہے نماز پڑھ سکتا ہے۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ مسلمان کی ذمے داری ہے کہ پوری دنیا اللہ کی بندگی میں آجائے۔ نبی اکرمؐ نے مسجد کی تعمیر کے بعد ساری توجہ مسجد پر ہی نہیں دی۔ محض اس کی آرائش و زیبائش کو مرکز توجہ نہیں بنایا۔ آپؐ کی اصل توجہ اور سرگرمی دین کو غالب کرنے، دنیا کو دین پر چلانے پر رہی۔ آپؐ لوگوں کو انسانوں کی غلامی اور دنیا کی تنگیوں سے نکال کر، ایک اللہ کی بندگی کی وسعت و کشادگی میں لائے۔ ائمۂ مساجد کا اصل فریضہ یہی ہے اور اسے اولین ترجیح حاصل ہونی چاہیے۔

ائمہ کو چاہیے کہ وہ مساجد کو نور کا مینارہ بنائیں، امامت کی ذمے داری دے کر اللہ نے ان کو اعلیٰ مقام پر فائز کیا ہے۔ اللہ نے ان کو آزمائش میں ڈالا ہے۔ ان پر

بڑی بھاری ذمے داریاں عائد کی ہیں۔انہیں اپنی وسعت اور استعداد کے مطابق کام انجام دینا چاہیے۔اسوہ رسول ؐ کی ہدایت، رہنمائی اور روشنی میں اپنی صلاحیتوں کو کام میں لانا چاہیے۔ائمہ اسوہ رسول ﷺ کا فہم حاصل کرنے کے لیے سیرت کا خوب مطالعہ کریں، خود بھی عمل کریں، نمازیوں کو بھی آمادہ کریں،اس سے امت میں وہ طاقت اور قوت پیدا ہوگی کہ وہ دینا کی قیادت کرسکے گی۔

خطبۂ جمع کی اہمیت

خطبۂ جمعہ اسلام کے نظام تعلیم وتربیت میں مرکزی اہمیت رکھتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ نماز جمعہ کو فرض قرار دیا گیا ہے اور کوئی شخص جماعت سے الگ انفرادی طور پر جمعہ ادا نہیں کرسکتا۔بستی کا مرکز ہونے کیوجہ سے ہر شخص کا مسجد پہنچنا لازمی قرار دیا گیا ہے اور خطبۂ جمعہ کے ذریعے فکری رہنمائی اور تزکیہ وتربیت کا سامان کیا گیا ہے۔ اس طریقے سے ہر ہفتے اس عمل کو دہرایا جاتا ہے۔لہٰذا خطبۂ جمعہ خصوصی اہمیت اور توجہ چاہتا ہے۔اگر ائمہ حضرات گزشتہ نکات کی روشنی میں ترجیحات کو پیش نظر رکھتے ہوئے، ایمان، اخلاق اور تدریج اور عوام کے مسائل کو موضوع بناتے ہوئے خطبہ دیں تو جہاں یہ فریضہ بہ احسن ادا ہوسکے گا، وہیں عوام کی دلچسپی بھی بڑھے گی اور بہ تدریج مسجد بستی کے مرکز کا مقام حاصل کرلے گی۔

البتہ ایک بات کا خصوصی اہتمام کیا جائے کہ ائمہ جو خطبہ دیں، اس میں صرف وہ باتیں بیان کریں، جو تمام علماء کے یہاں مسلمہ ہیں۔اس سے فکری ہم آہنگی اور ملی یک جہتی پیدا ہوگی اور اختلاف وانتشار کا خاتمہ بھی ہوسکے گا اور مسلمان جسد واحد بنکر امت کا وہ مطلوبہ کردار بھی ادا کرسکیں گے، جو وقت کا تقاضا اور ضرورت ہے۔

مساجد تحفظ دین کے قلعے

یہ مساجد اسلامی قلعے ہیں انھیں مساجد ہی کے ذریعہ مسلمان کا تشخص برقرار ہے قوم کو مربوط کرنے اور ان کو ایک پلیٹ فارم پر لانے میں مساجد کا کردار بڑا اہم ہے مگر یہ اسی وقت ہوسکتا ہے جبکہ ائمہ کرام اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں اور جو اہم ذمہ داریاں ائمہ کرام پر عائد ہوتی ہیں ان کا خاص خیال رکھیں جب تک ائمہ کرام کا قوم کیساتھ رابطہ اور تعلق مضبوط رہیگا اس وقت تک مسلمانوں میں الحاد و بے دینی کی کیفیت پیدا نہیں ہوسکتی دشمنان اسلام خواہ کتنے نئے نئے طریقے اسلام کی صحیح شکل کو مسخ کرنے کے لئے ایجاد کرلیں مگر ان کی ساری کوشش بیکار ثابت ہونگی اس میں کوئی شک نہیں کہ آج اسلام پر حملے پہلے سے کہیں زیادہ ہو رہے ہیں اور اسلام کی ایک سنت کو بڑے خوبصورت انداز میں مٹانے کیلئے اعدائے دین ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں اسلئے مسلمانوں بالخصوص علماء کرام اور ائمہ مساجد کی ذمہ داریاں پہلے کے مقابلے میں کہیں زیادہ بڑھ جاتی ہیں اللہ تعالیٰ تو اپنے دین کی حفاظت فرمائیں گے اگر ہم سے دین کا کام لیا جارہا ہے تو ہماری خوش نصیبی ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

رشتہ داروں کے ساتھ حسن معاشرت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

محترمہ صدر معلمات عفت مآب، ماؤں اور بہنو!

اسلام مکمل دین زندگی کا کوئی بھی شعبہ ایسا نہیں جس کی طرف اسلام ہماری رہنمائی نہ کرتا ہو، اسلام پوری انسانیت بلکہ پوری مخلوق کیلئے عظیم رحمت ہے جو آیت کریمہ میں نے پڑھی ہے وہ بڑی ہی جامع ہے اکثم بن صفی نے اس آیت کریمہ کو سن کر اپنی قوم سے کہا میں دیکھتا ہوں کہ یہ پیغمبر تمام عمدہ اور اعلیٰ اخلاق کا حکم دیتے ہیں اور کمینہ اخلاق واعمال سے روکتے ہیں تو تم اس کے ماننے میں جلدی کرو۔ فَکُوْنُوْا فِیْ ھٰذَا الْاَمْرِ رُؤُسًا وَ لَا تَکُوْنُوْا فِیْہِ اِذْنَابًا یعنی تم اس سلسلے میں سر بنو دم نہ بنو، حضرت عثمان بن مطعون رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اسی آیت کو سن کر میرے

دل میں ایمان راسخ ہوا اور محمد ﷺ کی محبت جاگزیں ہوئی، اس آیت کریمہ میں تین باتوں کو حکم کیا گیا اور تین باتوں سے منع کیا گیا ہے اسکی تفصیل کرنی کے لئے کافی وقت درکار ہے اس لئے صرف اسکا معنی بتا دیتی ہوں، بے شک اللہ تعالیٰ حکم کرتے ہیں انصاف کرنے احسان کرنے اور رشتہ داورں کے دینے کا اور روکتے ہیں بے حیائی بری بات اور ظلم سے تا کہ تم نصیحت حاصل کرو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی قیمتی نصیحت

ہمیں صلہ رحم اور اپنے رشتہ داروں اور قرابت داروں سے محبت اور حسن اخلاق سے پیش آنے کی تلقین کرتا ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔ اے لوگو! کوئی انسان اپنے طائفے (رشتہ داروں) سے بے نیاز نہیں ہے گرچہ کتنا ہی ثروت مند اور مالدار ہی کیوں نہ ہو وہ ان ہاتھوں کا محتاج ہے جن سے وہ اسکا دفاع کرتے ہیں اسکے رشتہ دار حفظ عیب کیلئے اہم افراد ہیں اور اچھی طرح سے اس کی سختیوں کو دور کر سکتے ہیں اور دشواریوں کے وقت اس پر سب سے زیادہ مہربان ہیں اور خدا جسے لوگوں کے درمیاں اچھا نام عطا کرے وہ اس ثروت اور مال سے بہتر ہے جو دوسروں کے لئے میراث میں چھوڑتا ہے۔

خبردار! کوئی اپنے رشتہ داروں سے منہ نہ موڑے جس وقت اسے فقیری اور پریشانی میں دیکھے اسے چاہیے کہ اس پر احسان کرے اگر مال امساک کیا جائے تو وہ زیادہ نہیں ہوتا اور خرچ کرنے سے کم نہیں ہوتا جو کوئی اپنے رشتہ داروں سے دستبردار ہو اس سے بہت سارے ہاتھ دستبردار ہوں گے اور جو کوئی تواضع اور مہربانی سے پیش آئے انکی ہمیشہ باقی رہنے والی دوستی کو اپنی طرف جاذب کرتا ہے۔ اکــــرم عشیـرتک فـانهـم جنـاحک الـذی بـه تطیر واصلک الذی الیه

تصیر و یدک التی بھا تصول ''اپنے قبیلہ کا احترام کرو کہ یہی تمہارے لئے پرواز کا مرتبہ رکھتے ہیں اور یہی تمہاری اصل ہے جن کی طرف تمہاری بازگشت ہے، اور تمہارے ہاتھ ہیں جن کے ذریعہ حملہ کرسکتے ہو، من ضیع الاقرب اتیح لہ الابعد ''(حکمت) جسے قریب والے چھوڑ دیتے ہیں اسے دور والے مل جاتے ہیں۔ وصلۃ الرحم فانھا مشریۃ فی المال و منیۃ فی الاجل'' بیشک صلہ رحم مال کو اضافہ اور اجل کو ٹالنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

اخلاقیات کے حسن معاشرت کے باب میں اپنے رشتہ داروں کے ساتھ مہربان اور مل جل کر رہنے کی تاکید کی گئی ہے کیونکہ وہی اسکے رنج وغم میں مددگار ہوتے ہیں اور صلہ رحم کی طرف خاص توجہ دی گئی ہے تاکہ انسان میل ملاپ سے ایک اچھا جامعہ اور معاشرے کو تشکیل دے سکے یہ سب اسی لئے ہے تاکہ برائی اور فساد کی روک تھام ہوسکے کیونکہ اپنا بن کے رہنا انسان کو کدورت، حسادت اور بھی بہت سی برائیوں سے پاک رکھتا ہے آج کا معاشرہ بالکل اس سے خالی ہے لوگوں کے پاس اپنے والدین یا بیوی کے ساتھ مل جل کر رہنے کے لئے ٹائم نہیں ہے تو صلہ رحم کے لئے کہاں سے وقت نکال کر لائیں گے تبھی تو اپنے قریب ہوتے ہوئے بھی دور ہوجاتے ہیں اور برائی اور فساد کا امکان زیادہ ہی بڑھتا جاتا ہے ہمیں چاہیے کہ حسنِ معاشرت کے اس اخلاقی نکتہ پہ خاصی توجہ دی جائے تاکہ آئندہ نسل کو فساد اور برائیوں میں ڈھکیلنے سے روک سکیں۔

حسن سلوک کی سب سے زیادہ حقدار ماں ہے

قرآن وحدیث میں حسن معاشرت کی بڑی تاکید کی گئی ہے خواہ قریبی رشتہ دار ہوں یا دور کے ہر ایک کے ساتھ حسب مراتب حسن سلوک کرنا چاہیے سب سے

قریبی رشتہ دار والدین ہیں اسلئے حسن سلوک کے زیادہ حقدار والدین ہی ہیں اوران میں بھی ماں کا درجہ باپ سے بڑھا ہوا ہے ایک صحابی دربار نبوی میں تشریف لاتے ہیں اور دریافت کرتے ہیں یارسول اللہ ﷺ میرے حسن سلوک کا زیادہ حقدار کون ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا تمہاری ماں، پھر دریافت کیا اسکے بعد فرمایا تمہاری ماں، پھر دریافت کیا اس کے بعد فرمایا تمہاری ماں، جب چوتھی مرتبہ دریافت کیا تو فرمایا کہ تمہارے باپ۔ اس لئے والدین کو کسی صورت میں ناراض نہیں کرنا چاہیے خصوصا بڑھاپے کے وقت انکی خدمت میں کمی نہیں کرنی چاہیے، اسی طرح دیگر رشتہ داروں کے بھی حقوق ہیں انکو بھی خاص طور پر ادا کرنا چاہیے خادم رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں جو کوئی یہ چاہے کہ اسکے رزق میں فراخی اور کشادگی ہو اور دنیا میں اسکے آثار قدم تادیر رہیں یعنی اسکی عمر دراز ہو تو وہ اہل قرابت کے ساتھ صلہ رحمی کرے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو رشتہ داروں کے حقوق کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

اصلاح وتربیت کی عظیم مثالیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

محترمہ صدر معلّمہ، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! صحابیات جیسی خواتین اور صحابۂ کرام جیسے مردوں کی مثالیں اب رہتی دنیا تک نہیں مل سکتی۔ آنکھیں ایسی مثالیں دیکھنے کیلئے ترسیں گی، بڑی پاکیزہ ہستیاں تھیں۔ نبی کریم ﷺ کی صحبت نے ان کو کیا

سے کیا بنا دیا، پوری دنیا کی قیادت وسیادت کے مستحق اور حقدار تھے اور جہاں جہاں انکے نورانی قدم پڑ گئے وہاں کے لوگوں کی زندگیاں سدھر گئیں جوق در جوق لوگ حلقہ بگوش اسلام ہو گئے اور ملکوں کی باگ ڈور ان کے سپرد کر دیا ان مبارک ہستیوں نے امن وامان اور صلح وآشتی کا وہ ماحول قائم کیا کہ آج بھی تاریخ اسکی شہادت دیتی ہے اور آجکل کے رہنماؤں اور حکمرانوں کیلئے انکی سیاسی زندگیاں مشعل راہ ہیں کہ کس طرح انہوں نے اپنی رعایا کے ساتھ حسن سلوک کا برتاؤ کیا ایسے لوگوں پر فرشتے بھی رشک کرتے تھے بہر حال مجھے اس وقت آپ کے سامنے ایک عظیم خاتون حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا کی اپنے بیٹے کو نصیحت کا واقعہ بیان کرتا ہوں۔

صحابی رسول عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ حجاج بن یوسف سے مقابلہ کر رہے تھے، کہ ان کے ساتھی آہستہ آہستہ انہیں چھوڑ کر الگ ہونے لگے، بالآخر وہ مجبور ہو کر چند ساتھیوں کے ہمراہ بیت اللہ میں پناہ گزیں ہو گئے۔ شہادت سے کچھ دیر پہلے اپنی نابینا بوڑھی والدہ حضرت اسما رضی اللہ عنہا کے پاس آئے، سلام عرض کیا، ماں نے اپنے لخت جگر کے سلام کا محبت بھرے انداز مین جواب دیا اور پوچھا، بیٹا! اس نازک گھڑی میں میرے پاس کیسے آنا ہوا۔ حجاج تیرے لشکر پر توپ کے گولے اس انداز سے پھینک رہا ہے کہ اس سے مکے کے درودیوار لرز رہے ہیں۔ بیٹے نے عرض کیا: امی جان! آپ سے مشورہ کرنے آیا ہوں۔ پوچھا: بیٹے کس سلسلے میں مشورہ مطلوب ہے۔ عرض کیا: لوگوں نے میرا ساتھ چھوڑ دیا، حتی کہ میرا بیٹا بھی مجھ سے الگ ہو گیا، اب میرے ساتھ صرف چند ایک ساتھی رہ گئے ہیں اور وہ بھی زیادہ دیر تک میدان میں ٹھہر نہیں سکیں گے، اس نازک گھڑی میں بنو امیہ کی جانب سے قاصد میرے پاس

آیا اور اس نے یہ پیش کش کی کہ جو کچھ بھی مال و دولت لینا چاہتے ہو لے لو، لیکن ہتھیار پھینک دو اور عبدالملک بن مروان کے ہاتھ پر بیعت کر لو،، امی جان! آپ کی کیا رائے ہے؟ والدہ نے کہا: بیٹے عبداللہ! تم اپنے بارے میں خوب اچھی طرح جانتے ہو، جو جی میں آئے کرو، لیکن میری بات غور سے سنو! اگر تم اپنے آپ کو حق پر سمجھتے ہو اور لوگوں کو حق کی طرف دعوت دیتے ہو تو اسی طرح صبر سے کام لو جس طرح تمہارے جھنڈے کے نیچے تمہارے ساتھیوں نے صبر و تحمل کا پیکر بن کر جام شہادت نوش کیا ہے۔ اگر تم نے دنیا کو اپنا مقصد بنا لیا تو تم بہت برے انسان ثابت ہو گے اور تباہ و برباد ہو جاؤ گے۔ بیٹے نے عرض کیا: امی جان! آج مجھے لازماً قتل کر دیا جائے گا۔ ماں نے کہا: حجاج بن یوسف کے آگے سر تسلیم خم کرنے سے یہ کہیں بہتر ہوگا کہ تم جام شہادت نوش کر لو۔ بیٹے نے عرض کیا: امی جان! میں مرنے سے نہیں ڈرتا البتہ مجھے ڈر ہے کہ وہ میری لاش کا حلیہ بگاڑ دیں گے۔ ماں نے کہا: قتل ہو جانے کے بعد بھلا کس چیز کا ڈر باقی رہ جاتا ہے، بکری کے ذبح ہو جانے کے بعد اس کے گوشت کو سلاخوں میں لٹکا کر آگ پہ رکھے جانے سے اس کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ ماں کی یہ جرأت مندانہ گفتگو سن کر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔ فرمایا: امی جان! تم بہت عظیم ہو، تمہاری عظمتوں کو میں سلام کرتا ہوں۔ میں اس نازک گھڑی میں یہی جرأت مندانہ اور حوصلہ افزا باتیں سننے آیا تھا، امی جان! جب میں قتل ہو جاؤں تو تم غم نہ کرنا اور اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کر دینا، والدہ نے کہا: مجھے غم اس صورت میں لاحق ہوتا جب تم راہ باطل میں قتل کیے جاتے۔ پھر بیٹے کے جسم پر ہاتھ پھیرا تو انہیں جسم پر کوئی سخت چیز محسوس ہوئی، پوچھا بیٹے! یہ کیا پہن رکھا ہے؟ بتایا ”زرہ پہن رکھی ہے“۔ فرمایا: بیٹا! جسے شہادت مطلوب ہوتی ہے وہ یہ زرہ نہیں پہنا کرتے۔ بیٹے! اسے اتار دو اور اس کی جگہ کرتا پہن لو تا کہ جب تم

شہید ہو کر گرو تو برہنہ نہ ہو سکو۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے فوراً زرہ اتار دی، ایک لمبا کرتا زیب تن کیا اور لڑائی کے لیے چل دیے اور جاتے ہوئے عرض کیا: امی جان! میرے لیے دعا کرنا۔ ماں نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔ الٰہی! رات کی تنہائیوں میں کی جانے والی میرے بیٹے کی عبادتوں کو قبول فرما۔ الٰہی! مدینہ اور مکہ کی تلملاتی دھوپ میں رکھے جانے والے روزوں کو قبول فرما۔ الٰہی! میرے بیٹے نے اپنے ماں باپ سے جو حسن سلوک کیا اسے شرف قبولیت سے نواز۔ الٰہی! میں اپنے لخت جگر کو تیرے سپرد کرتی ہوں اور جو تو نے اس کے متعلق فیصلہ کیا ہے اس پر دل و جان سے راضی ہوں۔ الٰہی مجھے صبر کرنے والوں میں سے بنا۔ اسی دن غروب آفتاب سے پہلے ہی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ جام شہادت نوش فرما کر اللہ کو پیارے ہو گئے۔

(ملخص، حیات صحابہ کے درخشاں پہلو/۶۹۔۔۷۱)

حق پر قائم رہنے اور دشمنوں سے لڑنے کا ماں نے بیٹے میں ایسا جذبہ پیدا کیا کہ اعلائے کلمۃ اللہ کی خاطر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے دشمنوں سے لڑتے ہوئے جام شہادت نوش کیا اور جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔

کیسی مائیں تھیں اس زمانہ کی کہ حق کیلئے اپنے بیٹوں کو قربان کر دینا بہت آسان تھا اس کے لئے اولاد کی تربیت واصلاح بھی کیا کرتی تھیں، اور اعلاء کلمۃ اللہ کی خاطر دشمنوں سے مقابلہ کرنا خود بھی پسند کرتی تھیں اور اولاد کو بھی تیار رکھتی تھیں۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی نصیحت اپنے لخت جگر کو

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ عمر کے لحاظ سے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پوتوں کے برابر تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ انہیں بلاتے، اپنے پاس بیٹھاتے اور ان سے مسائل پوچھتے تھے۔ دور اندیش والد نے لائق فرزند کی ترقی دیکھ کر فخریہ باتیں کرنے کی

بجائے اصلاح وتربیت کے پیش نظر چند نصیحتیں کیں، کہا: ”بیٹے! میں دیکھ رہا ہوں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تمہیں اپنے قریب رکھتے ہیں، تم میری طرف سے تین باتیں ذہن نشین کرلو۔ (۱) کبھی کوئی راز فاش نہ کرنا (۲) زیادہ مت ہنسنا (۳) کسی کی غیبت نہ کرنا“ (معالم فی طریق طلب العلم ۱/۵۰)

نصیحت کی یہ تینوں باتیں بڑی اہم اور تربیت کی راہ میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہیں، کیوں کہ جس سے مشورہ طلب کیا جائے اس کی حیثیت امانت دار کی ہوتی ہے، زیادہ ہنسنے سے انسان کی بات بے وزن ہوجاتی ہے اور اس کا علمی وقار بھی ختم ہوجاتا ہے اور غیبت کرنا مردہ بھائی کا گوشت کھانا ہے اس لئے دوراندیش باپ نے انہیں یہ نصیحت کی۔

غیبت زنا سے بڑھکر

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: وَلَا یَغْتَبْ بَعْضُکُمْ بَعْضًا اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَکَرِهْتُمُوْهُ اور تم میں کوئی کسی کی غیبت نہ کرے کیا تم میں کا کوئی شخص یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے سو اسکو ناپسند کریگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ اَلْغِیْبَةُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا غیبت زنا سے بھی بڑھ کر ہے زنا کرنے کے بعد توبہ کرلینے سے گناہ معاف ہوجاتے ہیں مگر غیبت کرنیوالے مرد یا عورت جب تک اس سے معافی نہ مانگ لیں جس کی غیبت کی ہے اسوقت تک معافی نہ ہوگی اور اللہ کے یہاں سخت عذاب میں مبتلا ہونگے الغرض یہ بڑی عظیم مصیبتیں ہیں جو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے لخت جگر ترجمان القرآن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو فرماتی ہیں اللہ ہم کو بھی ان نصیحتوں پر عمل کرنیکی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ☆

دس قسم کے خوش نصیب لوگ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُوْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلاَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یَوْمَئِذٍ لاَ تَنْفَعُ الشَّفَاعَۃُ اِلاَّمَنْ اَذِنَ لَہُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِیَ لَہٗ قَوْلاً صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

محترمہ صدر معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو!

قیامت قائم ہوگی اور میدان حشر بپا ہوگی اس وقت نفسی نفسی کا عالم ہوگا، ہر ایک کو اپنی پڑی ہوگی لوگ پریشان پھر رہے ہوں گے، سورج بالکل قریب آجائیگا، لوگ پسینے میں شرابور ہوں گے، کوئی پنڈلی کے بقدر پسینے میں ہوگا، کوئی ناف کے بقدر کوئی گلے کے بقدر کوئی اس سے زیادہ پسینے میں ڈوبا ہوا ہوگا اور مرد وعورت سبھی ننگے ہوں گے اور صرف اللہ کے عرش کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔ جو چند مخصوص بندوں کو ہی نصیب ہوگا۔

سات خوش قسمت عرش کے سائے میں

حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالے فرماتے ہیں کہ میری عظمت کی وجہ سے آپس میں محبت کرنے والوں کے لئے نور کے منبر ہوں گے اور نبی وشہیدانِ پر رشک کرتے ہوں گے (کیونکہ وہ تو بے خوف اور بے غم ہو کر نور کے منبروں پر بیٹھے ہوں گے اور نبی وشہید دوسروں کی سفارش میں لگے ہوں گے (مشکوٰۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سات شخصوں کو اس دن اللہ تعالیٰ اپنے سایہ میں رکھے گا جب کہ اس کے سایہ کے علاوہ اور کسی کا سایہ نہ ہوگا۔ (۱) مسلمانوں کا منصف بادشاہ۔

(۲) وہ جوان جس نے اللہ کی عبادت میں جوانی گذاری۔

(۳) وہ مرد جس کا دل مسجد میں لگا رہتا ہے جب وہ مسجد سے نکلتا ہے جب تک وہ واپس نہ آجائے (اس کا جسم باہر اور دل مسجد کے اندر رہتا ہے)۔

(۴) وہ دو شخص جنہوں نے آپس میں اللہ کے لئے محبت کی، اسی محبت کی وجہ سے جمع ہوتے ہیں اور اسی کو دل میں رکھتے ہوئے جدا ہو جاتے ہیں۔

(۵) وہ شخص جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا اور اس کے آنسو بہ نکلے۔

(۶) وہ مرد جس کو صاحبِ حسن اور ذی جاہ عورت نے (برے کام کے لئے بلایا اور اس نے ٹکا سا جواب دیدیا کہ میں تو اللہ سے ڈرتا ہوں۔

(۷) وہ شخص جس نے ایسے چھپا کر صدقہ دیا کہ اس کے بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہوئی کہ داہنے ہاتھ نے کیا خرچ کیا۔ (بخاری ومسلم)

حضرت معاذ جُہنی رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضرت رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے قرآن پڑھا اور اس پر عمل کیا، قیامت کے روز اسکے والدین کو

ایک تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی آفتاب کی اس روشنی سے بھی اچھی ہوگی جبکہ دنیا کے گھروں میں اس صورت میں ہوتی جسوقت کہ آفتاب تمہارے گھروں میں موجود ہوتا، اب تم ہی بتاؤ کہ جب اسکے والدین کا یہ حال ہے تو، خود جس نے اس پر عمل کیا ہوگا اس کا کیسا اعزاز ہوگا۔ (احمد، ابی دواؤد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے حلال طریقہ سے اس لئے دنیا طلب کی کہ بھیک مانگنے سے بچے اور اپنے گھر والوں پر خرچ کرے اور اپنے پڑوسی پر رحم کرے تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ سے وہ اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا ہوا ہوگا اور جس نے حلال طریقہ سے دنیا اس لئے طلب کی کہ دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ جمع کرلیوے اور دوسروں پر فخر کرے اور دکھاوا کرے تو خدا سے اس حال میں ملاقات کریگا کہ خدا تعالیٰ اس پر غصہ ہوگا۔ (مشکوٰۃ)

حامل قرآن کیلئے قرآن سفارش کریگا

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن کو سیکھے اور سکھائے، قرآن کریم پڑھنے پڑھانے والوں کی بڑی فضیلتیں وارد ہوئی ہیں جس نے قرآن کریم حفظ کیا اور اس پر عمل کیا قیامت کے روز دس ایسے آدمیوں کی سفارش کریگا اور اسکی سفارش قبول کی جائیگی جن کو دوزخ میں جانیکا فیصلہ ہوگیا ہوگا۔ آج دینی تعلیم حاصل کرنیوالوں پر فقرے کسے جاتے ہیں اور ان کو حقیر تصور کیا جاتا ہے کل جب آنکھیں بند ہوں گی اس وقت معلوم ہوگا کہ انہیں کے جلوے ہوں گے اور لوگ ان کے پیچھے پیچھے دوڑیں گے اور سفارش کی درخواست کریں گے اور بڑی

ڈگریا حاصل کرنے والے اور خوبصورت بنگلوں میں عیش وآرام کی زندگی بسر کرنے والے اور رنگ رلیاں منانے والے اپنے کئے ہوئے پر پچھتائیں گے مگر اس وقت کا پچھتانا بالکل ہی سود مند نہ ہوگا اسلئے آج ہی سے آخرت کی تیاری کریں۔ اللہ ہم سب کو نیک عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

بیٹیوں پر احسان کرنے کا اجر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. یٰاَیُّھَاالنَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالاً کَثِیْرًا وَّنِسَآءً . صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

سامعین عظام، صدر معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو!

میری تقریر کا عنوان ہے ’’بیٹیوں پر احسان کرنے کا اجر‘‘ اکثر وبیشتر لوگ لڑکوں پر بڑی فراخ دلی کے ساتھ خرچ کرتے ہیں مگر بیٹیوں پر خرچ کرنے میں تنگدلی محسوس کرتے ہیں اور بیٹیوں کو وہ مقام نہیں دیتے جو دینا چاہیے جبکہ لڑکیاں اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہیں۔ یَھَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ اِنَاثًا وَّیَھَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ الذُّکُوْرَ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے لڑکیاں دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے لڑکے دیتا ہے یہ تو اللہ کی تقسیم ہے اس پر ہر ایک کو راضی رہنا چاہیے جو اللہ اولاد دیتا ہے وہی انکی روزی کا بھی انتظام کریگا جو خدا لڑکیا عطا کر رہا ہے وہی انکی شادی بیاہ اور دیگر

اخراجات کو بھی پورا کریگا اس لئے جس طرح لڑکوں کی پیدائش خوشی کا موقع ہے اسی طرح لڑکیوں کی پیدائش بھی خوشی کا موقع ہے۔

بیٹی رحمت کا خزانہ

جناب محمد رسول اللہ ﷺ دنیا کی واحد ذات ہے جس نے مکمل طور پر ذلت، نحوست، بدشگونی اور عار وشرم کے مقام سے اٹھا کر عورت کو عزت وشرافت کے اس اعلی مقام پر پہونچایا جس کا تصور نہیں کیا جا سکتا، مزید پورے عالم میں اعلان کر دیا کہ ''اے بیٹی کی پیدائش پر منہ لٹکانے والے، بھاگے بھاگے پھرنے والے باپ خوش ہو جا کہ تیری بیٹی کا وجود تیرے لئے تنگ عار، ذلت، بدشگونی اور ذلت نہیں ہے بلکہ وہ بیٹی تیرے لئے رحمت ہے رحمت! کبھی زحمت کا گمان بھی نہ کرنا بلکہ ہمیشہ رحمت کا خزانہ سمجھنا، اور سن لو میں بھی چار چار بیٹوں کے باپ ہوں، نیز میری ماں بھی ایک عورت تھی جو کسی کی بیٹی ہی تھیں بیٹی کی پرورش اور دیکھ بھال تجھے بڑی آسانی سے جنت تک پہونچائیگی اور جہنم سے سد سکندری کی طرح آڑ بن جائیگی نیز وہ باپ اور میں قیامت کے دن اس طرح ہوں گے جیسے میرے ہاتھ کی دو انگلیاں ساتھ ساتھ ہیں۔

ہندوستان میں ایسا کوئی صوبہ نہیں ہے جہاں پر مرد وعورت کا توازن برقرار ہو بلکہ سارے صوبوں میں لڑکیوں کی کمی ہے۔ ۲۰۱۱ء کے عدد شمار خاص طور پر صوبہ کشمیر کی حالت تو بہت ہی سنگین ہے وہاں ہر ایک ہزار مرد پر صرف ۶۶۲ عورت کا تناسب ہے، جو خطرہ کی نشان سے بہت زیادہ آگے ہے۔ خیر ان تمام حالتوں کو دیکھ کر ایم پی سرکار نے ۱۵ اکتوبر ۲۰۱۱ء سے ''بیٹی بچاؤ ابھیان'' چلایا ہے لیکن ''فیملی پلاننگ ابھیان'' کے

ساتھ ساتھ یہ ''بیٹی بچاؤ ابھیان'' کتنا کامیاب ہوگا یہ تو وقت ہی بتائے گا میں تو صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ ''بیٹی بچاؤ تحریک'' تو ہمارے آقا جناب محمد رسول ﷺ نے چودہ سو سال پہلے سے ہی چلا رکھی ہے! آئیے دیکھتے ہیں حدیث پاک بیٹی کے سلسلے میں کیا کہتی ہیں۔

جو شخص بیٹیوں میں مبتلا ہو جائے اور پھر وہ ان پر صبر کرے تو وہ بیٹیاں اس کے لئے دوزخ کی آگ کے آگے حجاب ہوں گی (ترمذی)

جو شخص ان بیٹیوں میں مبتلا کر دیا گیا اور پھر ان پر صبر کیا اس کے لئے دوزخ کی آگ سے وہ ستره (پردہ) ہوں گی۔ (ترمذی)

جس کے ہاں بچی ہو اس نے بچی کو زندہ درگور نہ کیا اس کی توہین نہ کی اور اپنے لڑکوں کو اس پر ترجیح نہ دی اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کریں گے۔ (ابوداؤد)

ماں کی ممتا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک بیچاری مسکین عورت اپنی دو بچیوں کو گود میں لئے ہوئے آئی اور سوال کیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسکو تین کھجوریں دیں اس عورت نے ایک ایک کھجور دونوں بچیوں کو دی اور ایک کھجور تو دکھانے کیلئے منہ میں رکھنے لگی تو بچیوں نے اس تیسرے کھجور کو بھی مانگا تو اس نے خود نہیں کھائی بلکہ اس کھجور کو بھی آدھی آدھی کر کے دونوں بچیوں میں تقسیم کر دی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس کے اس طرز عمل سے بہت متاثر ہوئیں اور رسول اللہ ﷺ سے اسکا ذکر کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس عورت کو اسی عمل کیوجہ سے جنت کا اور دوزخ سے رہائی کا فیصلہ فرما دیا، کتنی بڑی بات ہے کہ لڑکیوں کی پرورش کرنے پر جنت ملتی ہے۔

صحابہ کے مزاج

آپ ﷺ کی تعلیم ہی کا نتیجہ تھا کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین لڑکیوں کی پرورش اور کفالت کیلئے ایک دوسرے پر سبقت کرتے تھے۔ فتح مکہ کے موقع پر سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بچی جو اس وقت تک مکہ ہی میں تھی اور بہت چھوٹی تھی اس نے آپ ﷺ کے قافلہ کے ساتھ جانا چاہی تو اس کی پرورش کیلئے تین جلیل القدر صحابی آگے بڑھتے ہیں۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اس بچی کی کفالت کرونگا کیونکہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور اس بچی کی خالہ میرے نکاح میں ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اس بچی کی کفالت کرونگا، کیونکہ میرے چچا کی بیٹی ہے۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اس بچی کی پرورش کرونگا، کیونکہ میرے بھائی کی لڑکی ہے (رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ میں تشریف لانے کے بعد مواخات کرادیا تھا، یعنی ایک دوسرے کو آپس میں بھائی بھائی قرار دیا تھا حقیقی بھائی مراد نہیں ہے) نبی کریم ﷺ نے زید و علی رضی اللہ عنہما کو راضی کرلیا اور فرمایا کہ **الخالة بمنزلہ الام** خالہ کا درجہ ماں کا درجہ ہوتا ہے اس لئے بچی جعفر رضی اللہ عنہ کے پاس رہے گی یہ صرف آپ ﷺ کی تعلیم کی برکت تھی۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:۔

جو نہ تھے خود راہ پر اوروں کے رہبر بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کردیا

آج بھی ضرورت ہے کہ لڑکیوں کی طرف توجہ دی جائے اور لڑکوں کو لڑکیوں پر ہرگز ترجیح نہ دیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

جہیز مسلم سماج کے لئے داغ ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یٰٓاَیُّھَاالنَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالاً کَثِیْرًا وَّنِسَآءَ وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَ لُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

صدر معلّمہ، میری مشفق ومہربان معلمات! میری تقریر کا عنوان ہے ’’جہیز مسلم سماج کیلئے داغ ہے‘‘ جب ہم صحابیات کی سیرتوں کو دیکھتے ہیں اور ان کے معاشرے وکلچر کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کی زندگی کیسی سادی ہے ان کے معاملات کتنے صاف ستھرے تھے وہ تکلّفات سے بالکل بری تھے باتوں کے پکے اور وعدوں کے سچے بھی جو کہتے تھے اس کو برت کر اور عمل کر کے دیکھا جاتے تھے یہ اوصاف حمیدہ ان کو حبیب خدا ﷺ کی اتباع وپیروی کے صدقہ طفیل ان کو ملے تھے آپ علیہ السلام کی ایک ایک سنت پر مرمٹنے کا جذبۂ صادق ان کے اندر موجود تھا ہمیشہ

تاک میں رہتے تھے کہ آپ ﷺ کوئی بات ارشاد فرمائیں اور ہم عمل کرنے کیلئے دوڑیں، معاشرے اور سماج و کلچر کی ایسی اصلاح فرمادی کہ رہتی دنیا تک کے لوگوں کیلئے نمونہ اور مثال ہے صحابہ کرام کے دور میں شادیوں میں جہیز کے لین دین کا کوئی تصور ہی نہ تھا جیسا ہمارے اس دور میں جہیز ایک ناسور اور مسلم معاشرے کیلئے بدنما داغ بن گیا ہے جو درحقیقت ہندوؤں کی طرف سے در آیا ہے اور قوم مسلم میں بڑی تیزی کیساتھ کے جڑ پکڑ گیا ہے جسکی وجہ سے سینکڑوں برائیاں جنم لے رہی ہیں۔

جہیز بھی ایک کرپشن ہے

کہنے کو تو یہ بے حد ترقی یافتہ دور ہے اور سبھی کو آزادی بھی حاصل ہے، سوچنے کی آزادی، شادی بیاہ کی آزادی، جہیز کی آزادی، جہاں اس پرکشش عنوان پر بہت کچھ لکھا جاچکا ہے اور لکھا جارہا ہے، قلم تھک گئے زبانیں تھک گئیں، نہ تھکے تو لینے والوں کے ہاتھ۔ ہمارے سماج میں جہیز کا معاملہ یا جہیز کا مسئلہ صدیوں سے ہے، شاید ہی کسی اور سماجی موضوع پر اتنی توجہ دی گئی ہو جتنی اس مسئلے پر دی گئی ہے باوجود اس کے ہمارے سماج کے لئے یہ ایک گہرا داغ ہے۔ لڑکے کے والدین اس کے ذمہ دار ہوتے ہیں لیکن ایک سروے کے مطابق عورتیں اس معاملے میں مردوں سے بھی سبقت لے جاتی ہیں۔ پڑھی لکھی روشن دماغ لڑکیاں بھی اپنے ماں باپ کو جہیز کے لئے اصرار کرتی ہیں۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ جن لڑکیوں کو زیادہ جہیز، دولھے کو رقم اور ان کے رشتہ داروں کو تحفے تحائف ملے انہیں کی زندگی عذاب بن گئی۔ والدین عام طور پر اپنی بیٹیوں کو ظلم کی انتہا کے باوجود سسرال ہی میں رہنے پر مجبور کرتے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے بیٹی کے لئے جو کر سکتے تھے کیا، جہیز بھی دیا۔ اب اگر بیٹی واپس آجاتی ہے تو ان کی سرمایہ کاری بے کار ہوجائے گی۔ دوسری طرف جب

سسرال والوں کو اس بات کی بھنک پڑتی ہے کہ والدین بیٹی کو واپس لینا نہیں چاہتے تو اس کو طرح طرح سے تنگ کرنا شروع کر دیتے ہیں بس یہیں سے ایک دردناک داستان شروع ہو جاتی ہے۔

بنگلور، حیدر آباد، کیرالہ اور کئی مقامات میں لڑکے کو باقاعدہ خرید لیا جاتا ہے۔ اتنی طمطراق سے شادیاں کی جاتی ہیں کہ اوسط درجہ کا انسان چونک جائے۔ گویا آج کے ترقی یافتہ دور میں بھی لڑکیاں ماں باپ کے لئے بوجھ ہی نہیں نازک مسئلہ بنی ہوئی ہیں۔ جہیز کی لالچ اور ہوس نے کئی معصوم لڑکیوں کو موت کی وادی میں دھکیل دیا ہے۔ انا ہزارے نے کرپشن کے مسئلے کو اٹھایا ہے، لوک پال بل کے لئے صدائیں بلند کر رہے ہیں، ہزاروں ہندوستانی ان کے شانہ بشانہ چل رہے ہیں لیکن کسی میں بھی یہ جرأت یا ہمت نہیں ہے کہ اس بل میں جہیز کو بھی شامل کرنے کی آواز اٹھائے کیونکہ یہ بھی کرپشن ہے۔ جس نے کئی معصوم دوشیزاؤں کو ابدی نیند سلا دیا ہے۔ کسی دانشور نے کیا خوب کہا ہے کہ اگر ملک میں ایسے بل بھی پاس کر دئے جائیں کہ جہیز لینے اور دینے والے کو کڑی سزا ملے گی پھر بھی اندرونی طور پر یہ لین دین تا قیامت چلتا رہے گا کیونکہ جہیز کے کاروباریوں کی سوچ کو بدلنا نہایت مشکل کام ہے۔ حیدر آباد میں جہیز کے نام پر صرف ایک چابی دے دی جاتی ہے، آپ چونک گئے کہ یہ تو کوئی جہیز نہ ہوا۔ ملاحظہ ہو کہ ایک طویل اور عریض بنگلہ کو بہترین فرش ایمپورٹیڈ قالین، صوفہ سیٹ (اعلیٰ ماڈل) خوبصورت کار، کئی کلو سونا، کراکری ڈنر سیٹ وغیرہ وغیرہ سے سجا کر بنگلہ کی چابی داماد کے حوالے کر دی جاتی ہے۔ اس کے بعد ظاہر ہے احساس کمتری اور برتری کی جنگ شروع ہو جاتی ہے جبکہ شادی نہایت اہم اخلاقی اور روحانی ضرورت ہے۔ شادی حسین وخوبصورت زندگی کا آغاز ہے۔ شادی دو انسانوں کو ہی نہیں دو خاندانوں کو جوڑتی ہے۔ ہمارے سماج میں ہزاروں

مسائل ہیں جن میں سے ایک جہیز بھی ہے جس کے متعلق ہر شخص لعنت و ملامت کے جذبات کا اظہار کرتا ہے، نفرت و بیزاری کا دکھاوا کرتا ہے۔ جب اپنی بیٹی کا مسئلہ در پیش ہو تو اپنے آپ کو ولی صفت، فرشتہ صفت، خدا پرست بنا کر پیش کرتا ہے لیکن جب اسی انسان کے بیٹے کی شادی کا معاملہ آتا ہے تو اللہ اور اللہ کے رسول کے احکامات کو بالائے طاق رکھ کر فہرستیں تیار کرتا ہے اور غریب ماں باپ کے خون پسینہ کی کمائی پر رال ٹپکانے لگتا ہے۔

خیر القرون کی شادیاں

کوئی بھی ماں باپ اپنی بیٹی کو رخصت کرتے وقت اپنی حیثیت سے زیادہ دینے کی کوشش کرتا ہے ہر ایک ماں کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کی بیٹی سکون و آرام کی زندگی بسر کرے اس کے لئے جتنی ضروریات کی اشیاء ہوسکتی ہیں حتی المقدور پورا کرنیکی کوشش کرتے ہیں جبکہ یہ سب ذمہ داری بھی شوہر ہی پر ہوتی ہے نہ کہ لڑکی کے والدین پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی بیٹی فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو بطور جہیز کے ایک پلو دار چادر ایک مشکیزہ اور تکیہ دیا جس میں اذخر نامی گھاس بھری ہوئی تھی اس حدیث کے اندر جو جہیز کا لفظ استعمال کیا گیا وہ اصطلاحی جہیز نہیں ہے جس معنی میں ہمارے معاشرے میں استعمال ہے بلکہ جہیز ضروری سامان کے معنی میں ہے اس لئے کہ دور نبوت اور بعد کے خیر القرون کے زمانہ میں جہیز کے لین دین کا بالکل تصور ہی نہ تھا، ایک جلیل القدر صحابی حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ جو ان خوش نصیب صحابہ کرام میں سے ہیں جن کو دنیا ہی میں جنت کی بشارت و خوشخبری دے دی گئی۔ حدیث شریف میں ان کی شادی کا ایک واقعہ ملتا ہے کہ ایک دفعہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ تشریف لے گئے اور ان کے جسم یا

کپڑے پر زردی کا اثر تھا تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ کیسی زردی تو عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا یارسول اللہ میں ایک عورت سے کھجور کی گٹھلی کے وزن کے برابر نکاح کیا ہے یعنی اتنا مہر طے ہوا ہے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ ولیمہ کرو اگر چہ ایک بکری ہی ذبح کر ڈالو۔ غور کرنے کی بات ہے کہ اتنے بڑے صحابی جب شادی کرتے ہیں تو حضور علیہ السلام کو شرکت کرنے کی زحمت بھی نہیں دیتے ہیں اور اطلاع کرنا بھی ضروری نہیں سمجھتے جبکہ یہ خود بہت بڑے مالدار تھے مگر فضولیات میں ایک پیسہ خرچ کرنے والے نہیں تھے بلکہ اللہ کے راستہ میں اور ضرورت کے موقعوں پر خرچ کیا کرتے تھے آج بھی صحابہ کرام کی سیرتوں کو اپنانے اور اس پر عمل کرنے کی سخت ضرورت ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

بڑوں کا ادب صحابہ رضی اللہ عنہ نے کیسے کیا؟

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَاتَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

مشفق ومہربان معلمات عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو! میری تقریر کا موضوع ہے ”بڑوں کا ادب صحابہؓ نے کیسے کیا؟“ اسی عنوان سے چند باتیں آپ کے سامنے عرض کرنی ہیں۔ ادب کی وجہ سے آدمی کا مرتبہ بلند ہوتا ہے اور جو بڑوں کا ادب واحترام کرتا ہے لوگ اس کا بھی ادب واحترام کرتے ہیں اور اپنے بڑوں کا ادب نہیں کرتا تو اس کا بھی لوگ ادب نہیں کرتے۔ بے ادب محروم گشت از فضل

رب' بے ادب فضل خداوند سے محروم رہتا ہے۔ وہی طالب علم کامیاب ہوتے ہیں جو اپنے اساتذہ کا احترام کرتے ہیں ان کی خدمت کرتے ہیں خواہ وہ کند ذہن ہی کیوں نہ ہوں مگر اساتذہ کی خدمت اور دعاؤں کیوجہ سے وہی بچے کامیاب ہوتے ہیں اور آگے چل کر دین کی عظیم خدمات انجام دیتے ہیں اپنے سے بڑے جو بھی ہوں ان کی خدمت اور ادب واحترام ضرور کریں، خواہ وہ زندہ ہوں یا وفات پا چکے ہیں خصوصاً ہمارے اکابر واسلاف جنہوں نے ہم تک دین صحیح سالم پہنچایا انکا احترام یہی ہے کہ کبھی ان کو برا بھلا نہ کہیں اسی سے آخرت برباد ہوجائے گی۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بزرگوں کا ادب واحترام کرکے ہمارے لئے عملی نمونہ اور مثال پیش فرمادی۔

ہر موقع پر بڑوں کا خیال کریں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو شرم آتی ہے اس بات سے کہ اپنے بندے اور بندی کو جب کہ وہ اسلام میں بوڑھے ہوں، عذاب دیں (کنز العمال) عمر دراز کی عظمت و بڑائی کا تقاضا ہے کہ چھوٹا سلام کرنے میں پہل کرے اور بعض روایتوں میں بڑوں کے ادب واحترام کیلئے کھڑے ہونے اور ہاتھ چومنے کی بابت معلوم ہوتا ہے اور امت کے دیندار و مہذب طبقہ میں اس کا معمول پایا جاتا ہے جب دسترخوان پر ہر عمر کے لوگ جمع ہوں تو کھانا شروع کرنے کے لیے عمر میں سب سے بڑے سے درخواست کی جائے، نوجوانوں کو کھانا شروع کرنے میں عمر رسیدہ لوگوں کے شروع کرنے کا انتظار کرنا چاہیے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ کسی کھانے میں شریک ہوتے تو اس وقت برتن میں ہاتھ نہیں

ڈالتے جب تک کہ رسول اللہ ﷺ اپنا دست مبارک برتن میں نہ ڈالیں۔ (صحیح مسلم)
اسی طرح ادب یہ ہے کہ کھانے سے فراغت کے بعد عمر دراز کو سب سے پہلے ہاتھ دھونے کا موقع دیا جائے یا ان کا ہاتھ دھلایا جائے۔ اسی طرح اپنے ہر اجتماعی کام میں اپنے بڑوں کو شریک کرے، ان سے مشورہ کرے، ان کی رائے پر عمل کرنے سے کامیابی ملتی ہے اور کام پایۂ تکمیل تک پہنچتا ہے اور اس کام میں برکت ہوتی ہے، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا، "اَلْبَرَكَةُ مِنْ أَكَابِرِنَا فَمَنْ لَّمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَيُجِلُّ كَبِيْرَنَا فَلَيْسَ مِنَّا" (رواہ الطبرانی) برکت اکابر کے ساتھ ہے جو چھوٹوں پر رحم اور بڑوں کی عزت نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اَلْخَيْرُ مَعَ أَكَابِرِنَا" یعنی خیر اکابر کے ساتھ ہے۔ (مجمع الزوائد) کئی افراد جمع ہوں اور ان کے سامنے کوئی چیز پیش کی جائے اور بڑوں کی عزت ومرتبہ کا خیال رکھا جائے۔
مسلم شریف میں ہے "عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: أَرَانِيْ فِي الْمَنَامِ أَتَسَوَّكُ بِسِوَاكٍ وَجَاءَنِيْ رَجُلَانِ، أَحَدُهُمَا أَكْبَرُ مِنَ الْآخَرِ فَنَاوَلْتُ السِّوَاكَ الْأَصْغَرَ فَقِيْلَ لِيْ: كَبِّرْ فَدَفَعْتُهُ إِلَى الْكَبِيْرِ مِنْهُمَا" (صحیح مسلم)
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ مسواک کر رہا ہوں، میرے پاس دو آدمی آئے، ان میں سے ایک دوسرے سے بڑا تھا، تو میں نے چھوٹے کو مسواک پیش کیا تو مجھ سے کہا گیا، بڑے کو دیجئے، لہٰذا میں نے وہ مسواک ان دونوں میں سے جو بڑا تھا اس کے حوالے کر دی۔

حضرت محمد ﷺ بچوں سے شفقت ومحبت اور رحم وکرم کا معاملہ فرماتے تھے۔ ان کے نقش قدم پر صحابۂ کرام بھی بچوں کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کرتے تھے۔ بچے بھی اپنے بڑوں کا ادب واحترام کرنے میں اپنی سعادت ونیک بختی سمجھتے کیونکہ ان کی

تربیت ایسی ہی کی گئی تھی۔ ایک مرتبہ صحابہٴ کرام کے مجمع میں حضورِ اکرم ﷺ نے سوال کیا کہ وہ کون سا درخت ہے جس کی تمام چیزیں کارآمد ہیں، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو اس کا جواب معلوم تھا، لیکن معمر صحابہٴ کرام کی موجودگی میں جواب دینا ادب کے خلاف سمجھا۔ ”عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَخْبِرُوْنِی بِشَجَرَةٍ مَثَلُهَا مِثْلُ الْمُسْلِمِ تُؤْتِی اُکُلَهَا کُلَّ حِیْنٍ بِاِذْنِ رَبِّهَا لَاتَحُتُّ وَرَقُهَا فَوَقَعَ فِی نَفْسِی النَّخْلَةُ فَکَرِهْتُ اَنْ اَتَکَلَّمَ وَثَمَّ اَبُوْبَکْرٍ وَّعُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا فَلَمَّا لَمْ یَتَکَلَّمَا، قَالَ النَّبِیُّ ﷺ هِیَ النَّخْلَةُ، فَلَمَّا خَرَجْتُ مَعَ اَبِی قُلْتُ یَا اَبِی وَقَعَ فِی نَفْسِی النَّخْلَةُ قَالَ: مَامَنَعَکَ اَنْ تَقُوْلَهَا؟ لَوْکُنْتَ قُلْتَهَا کَانَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ کَذَا وَکَذَا قَالَ مَامَنَعَنِیْ اِلَّا لَمْ اَرَکَ وَلَا اَبَابَکْرٍ تَکَلَّمْتُمَا فَکَرِهْتُ“ (الادب المفرد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہٴ کرام سے فرمایا۔ آپ لوگ ایسے درخت کے بارے میں بتایئے جس کی مثال مسلمان کی طرح ہے، اللہ کے حکم سے ہر موسم میں اس کا پھل آتا ہے، اس کے پتے نہیں گرتے، راوی کہتے ہیں کہ میرے دل میں آیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے، میں نے جواب دینا ناپسند کیا اس لیے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ تب نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ کھجور کا درخت ہے۔ جب میں اپنے والد کے ساتھ نکلا تو میں نے کہا اے میرے والد! میرے دل میں آیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کس بات نے تم کو جواب دینے سے روک دیا؟ اگر تم جواب دیتے تو مجھے بیحد خوشی ہوتی۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے لیے کوئی رکاوٹ نہیں تھی، بس اتنا کہ آپ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب نہیں دیا تو میں نے جواب دینا ناپسند کیا“۔

بڑوں کی مجلس میں ادب سے بیٹھیں

اس واقعہ سے پتہ چلا کہ اگر ہم بڑوں کی مجلسوں میں بیٹھے ہوں تو زیادہ لب کشائی نہ کریں بلکہ ان کی نصیحتوں سے مستفید ہونے کی کوشش کریں اور جو بات وہ بیان کررہے ہیں اگر ہم کو وہ معلوم ہو تو ایسی حالت نہ بنائیں کہ جس سے ان کو معلوم ہو کہ ہم وہ بات جانتے ہیں بلکہ کوئی بھی بات بیان کریں ہم اسکو غور سے سنیں اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ صحابۂ کرام نے حضور نبی کریم ﷺ کا جس طرح ادب واحترام کیا اس کی کوئی نظیر اور مثال نہیں مل سکتی۔ دربار نبوی میں جب صحابۂ کرام تشریف لے جاتے تو بڑے باادب ہو کر بیٹھتے۔ آپ ﷺ کوئی بات ارشاد فرماتے تھے تو ہر ایک عمل کرنے کیلئے دوڑ پڑتا اور وہی لوگ ترقی کرتے ہیں جو بڑوں کا ادب کرتے ہیں، اسی طالب علم کے علوم سے قوم مستفید ہوتی ہے جو بڑوں کا ادب اور ان کی خدمت کرتا ہو۔ اللہ ہمارے دلوں میں بڑوں کا ادب واحترام پیدا کرے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

جنت کی نورانیت کہاں ملتی ہے؟

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلاَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحَدُھُمَا اَوْکِلاَھُمَا فَلاَ تَقُلْ لَّھُمَا اُفٍّ وَّلاَ تَنْھَرْھُمَا وَقُلْ لَّھُمَا قَوْلاً کَرِیْمًا. وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَلْجَنَّۃُ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاُمَّھَاتِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ.

صدر معلّمہ، مشفق ومہربان معلمات ،عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! میری تقریر کا موضوع ہے جنت کی نورانیت کہاں ملتی ہے اسی تعلق سے قرآن وحدیث کی روشنی میں چند باتیں پیش کرنا چاہتی ہوں، ماں اور باپ اولاد کی پیدائش کا سبب ظاہری ہیں اور ماں کا اہم کردار ہوتا ہے بمقابل باپ کے اس لیے ماں کی خدمت

اور اطاعت کا بھی بکثرت تذکرہ آیا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: مرد پر سب سے زیادہ حق اسکی ماں کا ہے، اولاد کے تئیں ماں کے دل میں جذبۂ محبت اور پرورش کے مشکل مراحل کو دیکھتے ہوئے جتنے بھی حقوق ماں کے بیان کئے جائیں وہ سب قرین قیاس ہے یقیناً ماں کے وہی حقوق ہونے چاہیے جو شریعت نے بیان کئے، ماں کی اطاعت وفرمابرداری اولاد کیلئے لازم وضروری قرار دی گئی اور جنت کی خوشخبری دی گئی۔

مفکر اسلام حضرت مولانا عبدالماجد دریابادی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ آپ کی والدہ ماجدہ اگر خوش قسمتی سے ہنوز زندہ ہیں اور آپ کو ان کی خدمت کا موقع مل رہا ہے تو آپ نے کبھی سوچا ہے کہ آپ کا برتاؤ ان کے ساتھ کیا ہونا چاہیے؟ آپ اپنے روز مرہ کے چوبیس گھنٹوں میں کتنے گھنٹے نہ سہی، کتنے منٹ ان کی خدمت میں صرف کرتے ہیں؟ آپ اپنی زندگی کے کتنے مشاغل میں ان سے اجازت لینا ضروری خیال فرماتے ہیں؟ آپ کو جو دلچسپی اپنی بیوی، بچوں، دوست واحباب سے ملنے میں ہوتی ہے، اتنی نہ سہی اس کا کوئی حصہ بھی بوڑھی ماں کی سوا کرنے میں ہوتی ہے؟ ان کے حکم کی تعمیل میں آپ نے کتنی مرتبہ اپنے جذبات اپنی خواہشوں، اپنے ارادوں کو قربان کیا ہے؟ انہوں نے آپ کے بچپن میں آپ کی بے شمار ضدیں پوری کی تھیں، آج ان کے بڑھاپے میں آپ ان کی ضدیں، ہزاروں نہیں سینکڑوں نہیں، بیسیوں نہیں، اکائیوں ہی کی تعداد میں پوری کر رہے ہیں؟ جس درسگاہ میں آپ نے تعلیم پائی ہے، کبھی آپ اسے اپنی ماں بتاتے ہیں؟ جس سرزمین پر آپ پیدا ہوئے، کبھی آپ اسے مادر وطن کے لقب سے یاد کرتے ہیں؟ جس دنیا میں آپ نے آنکھیں کھولی ہیں کبھی آپ سے مادر گیتی کا خطاب عطا فرماتے ہیں، اور ان سب کے حقوق بھی آپ اپنے ذمہ تسلیم فرماتے ہیں؟ پر یہ کیا غضب ہے کہ ان

تمام فرضی اور مصنوعی ماؤں کی خدمت گذاری میں پڑ کر آپ اپنی اصلی اور حقیقی ماں کو بھولے رہتے ہیں اور اس سچی، خالص، بے آمیز، بے مقدار محبت کا جو آپ کے وجود میں لانے کا باعث ہوئی ہیں، کوئی حق تسلیم نہیں فرماتے! کل جب آپ کچھ نہ تھے اور وہ سب کچھ تھیں، اپنا جسم گھلا گھلا کر، اپنا خون پلا پلا کر آپ کو کچھ سے کچھ بنا دیا۔ آج آپ اپنے دور کے عزیزوں، دوستوں بلکہ اجنبیوں اور بیگانوں تک کی پرواہ کرتے ہیں، لیکن ایک نہیں پرواہ کرتے تو اسی ممتا کی ماری کی، اسی محبت کی دیوانی کی اہمیت اور قربانی کو نظر انداز کرنے لگے۔

مانا کہ آپ ایک اچھے شاعر ہیں، مانا کہ آپ ایک پرزور مقرر ہیں، مانا کہ آپ ایک اعلی مصنف وصاحب قلم ہیں، مانا کہ آپ کونسل کے ممبر ہیں، مانا کہ ایک مقتدر عہدیدار ہیں، مانا کہ آپ کی علمی قابلیت کی شہرت سارے ملک میں ہے، مانا کہ عزت، شہرت ودولت کے لحاظ سے آپ وہ سب کچھ ہو گئے جو ہونا چاہتے تھے لیکن جھوٹے موتیوں کی یہ ساری جگمگاہٹ آپ کے باطن کو پر نور نہیں بنا سکتی، جنت کی نوارنیت کی اگر تلاش ہے، اس نور کی اگر جستجو ہے، جس پر خود ملائکہ بھی رشک کریں، تو وہ ماں اور صرف ماں ہی کے قدموں کے نیچے ہے اور جنت کا سیدھا راستہ ماں ہی کے قدموں کے نیچے ہو کر ہے۔ (منقول از سچ ۴؍ اکتوبر ۱۹۲۶ء)

والدین کے حقوق

میں نے قرآن کریم کی جو آیت آپ کے سامنے پڑھی ہے یہ سورۂ بنی اسرائیل کی آیت ہے اس میں والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنیکا تذکرہ کیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں اور تمہارے پروردگار نے حکم دیا کہ صرف اسی کی عبادت کرو اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو اگر تمہارے پاس ان میں سے ایک یا دونوں

بڑھاپے کی عمر کو پہونچ جائیں توان کو اف بھی مت کہو اور ان کو جھڑکو مت اور ان سے نرم بات کہو اور ان کیلئے رحمت سے عاجزی کا بازو جھکا دو اور کہو کہ اے میرے پروردگار ان دونوں پر رحم فرما جیسے ان دونوں نے بچپن میں میری پرورش کی۔ قرآن واحادیث میں بیشتر مقامات پر جہاں عبادت خداوندی کا تذکرہ کیا گیا وہیں والدین کی اطاعت وفرمانبرداری کا تاکیدی حکم بھی دیا گیا ہے۔ صرف امت محمدیہ ہی کی لئے یہ حکم نہیں ہوا بلکہ گذشتہ امتوں میں بھی ہی حکم دیا گیا سلسلہ بنی اسرائیل کے آخری نبی سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی قرآن نے اعلان کیا میں اللہ کا بندہ ہوں مجھے اللہ نے کتاب عنایت کی اور مجھے نبی بنایا اور مجھے بابرکت بنایا میں جہاں کہیں بھی اور مجھے تاکیدی حکم دیا نماز اور زکوۃ کا جب تک میں زندہ رہوں اور اپنی والدہ کا فرمانبردار بنایا اور مجھے نافرمان اور سرکش نہیں بنایا۔

ماں کے حقوق باپ سے زیادہ

سورہ احقاف میں خصوصیت کیساتھ ماں کی ان تکالیف کا تذکرہ کیا گیا جو اولاد کیلئے برداشت کرنی پڑتی ہے اور اس میں کوئی دوسرا سہیم وشریک نہیں ہوتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے اور ہم نے انسان کو اس کے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنیکا حکم دیا، اسکی ماں نے اسکو پیٹ میں رکھا، مشقت برداشت کر کے اور اسکو جنا، مشقت برداشت کر کے اور اسکا پیٹ میں رکھنا اور دودھ چھڑانا چھ مہینے میں۔ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔ ایک صحابی نے رسول کریم ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ میری حسن سلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری ماں، صحابی نے دوسری مرتبہ سوال کیا۔ حضور ﷺ نے وہی جواب دیا کہ تمہاری ماں، صحابی تیسری دفعہ سوال کیا۔ نبی

کریم ﷺ نے جواب دیا تمہاری ماں، جب چوتھی مرتبہ سوال کیا تو آپ ﷺ نے جواب دیا تمہارے باپ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ماں کا حق زیادہ ہے، خدمت کی زیادہ حقدار ماں ہے اس لئے کہ عورت ذات بہر حال کمزور ہوتی ہے اور ادب واحترام میں باپ کا حق بڑھا ہوا ہے۔ اولاد کو کبھی بھی والدین کی نافرمانی نہیں کرنی چاہئے، ہر وقت ان کی خوشنودی کی فکر ہونی چاہیے، والدین کی نافرمانی گناہ کبیرہ ہے اور دنیا ہی میں اس کا وبال انسان کے سر آتا ہے اور جو والدین کی اطاعت وفرمانبرداری کرتا ہے، وہ دنیا ہی میں اس کا مزہ چکھتا ہے۔ اس کی روزی میں برکت ہوتی ہے، خوشحال زندگی بسر کرتا ہے، اور مرنے کے بعد بھی راحت وآرام اس کا مقدر ہوگی۔ اسلئے ہم بھی والدین کی اطاعت وفرمانبرداری میں کوتاہی نہ کریں۔ اللہ ہم سب کو والدین کی اطاعت وفرمانبرداری کرنیکی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

بیٹیوں کے حقوق ادا کرنے والا جنتی ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. یَھَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ اِنَاثًا وَّیَھَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ الذُّکُوْرَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

قابل صد احترام معلمات، عزیزہ طالبات! آج کی اس بابرکت محفل میں مجھے بیٹیوں کے حقوق کی ادائیگی کے فضائل عرض کرنے ہیں۔ سارے مسلمان بلکہ غیروں کا بھی عقیدہ ایمان ہے کہ لڑکا لڑکی عطا کرنا یا دونوں سے کسی کو محروم کر دینا، یا صرف لڑکا دینا، یا صرف لڑکی دینا، یہ سب اللہ کی قدرت کاملہ کا نمونہ ہے، انسان کے بس کی چیز نہیں، ہماری بہت سی مسلم مائیں اور بہنیں جن کو اولاد نہیں ہوتی غیروں کے پاس جاتی ہیں اور کفریہ شرکیہ کلمات کہتی ہیں۔ درگاہوں اور مزاروں پر جا کر مردوں سے اولاد کی فرمائش کرتی ہیں کیا یہ مجبور بندے اولاد دے سکتے ہیں۔ اللہ رب العزت نے خود فرما دیا کہ وہی جس کو چاہے لڑکا دیتا ہے، جس کو چاہے لڑکی دیتا ہے، اور کسی کو لڑکا اور لڑکی دونوں دیتا ہے اور جس کو چاہے بانجھ رکھتا ہے اس لئے ہم کو اللہ

کی تقسیم پر راضی رہنا چاہیے اور جس طرح بیٹوں کی پیدائش پر خوشی کا اظہار کرتے ہیں اسی طرح بیٹیوں کی پیدائش پر بھی ہم کو خوش ہونا چاہیے یہ تو زمانہ جاہلیت میں تھا کہ لڑکیوں کی پیدائش کو لوگ منحوس تصور کرتے تھے اور پیدا ہوتے ہی زندہ درگور کر دیا کرتے تھے۔ جب اسلام آیا تو اس نے سخت پابندی لگادی اور لڑکیوں کی پیدائش کو رحمت و برکت قرار دیا اور ان کی پرورش پر جنت کی بشارت سنائی اور جس طرح لڑکوں کیلئے حقوق دیئے اسی طرح لڑکیوں کو بھی حقوق عطا کئے اور ان کو احساس کمتری سے نکال کر عزت و سربلندی کی زندگی عطا کی اور ان کے حقوق کی ادائیگی پر جنت کی بشارت و خوشخبری دی تا کہ لوگ لڑکیوں کی پیدائش کو رحمت و برکت سمجھیں اور جو حقوق شریعت نے لڑکیوں کو دیئے ہیں وہ حقوق بھی ان کو دیا جائے مگر آج کا دور جسے ترقی کا دور کہا جاتا ہے لڑکیوں کی پیدائش اور حقوق کی ادائیگی میں ایسی دلچسپی نہیں رکھتے حتی کہ لڑکوں کی پیدائش پر اور ان کے اوپر خرچ کرنے میں دلچسپی رکھتے ہیں اور لڑکیوں کے حقوق کی عدم ادائیگی ایک عام بات ہوگئی ہے۔

بیٹیوں کے حقوق کی ادائیگی کرنیوالا جنت میں داخل ہوگا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’مَنْ كَانَ لَهُ ثَلَاثُ بَنَاتٍ اَوْ اَخَوَاتٍ اَوْ بِنْتَانِ اَوْ اُخْتَانِ فَاَحْسَنَ صُحْبَتَهُنَّ وَاتَّقَى اللّٰهَ فِيْهِنَّ فَلَهُ الْجَنَّةُ‘‘۔ (الترمذی: ۱۹۱۶، کتاب النکاح وما یتعلق بہ)۔ ’’جس کی تین بہنیں یا تین بیٹیاں ہوں یا دو بیٹیاں ہوں اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور ان کے حقوق ادا کرنے میں اللہ سے ڈرتا رہے تو اس کیلئے جنت ہے‘‘۔

سنن ابی داؤد میں یہ روایت ہے۔ ’’مَنْ عَالَ ثَلَاثَ بَنَاتٍ فَاَدَّبَهُنَّ وَزَوَّجَهُنَّ وَاَحْسَنَ اِلَيْهِنَّ فَلَهُ الْجَنَّةُ‘‘ (ابی داؤد: ۵/۵۱۴۸، صحیح الترغیب) جس نے تین

بیٹیوں کی پرورش کی، انہیں ادب سکھایا، ان کی شادیاں کیں ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا تو اس کیلئے جنت ہے"۔

بیٹیوں کی اچھی پرورش جنت میں داخلہ کا سبب ہوگی

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **مامن رجل تدرک له ابنتان فیحسن الیهما ما صحبتااو صحبهما الاادخلتاه الجنة.**

(صحیح ابن ماجہ ۳۶۸۰، باب البر والاحسان الی البنات، صحیح الترغیب والترهیب ۱۹۷۱، ابن حبان ۲۹۴۴، مستدرک حاکم ۱۷۸/۴)

"جس آدمی کی دو بیٹیاں ہوں اور جب تک وہ اس کے ساتھ رہیں یا جب تک وہ ان کے ساتھ رہے ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتا ہے تو وہ دونوں اسے جنت میں داخل کرادیں گی"۔

حضرت عوف بن مالک بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **مامن مسلم یکون له ثلاث بنات فیتفق علیهن حتی یبن او یمتن الا کن له حجابا من النار، فقالت له امراة اوبنتان** " (صحیح الترغیب: ۱۹۸۶، کتاب النکاح وما یتعلق بہ)
جس کسی مسلمان کی تین بیٹیاں ہوں اور وہ ان پر خرچ کرتا رہے حتی کہ وہ (شادی وغیرہ کی وجہ سے) جدا ہو جائیں یا فوت ہو جائیں تو وہ اس کے لئے دوزخ سے بچاؤ کے لئے رکاوٹ ہوں گی۔ ایک عورت نے عرض کیا، کیا دو بیٹیوں کی وجہ سے بھی یہی فضیلت حاصل ہوگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو بیٹیوں پر بھی یہی فضیلت حاصل ہوگی۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **من کن له ثلاث بنات یؤویهن ویرحمهن ویکفلهن وجبت له الجنة البتة " قال وان کانت اثنتین قال قیل یا رسول الله فان کانت اثنتین قال فرای بعض القوم ان لو قالوا له واحدة لقال واحدة** " (صحیح الترغیب والترهیب: ۱۹۷۵، احمد: ۳۰۳/۳)

جس کی تین بیٹیاں ہوں، وہ انہیں اپنے پاس رکھے، ان کے ساتھ رحمت وشفقت سے پیش آتا رہے اور ان کی کفالت کرتا رہے تو اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔ جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں دریافت کیا گیا۔ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اگر دو بیٹیاں ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر وہ بھی ہوں۔ جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں میں بعض نے دیکھا کہ اگر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک بیٹی پر بھی اس فضیلت کا کہتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک کے لئے بھی کہہ دیتے۔

دو بیٹیوں یا بہنوں پر بھی حسب کفایت خرچ جہنم سے بچاؤ کا سبب ہوگا

حضرت مطلب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا تو انہوں نے کہا: اے بیٹے! کیا میں تمہیں وہ بات بیان نہ کردوں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے، میں نے کہا ضرور اے میری ماں! تو انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرمارہے تھے: ’’من انفق علی البنتین او الا ختین او ذواتی قرابة یحتسب النفقة علیهما حتی یغنیهما الله من فضله عز وجل او یکفیهما کانتا له سترا من النار‘‘۔ (صحیح الترغیب والترہیب: ۱۹۷۴، احمد: ۶/ ۲۹۳، طبرانی)

جس نے دو بیٹیوں یا دو بہنوں یا دو رشتہ دار عورتوں پر خرچ کیا اور ان دونوں پر خرچ سے اجر و ثواب کی نیت رکھی، حتی کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں کو اپنے فضل سے غنی کردے یا کافی ہوجائے تو وہ دونوں اس کے لئے دوزخ کے لئے آڑ بن جائیں گی۔‘‘ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کو سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ☆

قیامت کے دن پہاڑ بھی ریزہ ریزہ ہو جائیں گے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. اَلْقَارِعَةُ. مَا الْقَارِعَةُ. وَمَا اَدْرَاكَ مَا الْقَارِعَةُ. يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ. وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

محترمہ صدر معلّمہ، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! قیامت کا دن بڑا ہی ہولناک ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ. اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو بلاشبہ قیامت کا زلزلہ ایک بڑی چیز ہے۔ جب قیامت قائم ہوگی اس وقت کوئی بھی چیز باقی نہیں بچے گی۔ انسان حیوان چاند سورج ستارے پہاڑ سب کے سب تباہ و برباد ہو جائیں گے اور قیامت اسوقت تک قائم نہیں ہوسکتی جب تک ایک بھی اللہ کا نام لینے والے باقی رہیگا۔

نفخۂ اولیٰ کے وقت دنیا کی حالت کیا ہوگی

صور پھونکے جانے سے نہ صرف یہ کہ انسان مرجائیں گے بلکہ کائنات کا نظام ہی درہم برہم ہوجائے گا، آسمان پھٹ جائے گا، ستارے جھڑ جائینگے اور بے نور ہوجائیں گے، چاند وسورج کی روشنی ختم کردی جائیگی، زمین ہموار میدان بن جائے گی، پہاڑ اڑتے پھریں گے۔

ذیل کی آیات واحادیث سے یہ باتیں واضح طور پر ظاہر ہورہی ہیں۔ ارشاد باری ہے: ''اَلْقَارِعَةُ مَاالْقَارِعَةُ وَمَا اَدْرٰاکَ مَاالْقَارِعَةُ یَوْمَ یَکُوْنُ النَّاسُ کَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ وَتَکُوْنُ الْجِبَالُ کَالْعِھْنِ الْمَنْفُوْشِ '' وہ کھڑکھڑانے والی کیا ہے وہ کھڑکھڑانے والی اور تو کیا سمجھا کیا ہے وہ کھڑکھڑانے والی جس روز لوگ پروانوں کی طرح اور پہاڑ دھنی ہوئی رنگین اون کی طرح ہوگے۔

اَلْقَارِعَةُ (کھڑکھڑانے والی) قیامت کوفرمایا ہے، یہ نام اس کا اسلئے رکھا گیا کہ وہ دلوں کوگھبراہٹ سے اور کانوں کوسخت آواز سے کھڑکھڑادے گی، اس روز انسان پردانوں کی طرح بے تابانہ بدحواس ہوکر محشر کی طرف جمع ہونے کے لئے چل پڑیں گے۔ ایسے غیر منظّم طریقہ پر چلیں گے کہ جیسے پروانے اندھا دھند چراغ پر گرتے جاتے ہیں اور پہاڑوں کا یہ حال ہوگا کہ جیسے دھنیا اون یا روئی کودھن کر ایک ایک پھایہ اڑادیتا ہے اسی طرح پہاڑ متفرق ہوکر اڑجائیں گے۔ سورۂ مرسلات میں فرمایا: وَاِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ (اورجب پہاڑ اڑادیئے جائیں گے) سورہ نبا میں فرمایا: وَسُیِّرَتِ الْجِبَالُ فَکَانَتْ سَرَابًا'' (اورچلائے جائیں گے پہاڑ تو ہوجائیں گے چمکتا ہوا ریت) سورہ نحل میں فرمایا: وَتَرَی الْجِبَالَ تَحْسَبُھَا جَامِدَةً وَھِیَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ صُنْعَ اللّٰہِ الَّذِیْ اَتْقَنَ کُلَّ شَیْءٍ اورتو

دیکھے پہاڑوں کو یہ سمجھتے ہوئے کہ وہ جمے ہوئے ہیں حالانکہ وہ چلیں گے بادل کے چلنے کی طرح کاریگری اللہ کی جس نے درست کیا ہر چیز کو، یعنی یہ بڑے بڑے پہاڑ جن کو تم اس وقت دیکھ کر یہ خیال کرتے ہو کہ یہ ایسے جمے ہوئے ہیں کہ کبھی اپنی جگہ سے جنبش ہی نہ کھا سکیں گے۔ ان پر ایک دن ایسا آنے والا ہے کہ یہ روئی کے گالوں کی طرح اڑے اڑے پھریں گے اور بادل کی طرح تیز رفتار ہوں گے، اللہ رب العزت نے حکمت کے مطابق ہر چیز کو درست کیا اسی نے آج پہاڑوں کو ایسا بوجھل اور بھاری اور جامد بنایا کہ زمین کو بھی ہلنے سے روکے ہوئے ہیں۔ وَاَلْقٰی فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِکُمْ (پھر قیامت کے روز ان کا مالک اور خالق ذرہ ذرہ کر کے اڑا دے گا، یہ سب اس صانع حقیقی کی کاریگری ہے جس کا کوئی تصرف حکمت سے خالی نہیں، سورۂ واقعہ میں فرمایا: وَبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا فَکَانَتْ ھَبَآءً مُّنْبَثًّا (اور ریزہ ریزہ ہو جائیں گے، پہاڑ پھر ہو جائیں گے اڑتا ہوا غبار)۔

آسمان وزمین

سورۂ طٰہٰ میں فرمایا: وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ یَنْسِفُھَا رَبِّیْ نَسْفًا فَیَذَرُھَا قَاعًا صَفْصَفًا لَّاتَرٰی فِیْھَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا 'اور وہ آپ سے پہاڑوں کے متعلق دریافت کرتے ہیں، آپ فرما دیجئے کہ میرا رب ان کو اچھی طرح اڑا دے گا پھر زمین کو چھوڑ دے گا چٹیل میدان نہ دیکھے گا تو اس میں روڑا اور ٹیلا، یعنی قیامت کے روز پہاڑ اڑا دئے جائیں گے اور زمین صاف اور ہموار میدان بنادی جائے گی کوئی ٹیلہ اس پر نہ رہے گا۔ سورۂ ابراہیم میں فرمایا: یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَھَّارِ جس دن بدلدی جائے اس زمین سے دوسری زمین اور بدلے جائیں آسمان اور لوگ نکل کھڑے ہونگے اللہ واحد قہار کے سامنے۔

اس آیت شریفہ سے معلوم ہوا کہ آسمان وزمین قیامت کے روز بدل دیے جائیں گے اور اپنی اس ہیئت موجودہ پر برقرار نہ رہیں گے اس آیت کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ جب آسمان وزمین بدلے جائیں گے تو اس روز لوگ کہاں ہوں گے؟ اسکے جواب میں فخر دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پل صراط پر ہوں گے۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت شریفہ میں جو آسمان وزمین کے بدلے جانے کا ذکر ہے وہ حساب کتاب ہونے کے بعد اس وقت ہوگا جب کہ لوگ جنت یا دوزخ میں بھیجے جانے کیلئے پل صراط پر پہنچ جائیں گے۔

سورہ تکویر میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ وَاِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ. جب سورج بے نور ہو جائیگا اور ستارے ٹوٹ پھوٹ کر گرنے لگیں گے اور جب پہاڑ جل پڑیں گے اور دس ماہ کی حاملہ اونٹنیاں بے کار پھریں گی اور جنگلی جانور جمع کئے جائیں گے اور جب دریا بھڑکائے جائیں گے اور جب نفوس جوڑ دیے جائیں گے۔ دوسری جگہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں: اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ وَاَلْقَتْ مَافِيْهَا وَتَخَلَّتْ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ جب آسمان پھٹ جائیگا اور اس نے اپنے رب کی سن لیا اور وہ اسی کے لائق ہے اور جب زمیں پھیلا دی جائیگی اور نکال دے گی جو کچھ اس میں اور خالی ہو جائیگی اور اس نے اپنے رب کی سن لی اور وہ اسی کے لائق ہے، بہر حال قیامت کی ہولنا کی بڑی عظیم شئی ہے۔ قیامت اسی وقت قائم ہوگی۔ جب زمین پر صرف کفار ہی رہ جائیں اور جانوروں کی طرح خواہش نفس کو پوار کریں گے اور طرح طرح کی برائیاں انکے اندر ہوں گی۔ اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ آمین! وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

پڑوسی کی ضروریات کا خیال لازم ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَاعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا وَّبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَالْجَارِذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِیْلِ وَمَامَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ. اِنَّ اللّٰہَ لَایُحِبُّ مَنْ کَانَ مُخْتَالاً فَخُوْرًا. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ۔

قابل صد احترام معلمات، بزرگ ماؤں اور پیاری بہنو! انسان اپنے والدین اور رشتے داروں کے علاوہ پڑوسیوں سے بھی واسطہ پڑتا ہے اور اسکی خوشگوار اور ناخوشگواری کا زندگی کے چین وسکون پر اور اخلاق کے بناؤ بگاڑ پر کافی اثر پڑتا ہے۔ اسلام نے اس کو بڑی اہمیت دی ہے اور پڑوسی کے حقوق بیان کر کے اس کی اہمیت کو مزید دوبالا کر دیا۔ حتی کہ مذہب کی بھی کوئی قید نہیں لگائی، اگر پڑوسی غیر مسلم ہے، تو اس کے بھی حقوق ہم پر عائد ہوتے ہیں۔

حدیث شریف میں پڑوسیوں کی تین قسمیں بیان کی گئی ہیں۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پڑوسی تین قسم کے ہوتے ہیں۔ایک وہ پڑوسی جس کا صرف ایک ہی حق ہوتا ہے،اور وہ حق کے لحاظ سے سب سے کم درجہ کا پڑوسی ہے۔دوسرا وہ پڑوسی جس کے دو حق ہیں۔تیسرا وہ جس کے تین حق ہوں۔ایک حق والا مشرک (غیر مسلم) پڑوسی ہے،جس سے کوئی رشتہ داری بھی نہ ہو۔اور دو حق والا پڑوسی وہ ہے،جو پڑوسی ہونے کے ساتھ مسلم بھی ہو۔اس کا ایک حق مسلمان ہونے کی وجہ سے ہوگا،اور دوسرا حق پڑوسی ہونیکی وجہ سے۔اور تین حق والا پڑوسی وہ ہے جو پڑوسی بھی ہو،مسلم بھی ہو،اور رشتہ دار بھی ہو،تو اس کا ایک حق مسلمان ہونیکا ہوگا۔دوسرا حق پڑوسی ہونیکا۔اور تیسرا حق رشتہ داری کا ہوگا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چار ارشاد

حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کے چار ارشاد عرض کرنا ہے: فرمایا۔اگر تمہارا پڑوسی تمہارے تنور میں روٹی پکانا چاہے،یا تمہارے پاس اپنا سامان ایک دن یا نصف دن کے لئے رکھنا چاہے تو فلا تمنعه،اسے منع نہ کرنا"۔

فرمایا: **لا یمنع جار جاره ان یعزن خشبته فی جداره**۔کوئی پڑوسی اپنے پڑوسی کو اپنی دیوار میں کھونٹی گاڑنے سے نہ روکے"۔(صحیح بخاری و مسلم برروایت حضرت ابی ہریرہؓ)

فرمایا: **لیس المومن الذی یشبع وجاره جائع الی جنبه** "مؤمن نہیں جو خود پیٹ بھر کر کھائے اور اس کے پہلو میں بسنے والا پڑوسی بھوکا ہو"۔

(شعب الایمان، بروایت حضرت عبداللہ بن عباسؓ)

فرمایا: **ما امن بی من بات شعبان وجاره جائع الی جنبه**
"جو شخص خود شکم سیر ہو کر سویا اور پہلو اس کا پڑوسی بھوکا رہا وہ مجھ پر ایمان

نہیں لایا‘‘۔ (طبرانی کبیر) اندازہ فرمایئے پڑوسیوں کے ہم پر کیا حقوق ہیں اوران کی ادائیگی ہم پر کس قدر لازم ہے؟

ہمسایہ کو کھانے کا تحفہ

بھوکے پڑوسی کو خوراک پہنچانے کی ذمہ داری کے متعلق تو آپ کو معلوم ہو گیا۔ حضرت ابی ذر غفاری رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ **اذا طبخت مرقة فاکثر ماها وتعاهد جیرانک** ۔ جب تم شوربہ پکاؤ تو اس میں بیشک پانی زیادہ ڈال لیا کرو مگر اپنے پڑوسی کی خبر گری ضرور کیا کرو۔ (صحیح بخاری)

اس کے ساتھ ہی ارشاد ہوا: **یانساء المسلمات لاتحقرن جارة الجارة ولو فرسق شاة.** اے مسلمان عورتو! کوئی پڑوسن اپنی ہمسائی کے تحفہ کو حقیر نہ سمجھے خواہ بکری کی کھری ہو۔

دوسری روایت میں ہے: **ولو بظلف لحرق** خواہ بکری کی جلی ہوئی کھری ہو۔ (بخاری و مسلم، بروایت حضرت ابی ہریرہؓ)

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس حکم کی تعمیل کیسے کی اس کی ایک مثال غور فرمایئے حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے لیے ایک بکری ذبح کی گئی۔ انہوں نے اپنے اہلِ خانہ سے دریافت کیا۔ تم نے اس کا گوشت ہمارے یہودی ہمسایہ کو بھیج دیا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کا گوشت یہودی پڑوسی کو بھیج دو۔ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔ **مازال جبرئیل** علیہ السلام **یوصینی بالجار حتی ظننت انه سیورثه.** جبرئیل امین علیہ السلام نے مجھے پڑوسی کے حقوق کے بارہ اس طرح مسلسل وصیت کی کہ میں نے گمان کیا وہ عنقریب پڑوسی کو وارثت میں حصہ دار

بنادیں گے۔ (صحیح بخاری ومسلم) حدیث میں آتا ہے کہ اگر تم کوئی پھل خرید کرلاؤ تو اس میں سے پڑوسی کے یہاں بھی ہدیہ بھیج دو اور اگر ایسا نہ کرسکو (اتنی وسعت نہ ہو) تو اس کو چھپا کے لاؤ تاکہ پڑوس والوں کو خبر نہ ہو اور اس کی بھی احتیاط کرو کہ تمہارا کوئی بچہ وہ پھل لے کر گھر سے باہر نہ نکلے کہ پڑوسی کے بچے کے دل میں اسے دیکھ کے جلن پیدا ہو۔ اللہ تعالیٰ اس امت کو توفیق دے کہ وہ اپنے رسول ﷺ کی ہدایتوں کی قدر و قیمت کو سمجھیں اور اپنی زندگی کا معمول بنا کر اس کی بیش بہا برکات کا دنیا ہی میں تجربہ کریں۔ اللہ ہم سب کو سنت نبوی ﷺ پر عمل کرنیکی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

مرنیوالے سے قبر میں سوال وجواب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

میری مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! ہم دنیا میں بھیجے گئے ہیں ایک وقت مقررہ کیلئے۔ان احل الله اذاجاء لا یؤخر. بے شک جب اللہ کا مقررہ وعدہ آجائیگا تو ٹل نہیں سکتا۔ کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَۃُ الْمَوْتِ ہر جاندار موت کا مزہ چکنے والا ہے جو بھی دنیا میں آیا اسکو یہاں سے جانا ہی پڑیگا۔ دنیا ہمیشہ رہنے کی جگہ نہیں ہے چند روزہ زندگی ہے اور جو کچھ یہاں کریں گے۔ مرنے کے بعد اسکا حساب دینا پڑیگا۔ اسلئے ہم جو کچھ کریں سوچ سمجھ کر کریں اور ہر وقت آخرت کی فکر کریں تا کہ مرنے کے بعد ہم کو راحت وسکون نصیب ہو۔ اور اللہ کی رضا وخوشنودی حاصل ہو۔

مومن بندہ قبر میں مطمئن ہوتا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ مردہ اپنی قبر میں پہنچ کر بے خوف اور با اطمینان بیٹھتا ہے۔ پھر اس سے سوال کیا جاتا ہے کہ (تو دنیا میں) کس دین میں تھا؟ وہ جواب دیتا ہے کہ میں اسلام میں تھا؟ پھر اس سے سوال ہوتا ہے کہ (تیرے عقیدے میں) یہ کون ہیں؟ (جو تمہاری طرف بھیجے گئے) وہ جواب دیتا ہے کہ وہ محمد رسول ﷺ ہیں جو ہمارے پاس اللہ کے پاس سے کھلے کھلے معجزے لے کر آئے۔ سو ہم نے ان کی تصدیق کی، پھر اس سے پوچھا جاتا ہے کہ کیا تو نے اللہ کو دیکھا ہے؟ وہ جواب دیتا ہے۔ دنیا میں کوئی آدمی اللہ کو نہیں دیکھ سکتا۔ (پھر میں کیسے دیکھ لیتا؟)۔

پھر اس کے سامنے دوزخ کی طرف ایک روشندان کھولا جاتا ہے (جس کے ذریعہ) وہ دوزخ کو دیکھتا ہے کہ آگ کے انگارے آپس میں ایک دوسرے کو کھائے جاتے ہیں (جب وہ دوزخ کا منظر دیکھ لیتا ہے) تو اس سے کہتے ہیں کہ دیکھ اللہ تعالیٰ نے تجھے کس مصیبت سے بچایا، پھر اس کے سامنے جنت کی طرف ایک روشندان کھولا جاتا ہے (جس کے ذریعے) وہ جنت کی رونق اور جنت کی دوسری چیزیں دیکھ لیتا ہے۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ (جنت) تیرا ٹھکانا ہے تو یقین ہی پر زندہ رہا اور یقین ہی پر تجھے موت آئی اور یقین ہی پر تو قیامت کے روز (قبر سے) اٹھے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔

پھر فرمایا کہ نافرمان آدمی خوف زدہ اور گھبرایا ہوا اپنی قبر میں بیٹھتا ہے، اس سے سوال ہوتا ہے کہ تو دنیا میں کسی دین میں تھا؟ وہ جواب دیتا ہے کہ مجھے پتہ نہیں۔ پھر اس سے (حضور نبی کریم ﷺ کے متعلق) سوال ہوتا ہے کہ (تیرے عقیدہ میں)

یہ کون ہیں وہ کہتا ہے کہ اس بارے میں میں نے وہی کہا جو اور لوگوں نے کہا پھر اس کے سامنے جنت کی طرف ایک روشن دان کھولا جاتا ہے جس کے ذریعے وہ اس کی رونق اور اس کے اندر دوسری چیزیں دیکھ لیتا ہے پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ دیکھ (تو نے خدا کی نافرمانی کی) خدا نے تجھے کس نعمت سے محروم کیا۔ پھر اس کے سامنے دوزخ کی طرف ایک روشندان کھولا جاتا ہے جس کے ذریعے وہ دوزخ کو دیکھ لیتا ہے کہ آگ کے انگارے ایک دوسرے کو کھائے جاتے ہیں، پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا ٹھکانہ ہے تو شک ہی پر زندہ رہا اور شک ہی پر تجھے موت آئی اور انشاء اللہ قیامت کو بھی تو اسی شک پر اٹھے گا۔ (مشکوۃ)

فرشتے کہیں گے تو دلہن کی طرح سو جا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب میت کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں جن کا رنگ سیاہ اور آنکھیں نیلی ہوتی ہیں۔ جن میں سے ایک کو منکر دوسرے کو نکیر کہا جاتا ہے۔ وہ دونوں اس سے پوچھتے ہیں کہ تو کیا کہتا ہے ان صاحب کے بارے میں (جو تمہاری طرف بھیجے گئے) وہ اگر مومن ہے تو جواب دیتا ہے کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بلاشبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، یہ سن کر وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہم تو جانتے تھے کہ تو ایسا ہی جواب دے گا، پھر اس کی قبر ستر ہاتھ مربع کشادہ کر دی جاتی ہے، پھر منور کر دی جاتی ہے پھر اس سے کہہ دیا جاتا ہے کہ (اب تو) سو جا، وہ کہتا ہے کہ میں تو اپنے گھر والوں کو (اپنا حال) بتانے کے لیے جاتا ہوں، وہ کہتے ہیں کہ (یہاں آکر جانے کا قانون نہیں ہے!) تو سو جا جیسا کہ دلہن سوتی ہے جسے اسکے

شوہر کے سوا کوئی نہیں اٹھا سکتا (لہٰذا وہ آرام سے قبر میں رہتا ہے) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے روز اس جگہ سے اٹھائے گا۔ اور اگر مرنیوالا منافق (یا کافر) ہوتا ہے تو وہ منکر نکیر کو جواب دیتا ہے کہ میں نے لوگوں کو جو کہتے سنا وہی کیا اس سے زیادہ میں نہیں جانتا، وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہم تو خوب جانتے تھے کہ تو ایسا ہی جواب دیگا پھر زمین سے کہا جاتا ہے کہ اس کو بھینچ دے، چنانچہ زمین اس کو بھینچ دیتی ہے جسکی وجہ سے اس کی پسلیاں ادھر کی ادھر چلی جاتی ہیں پھر وہ قبر کے اندر عذاب ہی میں رہتا ہے یہاں تک کہ (قیامت کو) خدا اسے وہاں سے اٹھائے گا۔ (ترمذی)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ ایمان والے عالم برزخ میں مطمئن ہونگے اور ان کے ہوش وحواس سالم رہیں گے حتی کہ انکو نماز کا دھیان ہوگا اور فرشتوں کے سوال کا جواب دینے میں بے خوف ہونگے اور جب اپنا اچھا حال دیکھ لیں گے تو گھر والوں کو خوشخبری دینے کیلئے فرشتوں سے کہیں گے کہ میں ابھی نہیں سوتا، گھر والوں کو خبر کرنے جاتا ہوں، اور انتہائی خوشی میں اپنا انجام بخیر دیکھ کر فوراً ہی قیامت قائم ہونیکا سوال کریں گے تاکہ جلد سے جلد جنت میں پہنچیں جس پر خداوند عالم کا کرم ہو اس کے ہوش وحواس باقی رہتے ہیں اور اس سے اللہ جل شانہ، صحیح جواب دلاتے ہیں جیسا کہ سورۂ ابراہیم میں فرمایا **يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ** ایمان والوں کو اللہ اس پکی بات (یعنی کلمہ طیبہ) سے دنیا و آخرت میں مضبوط رکھتا ہے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمر رضی اللہ عنہ اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب کہ لوگ تم کو قبر میں رکھ کر اور مٹی ڈال کر چلے آئیں گے پھر تمہارے پاس قبر کے ممتحن (امتحان لینے والے) آئیں گے جنکی آواز سخت گرج کی طرح ہوگی اور جن کی آنکھیں نظر اچک لینے والی بجلی کی طرح ہونگی سو وہ تم کو ہلا

ڈالیں گے اور تم سے حاکمانہ گفتگو کریں گے بتاؤ اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا اس وقت ہماری عقل ہمارے ساتھ ہوگی؟ آپنے ارشاد فرمایا ہاں اسی طرح عقلیں تمہارے ساتھ ہوں گی جیسی آج ہیں! یہ سنکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ بس تو میں نبٹ لوں گا۔

جو قبر میں کامیاب ہوگیا وہ بعد میں بھی کامیاب ہوگا

قبر کا منظر بڑا ہی وحشتناک ہوگا جو مرنے کے بعد پیش آنے والے امتحان میں کامیاب ہوگیا تو بعد میں بھی کامیابی اس کا قدم چومے گی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب قبر کے پاس سے گذرتے تو اس قدر روتے کہ ریش مبارک تر ہوجاتی کسی نے پوچھا کہ جب جنت ودوزخ کا تذکرہ سنتے ہیں تو اس قدر نہیں روتے جتنا کہ قبر کو دیکھ کر تو عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قبر آخرت کی منزلوں میں سے سب سے پہلی منزل ہے جو یہاں کامیاب ہوگیا وہ بعد کی مزلوں میں بھی کامیاب رہیگا دنیا میں جس طرح زندگی گذاریگا آخرت میں ویسا ہی بدلہ ملے گا اگر کوئی یہ چاہے کہ کفر وشرک میں مبتلا رہے اور منکر نکیر کے سوالوں کے جوابات اچھی طرح یاد کرلے تو آخرت میں کامیاب ہو جائیگا ایسا ہرگز نہیں بلکہ شریعت مطہرہ کے قوانین کے مطابق زندگی گذارنی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلامی احکامات پر عمل کرنیکی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

علماء کرام کی صحبت اور فضیلت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

صدر جلسہ قابل صد احترام معلمات عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو! اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ رہو، ایک اور موقع پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: اِنَّمَا یَخْشَ اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓءُ اللہ سے اسکے بندوں میں سے علماء ہی ڈرتے ہیں، اہل علم ہی اللہ سبحانہ کی معرفت رکھتے ہیں اسی لئے وہ اللہ سے زیادہ ڈرتے ہیں اور علمائے وصلحاء کی صحبت اختیار کرنی چاہیے احادیث میں اس کی بڑی فضیلتیں وارد ہوئی ہیں آدمی جیسے لوگوں کی صحبت اختیار کریگا ویسے ہی بنے گا نیکوں کی صحبت سے نیک ہوگا اور بروں کی صحبت سے برا ہوگا۔

علماء کی صحبت کے سات فوائد

فقیہ ابو اللیث سمرقندی فرماتے ہیں: کہ جو شخص علماء کرام کے ساتھ نشست وبرخواست رکھے مگر ضعف حافظہ کی وجہ سے کوئی چیز یاد نہ کرسکے، تب بھی علماء کرام کے پاس اٹھنے بیٹھنے کی برکت سے اس کو سات طرح کی فضیلت حاصل ہوگی۔

(۱) طلبہ اور متعلمین کا درجہ حاصل ہوگا (۲) جب تک عالم کی خدمت میں بیٹھا ہے، جب تک حاضر ہے اسوقت تک گناہ سے معمون ومحفوظ ہے (۳) جب اپنے گھر سے حاضری کے ارادہ سے چلا اسی وقت سے منجانب اللہ اس پر رحمت کا نزول شروع ہوجاتا ہے (۴) جب علمی حلقہ میں پہنچ جاتا ہے تو طلبہ پر نازل ہونے والی رحمت کے حصہ سے یہ بھی بہرہ ور ہوتا ہے (۵) جب تک عالم کی بات سنتا رہے گا طاعت وعبادت کا ثواب لکھا جاتا رہے گا (۶) جب کوئی ایسی بات سنے گا جو اس کے فہم سے بالاتر ہے اور اس وجہ سے وہ بات اس کی سمجھ میں نہیں آئی جس سے اس کو رنج وغم ہوگا تو یہ اللہ سے لو لگانے کا ذریعہ بنے گا (۷) جب کھلی آنکھوں اس کو یہ نظر آئے گا کہ مسلمان علماء، صلحاء کی عزت وتوقیر کرتے ہیں اور فاسق وگنہ گاروں کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتے تو اس کا دل گناہ سے متنفر اور نیکی، علم وطاعت کی طرف متوجہ ہوگا۔ اسی لیے علمائے کرام کی صحبت میں رہنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

چنانچہ بزرگان دین فرماتے ہیں: کہ (۱) جو مالداروں کے ساتھ میل جول اور تعلقات رکھے گا تو ان کی وجہ سے اس کے دل میں مال کی محبت پیدا ہوگی، اور جو شخص فقراء غرباء کے ساتھ تعلقات رکھے گا تو اس کو شکر اور رضا بقضا کی دولت حاصل ہوئی، اور جو بادشاہ ووزراء، حاکم اور سرداروں کیساتھ نشست و برخواست رکھے گا تو اسکے اندر کبر وبڑائی پیدا ہوگی، اور جو عورتوں کیساتھ زیادہ اختلاط رکھے گا تو

اس میں جہالت اور زیادہ شہوانیت پیدا ہوگی، اور جو بچوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا رکھے گا تو اسکے مزاج میں مذاق ومزاح ہنسی وتمسخر پیدا ہوگا۔ اور فاسقوں وبدکار لوگوں کا جو ہم نشین بنے گا تو توبہ سے غفلت اور گناہوں پر جرائت میں اضافہ ہوگا، اور صلحاء ونیک لوگوں کے پاس جس کی آمد ورفت رہے گی تو نیکیوں کی رغبت اس میں پیدا ہوگی، اور عالموں کیساتھ جس کا ربط وضبط ہوگا تو اسکے علم وتقویٰ میں اضافہ ہوگا۔

علماء کا مقام اور صحبت کا اثر

حضور نبی کریم ﷺ نے اس امت کے علماء کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا **علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل** میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں۔ یہ حدیث تو ضعیف ہے مگر فضائل میں ضعیف قابل تحمل ہے۔ نبی کریم ﷺ سے ایسے شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو دن بھر روزے رکھتا ہے اور رات بھر نوافل پڑھتا ہے اور ایک شخص فرائض پڑھ کر پڑھنے پڑھانے میں مشغول ہوجاتا ہے ان دونوں میں کون مرتبے میں بڑھا ہوا ہے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا عالم کی فضیلت عابد پر ایسے ہی ہے جیسے میری فضیلت تم میں سے کسی ادنی آدمی پر یہ ہے مقام ومرتبہ علماء کرام کا علماء وصلحاء کی فضیلت بہت بڑی چیز ہے مثل مشہور ہے خربوزہ خربوزہ کو دیکھ کر رنگ پکڑتا ہے اس لئے علمائے کرام کی صحبتوں میں رہنا دنیا وآخرت کی بھلائی کا ذریعہ اور سبب ہے جیسے عالم کی صحبت میں رہیں گے ویسے ہیں اثر ہمارے اندر آئیگا، علمائے کرام کا مرتبہ بہت بڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں **هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ** کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر، ہوسکتے ہیں یعنی یہ دونوں کبھی برابر نہیں ہوسکتے نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہین علماء انبیاء کے وارث ہیں اور انبیاء دراہیم ودنانیر یعنی

روپے پیسے اور جائداد کا وارث نہیں بناتے بلکہ وہ تو صرف علم کا وارث بناتے ہیں علماء کرام کتاب اللہ اور احادیث نبوی کے حامل ہوتے ہیں اور قوم کو اسی کتاب وسنت کی دعوت دیتے ہیں اب انبیاء کرام علیہم السلام کی آمد کا سلسلہ ہمیشہ کیلئے منقطع ہوگیا اسلئے علماء ہی کی ذمہ داریاں ہیں کہ دین کو صحیح شکل وصورت میں امت کو پہونچائیں اور بدعات وخرافات جو کچھ درآئے اس کو پاک وصاف کر کے لوگوں کے سامنے پیش کریں۔ الحمد للہ ایسے علماء ہر دور میں موجود تھے اور آئندہ بھی ایسے بہت سے علماء کرام آتے رہیں گے جو دین کو صحیح شکل میں پیش کریں گے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

حجاب عورت کی ترقی میں کبھی رکاوٹ نہیں......!

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلاَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلاَ تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاھِلِیَّۃِ الْاُوْلٰی صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

محترمہ صدر معلّمہ اور اس جامعہ کی مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! حجاب عورت کی ترقی میں کبھی رکاوٹ نہیں بنا، اس تعلق سے چند باتیں آپ کے گوش گذار کرنی ہے۔ سب سے پہلے ہم کو یہ بات جان لینی چاہیے کہ اللہ کے فرمودات اور نبی کریم ﷺ کے ارشادات پر عمل کرنے سے کبھی بھی ترقی کی راہ میں رکاوٹ پیدا نہیں ہوسکتی ہے اور پردہ اسلام میں بڑی اہمیت کا حامل ہے شریعت

مطہرہ نے عورتوں کیلئے پڑدے اور حجاب کو لازم اور ضروری قرار دیا جب لڑکی سن بلوغ کو پہنچ جائے تو اب اس کیلئے غیر محرموں سے پردہ کرنا بہت ضروری ہے حتی کہ شادی سے پہلے جوان لڑکیوں کیلئے خوشبو لگانا اور بناؤ سنگار کرنا بھی پسندیدہ عمل نہیں قرار دیا گیا عورت کیلئے زیب وزینت اور بناؤ سنگار کی اجازت صرف شوہر کو خوش کر نے کیلئے ہے حتی کہ عورت کیلئے بلاضرورت باہر نکلنے کو بھی مستحسن نہیں قرار دیا جاتا اور اگر بدرجہ مجبوری نکلنا ہی پڑے تو زیب وزینت کے بغیر معمولی کپڑوں میں نکلے۔

۱۸۸٦ء سے ۱۹۱۸ء کے درمیان مصر کی معروف اسکالر اور شاعرہ محترمہ باحثہ بادیہ نے ایک پاکیزہ معاشرہ کو وجود میں لانے کے لیے لڑکیوں کی تعلیم کے ساتھ ساتھ دیگر معاشرتی مسائل کو بھی اپنا موضوع بحث بنایا۔ مثلاً نکاح، تعدد ازدواج، پردہ اور بے پردگی و آزادانہ اختلاط پر کھل کر بحث کی۔ انہوں نے لڑکیوں کو معاشرہ کا ایک اہم حصہ بتایا اور ان کی صحیح اسلامی تربیت پر لوگوں کو ابھارا۔ انہوں نے عورت کیلئے پردہ کو ضروری قرار دیا اور بے پردگی کو موجب فساد بتایا۔ مرد وزن کے آزادنہ اختلاط کی سخت مذمت کی اور عورت کا بن سنور کر اور زیب وزینت سے آراستہ ہو کر گھر سے نکلنا معیوب بتایا۔ انہوں نے عورتوں کے حقوق کی پرزور حمایت کی۔ ۱۹۱۱ء میں باحثہ بادیہ نے پہلی مصری کانفرنس میں ایک تقریر کی جس میں انہوں نے عورتوں کے حقوق سے متعلق دس نکات رکھے۔

۱۔ لڑکیوں کو دینی تعلیم یعنی قرآن وسنت کی تعلیم سے آراستہ کیا جائے۔

۲۔ لڑکیوں کے لیے ابتدائی اور ثانوی تعلیم کے مواقع فراہم کیے جائیں اور ابتدائی تعلیم کو ملک کے تمام طبقوں کے لیے لازمی قرار دیا جائے۔

۳۔ علم امور خانہ داری کی نظری وعملی تعلیم نیز قوانین حفظان صحت، تربیت اطفال وغیرہ کی تعلیم دی جائے۔

۴۔ لڑکیوں کی ایک خاص تعداد کو جو مصری عورتوں کی ضرورت کے لیے کافی ہو علم طب اور فنِ تعلیم حاصل کرنے میں لگایا جایے۔

۵۔ عورتوں کو اعلیٰ تعلیم کے مواقع حاصل ہوں اور وہ اس سلسلہ میں مکمل آزادی سے بہرہ ور ہوں۔

۶۔ لڑکیوں کو بچپن ہی سے راست گوئی، محنت، صبر واستقلال اور دیگر اچھی باتوں کی تربیت دی جائے۔

۷۔ پیغام نکاح کے سلسلے میں شرعی طریقہ کی پابندی کی جائے اور کسی مرد اور عورت کے درمیان اس وقت تک نکاح نہ ہو جب تک وہ کسی محرم کی موجودگی میں ایک دوسرے کو نہ دیکھ لیں۔

۸۔ حجاب اختیار کرنے اور گھر سے باہر نکلنے میں آستانہ کی ترکی عورتوں کا طریقہ اختیار کیا جائے۔

۹۔ ملکی فلاح وبہبود کو مدنظر رکھا جائے اور حتی الامکان اشیاء واشخاص کے معاملہ میں غیر ملکی کو ترجیح نہ دی جائے۔

۱۰۔ مرد اس بات کا اہتمام کریں کہ اصول مذکورہ بالا پر عمل کیا جاسکے"۔

(بحوالہ باحثۃ البادیہ، النسائیات جلد اول مطبع الجریدۃ مصری ۱۱۷۔۱۱۸)

عبدالقادر مغربی عورت کی تعلیم کے حامی اور شرعی حجاب کے قائل تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ شرعی حجاب نہ تو یہ ہے کہ عورت ہمیشہ کے لیے گھر میں قید کردی جائے اور باہر کی دنیا سے اس کا ربط بالکل منقطع کردیا جائے۔ اور نہ وہ ہے جس کی دعوت پردہ کے مخالفین نے دی ہے۔ کیوں کہ انہوں نے شرعی حجاب سے مراد وہ طرز معاشرت لی ہے جو یورپ اور امریکہ کی عورتیں اختیار کیے ہوئے ہیں۔ بلکہ حجاب شرعی ان دونوں

کے درمیان کی راہ ہے۔ انہوں نے یہ بات زور دے کر کہی کہ حجاب کبھی عورت کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنتا۔

عورتوں کو چاہیے کہ حجاب پر زور دیں اور بلا حجاب ہرگز نہ نکلیں اگر ہم سختی سے اس پر عمل کریں گی تو اس کی مخالفت کرنیوالے خود بخود خاموش ہو جائیں گے اور جب سستی کریں گے تو لوگوں کو مخالفت کرنے کا موقع ملے گا۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

علم دین سے فہم وبصیرت حاصل ہوتی ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ھَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَایَعْلَمُوْنَ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

میری مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات، بزرگ ماؤں اور پیاری بہنو! قرآن وحدیث میں علم دین کی اہمیت اور فضائل اور اسکا حاصل کرنا کئی ایک مقامات پر ذکر کیا گیا ہے۔ علم دین میں درک اور مہارت پیدا کرنا فرض کفایہ ہے یعنی کم از کم چند لوگوں کیلئے علم دین میں کماحقہ مہارت حاصل ضروری ہے سورہ توبہ کے اخیر میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ وَمَا کَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِیَنْفِرُوْا کَآفَّۃً فَلَوْ

لَانَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْآ اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ (سورۃ التوبۃ/۱۲۲)

''اور مسلمانوں کو ایسا نہ کرنا چاہیے کہ سب کے سب نکل کر کھڑے ہوں مگر ایسا کیوں نہ ہو کہ ان کی ہر بڑی جماعت میں سے ایک چھوٹی جماعت نکل کر آئے تا کہ وہ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کریں اور (پھر) واپس جا کر اپنی قوم کو خبر دار کریں شاید (ان کے سمجھانے سے) ان کی قوم (برائیوں سے) بچ جائے۔''

حضرت مولانا خالد فیصل ندوی لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی نے انسانوں کو پیدا فرمایا ہے سماعت وبصارت کی قوت دی ہے، زبان وبیان کی صلاحیت بخشی ہے، قلب ودماغ کی نعمت عطا کی ہے، فہم وبصیرت کی طاقت دی ہے اور قلم وقرطاس کی دولت بھی دی ہے، الغرض اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو علم ومعرفت کے سارے وسائل وذرائع مہیا فرمائے ہیں اور اسی بناء پر تمام مخلوقات پر ان کو فضیلت وفوقیت عطا کی ہے اور سب سے زیادہ مکرم وممتاز بنایا ہے اور دنیا کی تمام چیزوں کو اس کے تابع وماتحت کر دیا ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی متعدد سورتوں (بقرہ/۳۱، اسراء/۷۰، دہر/۲، رحمان/۴، جاثیہ/۱۲، ۱۳ اور علق/۴، ۵) میں اس حقیقت کو بڑی وضاحت کیساتھ بیان فرمایا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ یقیناً ہم نے بنی آدم کو بڑی عزت دی اور انہیں خشکی اور تری کی سواریاں دیں اور انہیں پاکیزہ چیزوں کی روزی دی اور اپنی بہت سے مخلوق پر انہیں فضیلت بخشی۔ (سورہ اسراء/۷۰)۔

علم کی حقیقت

دنیا اور دنیا کی ساری چیزیں انسانوں کے ماتحت ہیں اور دنیا میں موجود سارے علوم وفنون (فلسفہ ومنطق، سائنس وجغرافیہ، طب وحکمت، معاشیات

واقتصادیات وغیرہ) انسانوں کی ضروریات کی تکمیل میں ممد ومعاون ہیں؛ لیکن دنیا وآخرت میں انسان کی حقیقی کامیابی وکامرانی کے لئے جو علم مطلب اور محمود ہے، اس کو قرآن کریم میں ایک جگہ ''علم من الکتاب'' (آسمانی کتاب کے علم) سے متعین کیا گیا ہے اور اس کی وضاحت سورہ توبہ کی آیت/۱۲۲ میں ''تفقہ فی الدین'' (دین کی سوجھ بوجھ) سے کی گئی ہے اور تفقہ کا مطلب یہ ہے کہ دین کے معنی ومفہوم کو سمجھا جائے، اس کے اوامر ونواہی کو جانا جائے، دین میں فہم وبصیرت حاصل کی جائے۔ چنانچہ امام اعظم حضرت ابوحنیفہؒ نے تفقہ کی تعریف یہ کی ہے کہ: ''انسان ان تمام کاموں کو سمجھ لے جن کا کرنا اس کے لئے ضروری ہے اور ان تمام کاموں کو بھی سمجھ لے جن سے بچنا اس کے لئے ضروری ہے۔

علم ومعرفت اللہ تعالیٰ کی بیش بہا دولت ہے، دنیا میں خیر کثیر کا موجب ہے، قدر ومنزلت کا باعث ہے اور آخرت میں نجات وسعادت کا سبب ہے؛ لیکن علم ومعرفت کا یہ گنجہائے گراں مایہ ان ہی خوش نصیب انسانوں کو ملتا ہے جن کا دل ایمان کامل سے منور ہو، جن کے قلب ودماغ میں قرآن وحدیث کی بات جاگزیں ہو اور قرآن وحدیث جن کے غور وفکر کا محور ہو اور ان خوش نصیبوں کا مرتبہ ومقام ان کے ایمان وعلم کے بقدر ہی بلند وبالا ہوگا، اللہ تعالیٰ نے بالکل بجا فرمایا ہے کہ: اللہ تعالیٰ تم میں سے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور جو علم دئے گئے ہیں، کے درجے بلند کریں گے''۔ (مجادلہ/۱۱) یقیناً طالبان علوم نبوت کی عزت وعظمت اور قدر ومنزلت قرآن وحدیث میں تسلیم شدہ ہے علم ومعرفت کے سب سے بڑے علمبردار دین اسلام نے نہایت ہی بلیغ انداز میں اعلان عام کیا ہے کہ: ''کیا صاحب علم اور بے علم برابر ہوسکتے ہیں (زمر/۹) اور دوسری جگہ صاحب علم یک فضیلت وبرتری یوں ظاہر کی گئی ہے کہ جس کے پاس کتاب کا علم تھا وہ بول پڑا کہ آپ پلک جھپکائیں اس

سے بھی پہلے میں اسے (عرض ملکۂ سبا) آپ کے پاس پہنچا سکتا ہوں (نمل /۴۰) اسی طرح سے علم کی عظمت وافادیت اور صاحب علم کی تعریف وتحسین قرآن کریم کی بہت سی سورتوں (بقرہ/۲۴۷، عمران/۷و۱۸، انعام/۸۰، اعراف/۸۹، توبہ/۱۲۲، طہ/۲۸، غافر/۷، قصص/۸۰، روم/۵۶، سبا/۶، یوسف/۶۷، نحل/۲۷، اور اسراء/۱۰۷) میں مختلف اسلوب وانداز میں بہت زیادہ اہتمام کے ساتھ موجود ہے، ان آیات میں علم ومعرفت کی اہمیت وافادیت، اس کے حاصل کرنے کی ترغیب وتشویق اور اسکے سیکھنے کے طریقے کی وضاحت وتعیین موجود ہے، اسی طرح احادیث مبارکہ میں علم اور صاحب علم کی بڑی عظمت وفضیلت وارد ہوئی ہے، ایک حدیث میں ہے کہ تم میں سب سے بہتر شخص وہ ہے جو قرآن مجید سیکھے اور سکھائے۔ (ترمذی)

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ایک آیت کا سیکھنا سو رکعت نفل پڑھنے سے افضل ہے اور ایک پورے سبق کا علم حاصل کرنا ہزار رکعت نفل پڑھنے سے بہتر ہے، حدیث شریف کے مبارک الفاظ یہ ہیں کہ: ''اگر تم صبح جا کر قرآن کریم کی ایک آیت سیکھ لو تو نوافل کی سو رکعت سے افضل ہے اور اگر علم کا ایک باب (مثلاً نماز یا روزہ کا سبق) سیکھ لو خواہ اس وقت کا عمل ہو یا نہ ہو تو ہزار رکعات نوافل پڑھنے سے بہتر ہے''۔ (ابن ماجہ) ایک حدیث میں ہے کہ کتاب وسنت کا علم حاصل کرنا بہت ہی فضیلت والا عمل ہے، بلکہ دنیا کے مال ومتاع سے کہیں زیادہ بالا وبرتر ہے، آپ ﷺ نے بہت ہی مؤثر وبلیغ انداز میں ارشاد فرمایا کہ: ''تمہارا صبح کے وقت مسجد جا کر قرآن کی دو آیتوں کا سیکھنا یا پڑھنا دو اونٹنیوں سے، تین آیتوں کا تین اونٹنیوں سے اور چار آیتوں کا چار اونٹنیوں سے افضل ہے اور ان کے برابر انٹوں سے بہتر ہے۔ (مسلم)

نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَہٗ تم میں سب سے بہتر شخص وہ ہے جو قرآن کو سیکھے اور سکھائے ایک اور حدیث میں آتا

ہے فَقِیۡهٌ وَاحِدٌ اَشَدُّ عَلَی الشَّیۡطَانِ مِنۡ اَلۡفِ عَابِدٍ'' ایک فقیہ یعنی دین کی صحیح سمجھ رکھنے والا شیطان پر ایک ہزار عابدوں کے مقابلے میں بھاری ہے چونکہ شیطان کی جالوں سے واقف ہوتا ہے اس لئے شیطان عالم دین اور فقیہ کو باسانی بہکا نہیں سکتا اس لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے بچوں کو علم دین سکھائیں تاکہ وہ صحیح طور پر دین کی خدمت کرسکیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو علم دین کیلئے قبول فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعۡوَانَا اَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ

☆☆☆

غیر مسلموں کے ساتھ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن سلوک

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَلَوْشَآءَ رَبُّکَ لَاٰمَنَ مَنْ فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

صدر جلسہ، مشفق و مہربان معلمات، عزیزہ طالبات! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں اَلْخَلْقُ عِیَالُ اللّٰہِ ساری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے خواہ مسلم ہوں یا غیر مسلم سب انسان ہیں اس لئے ہر ایک کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا چاہیے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غیروں کیساتھ بھی حسن سلوک کی تعلیم فرمائی ہے کسی شاعر نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کتنا اچھا شعر کہا ہے ؎

ظالم سے لیا ظلم کا بدلہ نہ کبھی بھی
مارا بھی تو اخلاق کی تلوار سے مارا

نبی کریم ﷺ نے سخت تکالیف برداشت کیں لیکن پھر بھی بددعا نہیں کی بلکہ ہمیشہ ہدایت کی دعائیں کرتے رہے۔ اسلام نے انسان کی عزت وتکریم کا پورا پاس ولحاظ رکھا ہے اور اس کا مقام ومرتبہ بلند کیا ہے چنانچہ آدمؑ کی اولاد، مسلمان وغیر مسلم سب لوگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کی تکریم کی ہے۔ چنانچہ فرمایا: وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا (بنی اسرائیل:۷۰) ''اور ہم نے انسان کی عزت کی اور اسے خشکی وتری میں سوار کرادیا۔ اس کو پاکیزہ رزق عطا کیا اور بہت ساری مخلوقات پر فضیلت بخشی''۔ اپنے رب کے پاس بشر یعنی انسان ہونے کی حیثیت سے سبھی لوگوں کیلئے انسانی حقوق ہیں البتہ اپنے تقویٰ وایمان اور حسن اخلاق کے ساتھ آپ ﷺ کے تعامل وبرتاؤ میں، اس انسانی قدروے کے اظہار وبیان کے لیے آپ کا حددرجہ ذوق وشوق واضح ہے، چنانچہ صحیح حدیث میں آپ کا فرمان ہے کہ اِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُوْمُوْا حَتّٰى تَخَلَّفَكُمْ جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہوجاؤ، یہاں تک کہ وہ تمہارے آگے ہوجائے، ایک دن کوئی جنازہ آپ کے پاس سے گذرا تو آپ کھڑے ہوگئے، آپ سے عرض کیا گیا کہ یہ یہودی کا جنازہ ہے تو آپ نے فرمایا کہ ''جان نہیں ہے کیا؟ (متفق علیہ)

غیر مسلم کی عیادت

حضرت محمد ﷺ اکثر وبیشتر اوقات غیر مسلم مریضوں کی عیادت کرتے تھے۔ آپ نے اپنے چچا ابوطالب اور خادم یہودی لڑکے کی حالت مرض میں جا کر

عیادت کی تھی۔ (بخاری) آپ نے پڑوسیوں کے حقوق کا خیال رکھنے کی ترغیب دی ہے اور فرمایا ہے کہ ''خَيْرُ الْاَصْحَابِ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرُهُمْ لِاَصْحٰبِهٖ وَخَيْرُ الْجِيْرَانِ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرُهُمْ لِجَارِهٖ'' (ترمذی مع تصحیح الالبانی) خواہ غیر مسلم ہی کیوں نہ ہو، ہر ایک پڑوسی کو یہ حدیث شامل و محیط ہے۔

آپ کی بعثت اس کے لیے نہیں ہوئی تھی کہ آپ اپنے مخالفین کی آزادی سلب کرلیں بلکہ آپ نے نادر عجوبہ قسم کا عفو ودرگذر کا معاملہ پیش کیا، غیروں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے بنیادی اصول تعامل میں سے تھا کہ لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ (دین میں زبردستی نہیں)

تبلیغ اسلام طاقت کے زوروں پر نہیں

حضرت محمد ﷺ اور آپ کے اصحاب کو یہ یقین وعقیدہ تھا کہ اتباع اسلام میں ہی حق مضمر ہے اور وہی پہلے کے تمام رسولوں کی رسالت کا اتمام ہے، پھر بھی کسی کے ساتھ اسلام میں داخل کرنے کے لیے زبردستی کی مطلق کوشش نہیں کی، اس معنی ومفہوم کو قرآن نے واضح طور پر اس طرح بیان کیا ہے کہ ''لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ'' (البقرہ:۲۵۶) دین میں زبردستی نہیں، ہدایت، ضلالت وگمراہی کے مقابلے واضح ہے۔ چنانچہ اسلام میں داخل کرنے کے لیے کسی کو زبردستی کرنے کا حق نہیں ہے، یہاں تک کہ زبردستی اپنے بچوں کا خیر خواہ باپ ہی کیوں نہ ہو اور اپنے حق میں باپ کی شفقت ومحبت کا یقین رکھنے والا بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔ حتی کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی اس دین اسلام میں زبردست داخل کرنے سے خود کو دور رکھا۔ اللہ عزوجل نے فرمایا: وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا، اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ'' (یونس:۹۸-۹۹) اگر آپ کا

رب چاہے تو سبھی لوگ ایمان لے آئیں لوگ جب تک مومن نہیں ہو جائیں اس کے لیے کیا آپ ان کو مجبور کریں گے؟ غیر مسلموں کو اپنے دین پر باقی رہنے کے سلسلے میں اسلام نے ان کو صرف آزادی ہی نہیں دی ہے، بلکہ اپنے شعائر کو اپنائے رکھنا بھی مباح قرار دیا اور ان کی عبادت گاہوں کی پوری حفاظت کی ہے۔ اسی طرح اسلام نے شادی بیاہ اور طلاق وغیرہ جیسے امور میں اپنے خاص طریقوں پر غیر مسلموں کو معاشرتی زندگی گذارنے کی اجازت دی ہے۔

نبی رحمت

حضور نبی کریم ﷺ دین حق کی تبلیغ واشاعت کیلئے طائف تشریف لے جاتے ہیں اہل طائف آپ ﷺ کو تکلیفیں پہونچاتے ہیں پتھروں سے مارتے ہیں گالیاں دیتے ہیں جب وہاں سے واپس آنے لگتے ہیں تو پہاڑوں کا فرشتہ حاضر ہوتا ہے اور عرض کرتا ہے کہ اگر آپ اجازت مرحمت فرمائیں تو اہل طائف کو پہاڑوں کے بیچ پیس کر رکھدوں مگر قربان جایئے رحمۃ للعلمین کی شان رحمت پر فرمایا میں رحمۃ للعلمین بنا کر بھیجا گیا ہوں اگر یہ لوگ ایمان نہیں لا رہے ہیں تو ان کی نسلیں ایمان لائیں گی اس سے بھی بڑھکر فتح مکہ کے موقع پر دنیا نے آپ ﷺ کی شان رحمت کو دیکھا جبکہ اسلام کو بیچ دین سے اکھاڑ پھینکنے والے دشمنان اسلام کو یہ کہہ کر معاف کر دیا لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ اِذْهَبُوْا فَاَنْتُمُ الطُّلَقَآءَ آج تم پر کوئی الزام نہیں جاؤ تم سب آزاد ہو۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

اہل جنت کا سب سے پہلا کھانا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ .

قابل صد احترام معلمات صدر جلسہ مشفق ومہربان معلمات ماؤں اور بہنو! اللہ تعالیٰ نے مومنین کیلئے جنت میں بے شمار نعمتیں تیار کر رکھی ہیں مختلف نوع کے پھل فروٹ اور قسمہا قسم کے لذیذ کھانے اور آرام و آسائش کی ایسی ایسی چیزیں ملیں گی جن کا کسی انسان نے وہم وگمان بھی نہیں گیا ہوگا۔

نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں مَالَا رَأَتْ عَيْنٌ وَلَا سَمِعَتْ اُذُنٌ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ ایسی اشیاء جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل پر اس کا خیال ہی گذرا، ایسی بیش بہا نعمتیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے تیار کر رکھی ہیں اور ایک دو دن کی نعمت نہ ہوگی بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ہوگی جو کبھی ختم نہیں ہوگی۔

زمین کی روٹی

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن زمین ایک روٹی بنجائے گی جس کو جبار (قہار) اپنے دست قدرت میں لے کر الٹے پلٹے گا جیسے تم میں سے کوئی شخص سفر میں روٹی کو الٹتا پلٹتا ہے الٹ پلٹ کر مستوی بنا کر اللہ تعالیٰ زمین کو اہل جنت کی اولین مہمانی قرار دیگا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہی تھا کہ ایک یہودی آپہنچا اور کہنے لگا اے ابوالقاسم خدا آپ پر برکت نازل فرمائے کیا آپ کو بتاؤں کہ قیامت کے دن اہلِ جنت کی پہلی مہمانی کس چیز سے ہوگی؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں بتا دے اس نے اسی طرح بیان کیا جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ زمین کی ایک روٹی بن جائیگی (جسے اہلِ جنت سب سے پہلے ناشتہ کی جگہ کھائیں گے) راوی کہتے ہیں کہ اس یہودی کی بات سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف دیکھ کر اس طرح ہنسے کہ آپ کی آخری ڈاڑھیں ظاہر ہوگئیں (یہ ہنسنا اس خوشی میں تھا کہ اللہ تعالیٰ نے جو علوم انبیاء سابقین کو دیئے تھے مجھے بھی دیئے ہیں جن میں سے بعض چیزیں نقل در نقل ہوکر یہودیوں میں بھی مشہور و معروف ہیں) اس کے بعد اس یہودی نے کہا کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ (بھی) بتاؤں کہ اہلِ جنت کا سالن کیا ہوگا (جس سے اولین مہمانی کی وہ روٹی کھائیں گے جو زمین سے بنی ہوئی ہوگی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ بھی بتا دے اس یہودی نے کہا کہ بیل ہوگا اور مچھلی ہوگی جس کی کلیجی کے زائد حصے سے ستر ہزار افراد کھائیں گے۔ (بخاری و مسلم)

جنت میں کھانے پینے کے لئے بے انتہا نعمتیں ہوں گی جب جنت میں قیام ہو جائیگا تو برابر کھاتے پیتے رہیں گے مگر سب سے پہلے بطور ابتدائی مہمانی کے جو

ناشتہ پیش کیا جائیگا وہ زمین کی روٹی کا ہوگا اور اس ناشتہ کے کھلانے میں یہ مصلحت ہے کہ زمین میں طرح طرح کے مزے ودیعت رکھے ہیں جو مختلف علاقوں اور ملکوں میں پھلوں اور غلوں اور سبزیوں اور دیگر اشیاء میں پائے جاتے ہیں اور چونکہ کسی بھی شخص نے زمین سے پیدا ہونیوالی ہر نعمت نہیں کھائی ہے بلکہ کوئی اس پھل سے محروم ہے اور کسی کو بوہ پھل نصیب نہیں ہوا ہے اسلئے زمین کی روٹی بنا کر اہل جنت کو پہلے اسکے تمام مزے بحیثیت مجموعی چکھا دیئے جائینگے تا کہ جنت کی نعمتوں کو جب کھائیں پئیں تو ہر شخص کا یقین اس طرح سے عین الیقین ہو جائے کہ دنیا میں جو کچھ بھی میں نے یا کسی دوسرے نے کھایا پیا ہے وہ سب جنت کی ہر نعمت کے سامنے ہیچ ہے۔

یہودی نے جو روٹی کے ساتھ مچھلی اور بیل کا ناشتہ بتایا حضور اقدس ﷺ نے اس کی تردید نہیں فرمائی جس سے معلوم ہوا کہ اس نے صحیح بات کہی ہے، یہ جو کہا کہ مچھلی کی کلیجی کے زائد حصہ سے ستر ہزار افراد کھائیں گے اس کے متعلق شارح مسلم علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ جگر میں ایک ٹکڑا لٹکا ہوا ہوتا ہے جو کھانے میں جگر کا بہترین حصہ ہے کلیجی کا زائد حصہ اسی کا فرمایا ہے۔

اللہ کا دیدار سب سے بڑی نعمت

اہل جنت کو اللہ کی طرف سے جو کچھ نوازا جائیگا اور عظیم الشان مہانی ہوگی اس کا تصور تو یہاں ہو ہی نہیں سکتا دنیا میں جو کچھ دیکھ رہے ہیں خواہ کھانے کے قبیل کی اشیاء ہوں یا استعمالی اشیاء یہ جنت کی نعمتوں بعینہ نقشہ نہیں پیش کر سکتی ہیں وہاں کے پھل فروٹ شہد گوشت اور مچھلیاں انکی کیا لذت ہوگی ان کے کھانے میں کیا لطف آئیگا صحیح معنوں میں اسی وقت ہم جان سکتے ہیں جبکہ وہاں جا کر اس کا مشاہدہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو جنت الفردوس عطا فرمائیں۔ آمین!

جنت میں سب سے بڑی نعمت دیدار خداوندی ہوگا اس سے بڑھکر جنت میں کوئی نعمت نہیں جب جنتی لوگ جنت میں پہونچ جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ان سے ارشاد فرمائیں گے کیا تم چاہتے ہو میں تم کو ایک چیز عطا کروں وہ بندے عرض کریں گے آپ نے ہمارے چہرے روشن کئے اور دوزخ سے بچا کر جنت میں داخل کیا حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں ان بندوں کے اس جواب کے بعد ایک حجاب اٹھ جائیگا وہ روئے حق اور جمال الٰہی کو بے پردہ دیکھیں گے تو انکا حال یہ ہوگا کہ جو کچھ اب تک انہیں ملا تھا اس سب سے زیادہ محبوب اور پیاری چیز ملی دیدار کی نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی اپنا دیدار نصیب فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

بحمد اللہ تعالیٰ

''طالبات تقریر کیسے کریں؟'' جلد ششم تمام ہوئی۔

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ .